231

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔نومبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات صنعت اور کانکنی و معدنیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (پہلی ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (پہلی ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور داخلہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (پہلی ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون کرایہ پر دی گئی املاک، پنجاب مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کرایہ پر دی گئی املاک، پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور داخلہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کرایہ پر دی گئی املاک، پنجاب مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009 کوزیر غورلانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ95(3)اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

232

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009منظور کیاجائے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مصدرہ 2009(مسودہ قانون نمبر24بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مصدرہ 2009کو زیر غور لانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3)اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مصدرہ2009، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مصدرہ2009منظور کیاجائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)ماہی پروری پنجاب مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر25بابت2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ماہی پروری پنجاب مصدرہ2009کو زیر غورلانے اوراسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب

بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3)اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ماہی پروری پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے جنگلات وماہی پروری نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ماہی پروری پنجاب مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009(مسودہ قانون نمبر 26 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 کو زیر غور لانے اور اسے منظور کرنے کی غرض سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ 95(3)اور دیگر متعلقہ احکام کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

233

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبکاری ومحصولات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کوفی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

235

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرہویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

بدھ، 4۔نومبر 2009

(یوم الاربعاء، 15۔ذیقعد 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 22 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

إِنَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ يَهۡدِي لِلَّتِي هِيَ أَقۡوَمُ وَيُبَشِّرُ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٱلَّذِينَ يَعۡمَلُونَ
ٱلصَّٰلِحَٰتِ أَنَّ لَهُمۡ أَجۡرٗا كَبِيرٗاo وَأَنَّ ٱلَّذِينَ لَا يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡأٓخِرَةِ
أَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا أَلِيمٗاo وَيَدۡعُ ٱلۡإِنسَٰنُ بِٱلشَّرِّ دُعَآءَهُۥ بِٱلۡخَيۡرِۖ وَكَانَ
ٱلۡإِنسَٰنُ عَجُولٗاo وَجَعَلۡنَا ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ ءَايَتَيۡنِۖ فَمَحَوۡنَآ ءَايَةَ ٱلَّيۡلِ
وَجَعَلۡنَآ ءَايَةَ ٱلنَّهَارِ مُبۡصِرَةٗ لِّتَبۡتَغُواْ فَضۡلٗا مِّن رَّبِّكُمۡ وَلِتَعۡلَمُواْ عَدَدَ
ٱلسِّنِينَ وَٱلۡحِسَابَۚ وَكُلَّ شَيۡءٖ فَصَّلۡنَٰهُ تَفۡصِيلٗا o

سُوۡرَةُ بنیٓ اسرآئیل آیات 9 تا 12

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہےo اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہےo اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہےo اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانیاں دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرمادیo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل ٹھکانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
ہر زمانے میں آپ ﷺ رحمت ہیں
ہر زمانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
نعمتیں سب وہیں سے ملتی ہیں
دانہ دانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
جس پر اُتری ہے آیہ تطہیر
وہ گھرانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
ایک پل میں ہزار عالم میں
آنا جانا میرے حضور ﷺ کا ہے
مجھ سا عاصی کہاں مدینہ کہاں
یہ بلانا میرے حضور ﷺ کا ہے
دل ٹھکانہ میرے حضور ﷺ کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضور ﷺ کا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ جات صنعت اور کانکنی و معدنیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ آپ بڑے senior parliamentarian ہیں۔جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ کو آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔تشریف رکھیں۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ صنعت اور کان کنی و معدنیات سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔سب سے پہلے چودھری ظہیر الدین صاحب کا سوال ہے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! بہت ضروری بات کرنی ہے۔میں senior آدمی ہوں کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو آپ یا ایوان کے معزز اراکین کو ناگوار گزرے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔یہ سوالات زیادہ اہم ہیں۔چودھری ظہیر الدین صاحب کا سوال ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1706

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ میں معدنیات کی تفصیلات

*1706: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کون کون سی معدنیات کس کس جگہ پائی جاتی ہیں؟

(ب) ان معدنیات سے سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران کتنی آمدن ہوئی تھی؟

(ج) موجودہ مالی سال 09-2008 میں کتنی آمدن کی توقع ہے؟

(د) حکومت معدنی ترقی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) لاہور میں محکمہ کان کنی و معدنی ترقی کے کس کس جگہ دفاتر کام کر رہے ہیں، ان دفاتر کے سربراہوں کے نام مع گریڈ بتائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) صوبہ پنجاب میں تقریباً 22 معدنیات دریافت کی جاچکی ہیں جن کی باقاعدہ پیداوار ہو رہی ہے اور مختلف مقامات سے نکلنے والی معدنیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ جنرل آف مائنز اینڈ منرلز پنجاب کو گزشتہ سال 07-2006 میں مبلغ -/770200431 روپے اور سال 08-2007 میں مبلغ -/875979758 روپے آمدنی ہوئی ہے۔

(ج) ڈائریکٹوریٹ جنرل مائنز اینڈ منرلز پنجاب کو محکمہ خزانہ کی طرف سے موجودہ سال 09-2008 کے لئے مبلغ -/886000000 روپے کی آمدنی کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ محکمہ ہذا اس ہدف کو پورا کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔

(د) کسی بھی ملک کی ترقی میں قدرتی وسائل بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پنجاب کو بے شمار معدنیات سے نوازا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت پنجاب معدنیات کی سائنسی بنیادوں پر ترقی کے لئے کئی اقدامات اٹھا رہی ہے۔ اس سلسلے میں 2002 میں پنجاب کانکنی مراعاتی قوانین نافذ کئے گئے تاکہ شفاف اور منصفانہ طریقے سے معدنیات کے ٹھیکہ جات عطا کئے جا سکیں۔ ان قواعد و ضوابط کی وجہ سے نہ صرف ملکی بلکہ غیر ملکی سرمایہ داری کو بھی یقینی بنایا گیا ہے تاکہ محفوظ اور دوستانہ ماحول میں اپنا کاروبار کر سکیں۔ حکومت کان کنی و معدنی ترقی میں مزید بہتری لانے کے لئے از خود تلاش معدنیات کے بہت سے منصوبہ جات پر عمل پیرا ہے تاکہ موجودہ تیز رفتار صنعتی ترقی میں معدنیات اپنا کردار ادا کر سکیں۔

(ہ) لاہور میں محکمہ کان کنی و معدنی ترقی کے درج ذیل دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(i) اختر جاوید، ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز (بی ایس۔19)
ڈائریکٹوریٹ جنرل آف مائنز اینڈ منرلز پنجاب، پونچھ ہاؤس ملتان روڈ لاہور

(ii) محمد ارشد، چیف انسپکٹر آف مائنز پنجاب (بی ایس19)
انسپکٹوریٹ آف مائنز پنجاب، 153 شاہ جمال کالونی، لاہور

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہاں جواب میں پورے پنجاب سے نکلنے والی معدنیات کی تفصیل دی گئی ہے۔ پنجاب سے کوئلہ بھی نکلتا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں کتنے میگاواٹ بجلی اس کوئلے سے پیدا کی جاتی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سوال سے related تو نہیں ہے لیکن میری معلومات کے مطابق پنجاب میں کوئلے سے کہیں بھی بجلی پیدا نہیں کی جاتی۔

جناب محمد نوید انجم: کیا حکومت کوئلے سے بجلی پیدا کرنے کے لئے کوئی power units لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جی، بالکل۔ یہ بڑی اچھی تجویز ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔ پنجاب اور خاص طور پر سندھ میں ہمارے پاس کوئلے کے بہت زیادہ ذخائر ہیں۔ سندھ حکومت اس حوالے سے working کر رہی ہے اور صوبہ پنجاب کا محکمہ معدنیات بھی اس حوالے سے working کر رہا ہے۔ جن اضلاع میں کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں ان میں چکوال، جہلم، خوشاب، میانوالی، اٹک اور ڈیرہ غازی خان شامل ہیں۔ محکمہ ان مقامات پر کوئلے کی وہ quality تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے جو کہ بجلی پیدا کرنے کے لئے موزوں ہے۔ اس پر کام ہو رہا ہے، جیسے ہی کوئی اچھا result سامنے آیا تو اس منصوبے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ اس کے لئے چائنا اور جاپان سے بھی مذاکرات کئے جا رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے ضلع ڈیرہ غازی خان میں یورینیم نکلتا ہے تو یورینیم کی مد میں حکومت پنجاب کو کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سوال سے related نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ "صوبہ میں کون کون سی معدنیات کس کس جگہ پائی جاتی ہیں اور ان معدنیات سے سال 2007-08 کے دوران کتنی آمدن ہوئی

تھی؟"میں نے یورینیم کے حوالے سے پوچھا ہے کہ اس سے حکومت پنجاب کو کتنی آمدن ہوئی ہے؟ یورینیم معدنیات میں آتا ہے۔ میرا سوال بڑا relevant ہے۔

جناب سپیکر: سوال بڑا clear ہے لہذا اس کا جواب آپ کو بڑے اچھے انداز سے دینا چاہئے۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب سے تقریباً 22 معدنیات دریافت کی جاچکی ہیں اور ان میں یورینیم کا ذکر نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جواب نامکمل ہے۔کیا سینئر منسٹر صاحب یہ statement دے رہے ہیں کہ پنجاب میں، ڈیرہ غازی خان میں یورینیم نہیں نکلتا؟

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ اس سوال کے جواب میں یورینیم کا ذکر نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس پر میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ سوال آپ کا نہیں ہے۔جنہوں نے یہ سوال دیا ہے، جنہوں نے اس سوال پر محنت کی ہے پہلے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا یہ لوگ گھر سے پیدل آئے ہیں کہ انہوں نے محنت کی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، شاہ صاحب! پہلے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔اس کے بعد اگر وقت ہوا تو پھر دیکھیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً 22 معدنیات پنجاب سے نکلتی ہیں، ان میں یورینیم کا ذکر نہیں ہے۔کیا محکمہ کان کنی و معدنیات کا عملہ اس بات سے بے خبر ہے کہ میرے وطن سے یورینیم نکلتی ہے؟ یہ جوہر آباد کے قریب سے بھی نکلتی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے جو گزارش کی ہے آپ نے شاید وہ سنی نہیں ہے۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے، یہ پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ بڑی sensitive چیز ہے، اسے فوج کا ایک خاص محکمہ deal کرتا ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب ہم اس پر مزید supplementary questions رہنے دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کل یہاں سے کوئی اور معدنیات نکل آئیں گی تو پھر یہ کہیں گے کہ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔یورینیم پنجاب سے نکلی ہے، یہ کوئی اسلام آباد سے تو نہیں نکلی۔

جناب سپیکر: بات سنیں، بھائی! کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں میرے اور آپ کے لئے discuss کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر یہاں ایوان میں کسی چیز پر discuss کرنا مناسب نہیں ہے تو پھر سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بلائیں تاکہ ہم کم از کم اس میں discuss کر لیں۔

جناب سپیکر: کچھ چیزیں فیڈرل لسٹ کی ہوتی ہیں لہذا ان پر کسی صوبائی اسمبلی میں discuss نہیں کیا جا سکتا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اس ایوان کو بے خبر رکھا جائے۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب! میرے خیال میں آپ میری بات نہیں سمجھ پا رہے، بڑے افسوس کی بات ہے۔آپ کہیں سے feed back لیتے ہیں اور پھر شروع ہو جاتے ہیں۔(قہقہے)

SYED HASSAN MURTAZA: Mr. Speaker! Supplementary question.

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اگر آپ گوہر افشانی کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیے گا اور سوال اس کے متعلقہ ہونا چاہئے۔This is the last supplementary question on this. جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ صوبہ پنجاب میں تقریباً 22 معدنیات دریافت کی جا چکی ہیں جن کی باقاعدہ پیداوار ہو رہی ہے اور مختلف مقامات سے نکلنے والی معدنیات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ پنجاب سے کون کون سی معدنیات نہیں نکل رہیں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: بتائیں جی، وزیر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہماری زمین میں لوہا بہت ہے لیکن وہ نہیں نکل رہا۔ شاہ صاحب کی زمین کے نیچے بھی لوہا ہے لیکن وہ ابھی تک نکل نہیں رہا کیونکہ اس پر stay ہوا ہے اور وہاں پر اتنا لوہا ہے کہ اگر یہ اس سے سٹیل ملز لگانا چاہیں تو وہاں لگا سکتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بڑی مہربانی کی ہے۔ میں نے پچھلی اسمبلی میں بھی کافی questions کئے تھے اور میری تحاریک التوائے کار بھی آئیں۔ چنیوٹ میں زمین کے نیچے لوہا بہت

زیادہ مقدار میں ہے لیکن اس کو نکالنے کے لئے آج تک کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ منسٹر صاحب نے آج خود ہی ایوان میں کہہ دیا ہے، کیا حکومت مستقبل قریب میں کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ ہماری زمینوں سے لوہا نکل سکے اور اس ملک کے کام آ سکے؟

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ان کی بات بہت مناسب ہے، محکمہ اس پر کام کر رہا ہے، اس کے لئے ایک ملک سے معاہدہ بھی ہوا ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ کمپنی نے عدالت سے stay لیا ہوا ہے جیسے ہی stay ختم ہو گا اس پر کام شروع ہو جائے گا اس کے لئے باہر کی کمپنیوں سے ہماری بات چیت چل رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یورینیم کی ایک قسم 235 ہے اور دوسری 238 ہے۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ کون سا یورینیم sensitive ہے جس کے بارے میں ہم بات نہیں کر سکتے اور کون سا یورینیم کمرشل ہے جس کے بارے میں ہم بات کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: اب ہم آگے چلتے ہیں۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس ضمنی سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پہلے میرے بھائی مولانا صاحب نے بھی بات کی تھی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں مولانا نہیں ہوں، میں تو مولانا کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہوں۔

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ یورینیم ملک کے دفاع کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ پہلے کہا جا رہا تھا کہ صوبہ یہ چیزیں وفاق کو کیوں دے رہا ہے؟ ہر محب وطن پاکستانی چاہتا ہے کہ جو چیز ملک کے دفاع کے لئے استعمال ہوتی ہے اس پر بحث نہیں کرنی چاہئے۔ یہ اس ملک اور 17 کروڑ عوام کی حفاظت کے لئے استعمال ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی بحث کرنا یا cross talk کرنا کسی پاکستانی کو زیب نہیں دیتا۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ پاکستان

کی مضبوطی اور دفاع کے لئے اگر کوئی چیز استعمال کی جاتی ہے تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دو قسم کا یورینیم ہوتا ہے، ان میں سے کمرشل یورینیم اتنا ہی ملک کے دفاع کے لئے ضروری ہے جتنا کہ لوہا، میگنیشیم اور کوئلہ وغیرہ۔ وہ ایک کمرشل چیز ہے، منسٹر صاحب مجھے کمرشل قسم کے یورینیم کے بارے میں بتا دیں جس کا ملکی دفاع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایک بات آپ سے کہہ دی ہے کہ یورینیم پر یہاں discuss نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یورینیم کی بھی قسمیں ہیں۔ کوئی ملکی دفاع کے لئے استعمال ہوتی ہے اور کوئی کمرشل استعمال ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ان کی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی؟ انہوں نے کہا ہے کہ اس پر فیڈرل گورنمنٹ کا کنٹرول ہے، ہمارا نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

ٹھیک ہے۔ اس پر کوئی question نہیں ہو گا۔ جی، شفیق صاحب!

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (د) ہے کہ حکومت معدنی ترقی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟ محترم وزیر اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بہت سی معدنیات ہیں جس طرح میرے بھائی نے بھی کہا ہے کہ ان تک محکمہ نہیں پہنچ سکا۔ اس کے لئے پچھلے سال حکومت پنجاب نے Punjab Coal Mining Company بنائی ہے جسے P.C.M.C کہتے ہیں۔ ابھی بہت سی معدنیات زیر زمین ہیں، حکومت اور محکمہ اس کے لئے مختلف اقدامات کر رہا ہے، پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کے ذریعے زیادہ سے زیادہ معدنیات نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ محکمہ اس کے لئے مختلف feasibilities پر کام کر رہا ہے، مختلف researches ہو رہی ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے کہ تمام معدنیات تک رسائی ہو، جس طرح لوہے کی بات کی گئی اس پر بھی working کی گئی ہے۔ محکمہ کوئلہ اور دیگر معدنیات پر اقدامات کر رہا ہے اور اسی لئے یہ کمپنی بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: next question چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب محمد یار ہراج: Q. No.562. on his behalf (معزز رکن نے چودھری سلطان احمد چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 562 دریافت کیا)

ضلع سرگودھا میں کمرشل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*562: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت کتنے کمرشل کالج ہیں، ان کے لئے اساتذہ کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں، اس وقت کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں کو کب تک پر کیا جائے گا؟

(ج) ضلع بھر کے تمام کمرشل کالجوں میں کتنے طلبا زیر تعلیم ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا حکومت ضلع ہذا میں مزید کمرشل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو منصوبہ کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف)

ضلع سرگودھا میں کامرس کالجوں کی تعداد	04
اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں	87
خالی اسامیاں	08
بی ایس 19	03
بی ایس 18	01
بی ایس 17	04

(ب) سکیل نمبر 17 کی خالی اسامیوں کی بھرتی پر حکومت پنجاب کی طرف سے تاحال پابندی ہے۔ جس کے ختم ہونے پر نئی بھرتی کی جائے گی اور سکیل نمبر 18 اور 19 پروموشن سیٹیں ہیں اور یہ بذریعہ پروموشن پر کی جائیں گی۔

(ج) ضلع بھر کے تمام کمرشل کالجوں میں درج ذیل طلباء زیر تعلیم ہیں۔

-1	گورنمنٹ کالج آف کامرس سرگودھا	2103
-2	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس برائے خواتین سرگودھا	195
-3	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس شاہپور صدر	264
-4	گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال	503

(د) حکومت ضلع سرگودھا میں مندرجہ ذیل نئے کمرشل انسٹی ٹیوٹس کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے:-

-1 گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس ساہیوال (ضلع سرگودھا)

2- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس سلانوالی (ضلع سرگودھا)

ان انسٹیٹیوٹ کی فزیبلٹی رپورٹس تیار ہو چکی ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جز (الف) اور جز (ب) کے جوابات کی تاریخ وصولی دیکھیں تو مجھے عجیب سی بات لگ رہی ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ خالی اسامیاں آٹھ ہیں اور اس کی وصولی دو فروری 2009 میں ہوئی تھی۔ جز (ب) میں لکھا ہوا ہے، "تاحال پابندی ہے" وغیرہ وغیرہ۔ مقصد یہ کہ جس کالج میں 2 ہزار بچے پڑھ رہے ہیں، مختلف کالج اور بھی موجود ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ جواب فروری میں موصول ہوا ہے، کیا فروری سے اب تک وہاں کوئی ٹیچر نہیں بھیجے گئے اور کیا یہ اسامیاں پُر کرنے کے لئے کوئی تاریخ دی جا سکتی ہے اور یہ اسامیاں فروری سے اب تک خالی کیوں پڑی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے اس کا almost جواب تو آ چکا ہے۔ جہاں تک خالی اسامیاں پر کرنے کی بات ہے تو گریڈ 17 پر براہ راست بھرتی پر پابندی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے محکمے کی بہت جلد میٹنگ ہو رہی ہے تو گریڈ 18/19 کی اسامیوں پر محکمے میں ملازمین کو ترقی دے کر انھیں لگایا جائے گا۔ اس کے باوجود میں نے محکمے کو کہا ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے تو یہ اسامیاں پُر کی جائیں اور جو delay ہوا ہے، وہ کیوں ہوا ہے؟ اس کی ذمہ داری کا تعین کر کے بھی ہمیں بتایا جائے۔ معزز ممبر نے بالکل درست point out کیا ہے۔ انشاءاللہ بہت جلد ان اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! انھوں نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس تاریخ کا پوچھا تھا کہ یہ اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں یہ کس تاریخ تک پُر ہو جائیں گی اور کیا فروری سے اب تک نشاندہی ہی نہیں ہو سکی۔ یہ تو غیر مناسب جواب ہے۔ یہ مجھے کوئی specific جواب دیں اور گول مول جواب نہ دیں۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ کہہ رہا ہوں کہ جو اسامیاں خالی ہیں ان کو ہم بہت جلد پر کریں گے اور جو گریڈ 17 کی اسامیوں کی بھرتی پر حکومت کی طرف سے پابندی ہے، جونہی پابندی ختم ہو گی تو ہم ان اسامیوں کو پُر کریں گے۔ اس کے علاوہ پورے پنجاب میں تقریباً 2900 posts خالی ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے specific پوچھا ہے کہ کب سے یہ خالی پڑی ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

جناب سپیکر! سرگودھا میں ایک وائس پرنسپل کی اسامی 2003-6-3 سے خالی ہے۔ اس کے علاوہ سرگودھا میں ہی گریڈ 19 کی پرنسپل کی اسامی 1987 سے خالی پڑی ہے۔ اس پر دوسرا بندہ کام کر رہا ہے۔ اس کے لئے میں نے پہلے ہی محکمے کو خط لکھ دیا ہے اور ان سے پوچھا بھی گیا ہے کہ اس کی ذمہ داری کا تعین کریں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے کہ یہ اسامیاں اب تک کیوں خالی ہیں؟ اگر معزز ممبر چاہیں تو اس خط کی کاپی بھی ہم ان کو دے سکتے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اب تک یہ اسامیاں کیوں پُر نہیں ہوئیں اور یہ خلاء کیوں ہے؟ اس کے ذمہ داران کا تعین کر کے ہم ان کے خلاف کارروائی بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! بہت مہربانی کہ انھوں نے وضاحت کی ہے۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے صرف تاریخ چاہوں گا کہ اگر یہ جواب فروری میں موصول ہوا تھا تو اس وقت سے اب تک 9 مہینے گزر چکے ہیں اور 9 مہینے میں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ ہاؤس میں ایک تاریخ بتا دیں کہ سالہا سال سے اساتذہ بھی وہاں نہیں ہیں اور وائس پرنسپل بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سوال آپ پر ہی آجائے تو پھر آپ کیا کہیں گے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میری جو ذمہ داری ہے تو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ یہ اپنی ذمہ داری پر ایک تاریخ دے دیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ یہ اتنا بڑا issue کب تک حل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم بہت جلد ان اسامیوں کو پُر کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf (معزز رکن نے محترمہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3653 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کل بھی اخبار میں آپ کے نام کی جگہ بشریٰ نواز گردیزی کا نام لکھا ہوا تھا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کل بھی میں نے ان کے سوال take up کئے تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 3653

ضلع بہاولپور میں معدنیات کی تفصیلات

*3653: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور کے کس کس مقام پر کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں۔ان معدنیات کے نام اوران سے سال 2007 سے آج تک کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) اس وقت ضلع بہاولپور میں ریت کے کتنے بلاک ہیں۔ان میں سے کتنے بلاکوں کا ٹھیکہ دیا گیا ہے اور کتنے بلاکوں کا ابھی تک ٹھیکہ نہیں دیا گیا، نیز ان کا ٹھیکہ نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع بہاولپور میں صرف عام ریت پائی جاتی ہے جو کہ دریائے ستلج کے علاوہ عام زمینوں میں بھی مٹی کی تہہ کے نیچے موجود ہے۔نیز ٹبہ سینڈ کی صورت میں ضلع بہاولپور میں پائی جاتی ہے ضلع بہاولپور کی عام ریت کی نیلامی سے حکومت کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران درج ذیل آمدن ہوئی:۔

نمبر شمار	مالی سال	آمدن (روپے)
-1	2007-08	9280218/-
-2	2008-09	12375452/-

(ب) اس وقت ضلع بہاولپور میں عام ریت کے کل 19 بلاکس / زون عطا شدہ ہیں اور 7 بلاکس خالی ہیں جن کو مورخہ 03-08-2009 کو نیلامی میں پیش کیا گیا اور صرف ایک بلاک کی نیلامی ہوئی جبکہ 6 بلاکس کے لئے کوئی ٹینڈر نہ آیا۔اب 6 بلاکس کو دوبارہ نیلامی کے لئے پیش کیا جائے گا۔ خالی بلاکس / زون اخبارات میں مشتہر کرنے کے بعد نیلام عام میں پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ان بلاکس / زون کے لئے بولی موصول نہ ہوتی ہے یا کم بولی موصول ہوتی ہے جس کو منظور نہ کیا جا سکتا ہے۔البتہ ان خالی بلاکس / زون کو متواتر نیلام عام میں شامل کیا جاتا ہے اور جونہی ان پر معقول بولی موصول ہوتی ہے ان کے پٹا جات عطا کر دیئے جاتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے دو ضمنی سوالات ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس طرح سے انھوں نے جز (ب) کا جواب دینے کے لئے آخری لائن میں تحریر فرمایا ہے کہ ان کے پٹہ جات

عطا کر دیئے جائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کیونکہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ بغیر پٹے کے یعنی جب تک پٹہ نہیں دیا جاتا تو لوگ ریت اٹھا لیتے ہیں۔ کیا حکومت نے ایسا کوئی mechanism بنایا ہے کہ پٹہ کی رقم ادا کئے بغیر لوگ وہاں سے ریت نہ اٹھا سکیں۔ میں دوسرا ضمنی سوال بعد میں کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے بجا فرمایا ہے کہ جب نیلامی نہیں ہوتی تو لوگ ریت کو چوری کرتے ہیں لیکن جب نیلامی ہو جاتی ہے، جو ٹھیکیدار بولی کے بعد پیسے جمع کروا دیتا ہے تو پھر وہ ٹھیکیدار وہاں پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کے بعد چوری کا کوئی امکان نہیں ہوتا لیکن علاقہ بہت بڑا ہوتا ہے اور محکمہ ہر جگہ نہیں پہنچ سکتا۔ محکمے کی کوشش ہوتی ہے کہ چوری نہ ہو۔ بہاولپور میں 19 بلاک ہیں، ان میں سے 13 کی نیلامی ہو گئی ہے اور 6 ابھی بھی خالی پڑے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے اخبار میں اشتہار دیا ہے۔ آج اس کی بولی کی تاریخ تھی لیکن عدالت کی طرف سے stay آ گیا ہے۔ اس وجہ سے آج بولی نہیں ہو سکی اس لئے نئی تاریخ 2009-12-3 رکھی گئی ہے۔ اس دوران وہاں پر proper نگرانی نہیں ہو رہی اور وہاں سے کوئی ریت اٹھاتا ہے تو اس پر محکمہ کوشش تو کرتا ہے لیکن میں یہ ensure نہیں کر سکتا کہ وہاں سے کوئی ریت چوری نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جن کے پاس ٹھیکہ ہوتا ہے وہ چوری تو نہیں ہونے دیتے لیکن اس میں کئی قباحتیں ہیں، ان کو دور کرنا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی mechanism نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کو آگے بڑھا دوں۔

محترمہ سیمل کامران: جی۔

جناب سپیکر: اصل بات تو یہ ہے کہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ آپ کے ایک سوال کا جواب آیا ہے کہ آپ کوئی rate مقرر نہیں کرتے۔ آپ جب criteria بناتے ہیں تو علاقے کے مطابق criteria بنا کر notify کریں۔ اس کے علاوہ اس کی ضلع کی سطح پر تشہیر بھی ہونی چاہئے کہ اس جگہ سے لیں گے تو یہ rate ہو گا۔ ٹھیکیدار کی اپنی من مانی مناسب نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ ایک ٹھیکیدار -/1200 روپے کی ٹرالی فروخت کر رہا ہے اور دوسرا -/1800 روپے کی فروخت کر رہا

ہے۔اس پر کوئی check نہیں ہے کیونکہ جب ہم نیلامی دے دیتے ہیں تو وہ اپنی من مانی کرتا ہے۔اس پر اب محکمے نے ہر کمشنر کو کہا ہے کہ آپ ہر تحصیل میں DDO(R) اور ایک محکمے کا آدمی لگائیں اور یہ کمشنر کی ذمہ داری ہو گی۔ ہم نے تمام کو چٹھیاں لکھ دی ہیں کہ وہ یقینی بنائیں کہ پورے پنجاب میں ریت کا ایک ہی rate ہو اور جو ٹھیکیدار زیادہ وصولی کی کوشش کرے تو اس پر کمشنر ہمیں چٹھی لکھے تاکہ ہم اس کا ٹھیکہ منسوخ کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سارے پنجاب میں تو ایک rate نہیں ہو سکے گا۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہماری کوشش ہو گی کہ پورے پنجاب میں ایک rate ہو۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایک ضمنی سوال تو میں نے آپ کے behalf پر کر لیا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مہربانی۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں ہی انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ اتنے بلاکوں کا ٹھیکہ دے دیا گیا ہے اور اتنے بلاکوں کا ٹھیکہ رہتا ہے۔ میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس طرح ادنیٰ معدنیات ریت، بجری اور پتھر ہیں۔ ان کے ٹھیکے سالہا سال انہی ٹھیکیداروں کے پاس رہتے ہیں۔ میں یہ وضاحت چاہتی ہوں کہ جب یہ ٹھیکہ extend کرتے ہیں تو کس تناسب سے ٹھیکے کی رقم میں اضافہ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ انھوں نے ابھی آمدن کا ذکر کیا ہے تو صوبہ پنجاب کے 35 اضلاع ہیں، انھوں نے ضلع بہاولپور کی آمدن کا بتایا ہے یہ ratio کے حساب سے کم آمدنی والا ضلع ہے یا زیادہ آمدنی والا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر بہاولپور کا پوچھا گیا تھا۔ وہ بتا دیا گیا ہے۔ میں overall بتا دیتا ہوں کہ 88 کروڑ روپیہ ہمارا target تھا اور ایک ارب 60 کروڑ روپیہ 2008-09 میں آمدن ہوئی جو target سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو شاباش دینی چاہئے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ہاؤس کے سامنے ریکارڈ کی بات رکھنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں جتنے بھی محکمہ جات ہیں، پہلی سہ ماہی میں کوئی محکمہ ایسا نہیں ہے جس نے اپنا target achieve کیا ہو، صرف محکمہ Mines and Mineral ہے جس نے اس سال کی پہلی سہ ماہی میں اپنا target حاصل کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے پہلے سوال کا جواب مکمل نہیں آیا، آدھا جواب معزز وزیر صاحب نے دیا ہے۔ میں سب سے پہلے پہلی سہ ماہی میں target achieve کرنے پر انھیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس کے بعد میں اپنا آدھا سوال repeat کرتی ہوں اور وہ یہ تھا کہ اس میں ٹھیکوں کا ذکر ہے۔ میرے علم کے مطابق ٹھیکے سالہا سال سے repeat ہوتے ہیں تو کس تناسب سے ٹھیکوں کی رقم میں اضافہ کیا جاتا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ٹھیکوں کے extend کرنے کا کوئی قانون نہیں ہے۔ یہ کسی صورت بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔ نیلامی ہر سال ہوتی ہے، مقابلہ کرایا جاتا ہے اور اب ہم نے ایک سسٹم بنایا ہے کہ کمپیوٹر کے ذریعے نیلامی کے سارے کام کو آپ اپنے گھر بیٹھ کر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ نظام شفاف ہو۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی راجہ صاحب فرمارہے تھے کہ اس پر عدالت نے stay جاری کیا ہوا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کس عدالت نے stay جاری کیا ہے اور اب اُس کا کیا status ہے کیونکہ یہ stay تو سالہا سال چلتے ہیں لہذا بتایا جائے کہ اُس stay کو خارج کروانے کے لئے آج تک محکمے نے کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پرانی نہیں، آج کی بات کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ نے سنا نہیں ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ stay سیشن کورٹ یا ہائی کورٹ سے ہوگا۔ میں نے تو مختصر بتادیا ہے کہ عدالت سے جاری ہوا ہے۔

معزز اراکین: ہائی کورٹ سے ہوا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): چلیں، ہائی کورٹ سے ہوا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پہلے ہی اس پر کتنے ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: یہ بہت اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ایسا سوال ہے جو اہم نہ ہو؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال ہی بہت اہم ہے۔ انہوں نے ابھی کہا ہے کہ 6 بلاکس رہ گئے تھے جس کی ابھی کل ہی بولی ہوئی ہے۔ میں اِس حوالے سے ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ٹینڈر کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے جاتے ہیں تو کون کون سے اخبارات میں اس ٹینڈر کے لئے اشتہارات دیئے گئے تھے؟ کیونکہ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے چھوٹے موٹے اخباروں میں ٹینڈر جاری کر دیئے جاتے ہیں اور عام لوگوں کو پتا ہی نہیں چلتا، مجھے صرف یہ بتادیں کہ کن کن اخبارات میں انہوں نے ٹینڈر دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تمام اخبارات کا سائز تو ایک ہی ہے۔ آپ چھوٹے بڑے اخبار کیسے بتا رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اُن اخبارات کے صرف نام جاننا چاہتی ہوں کہ کن کن اخبارات میں ٹینڈر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ ابھی بتا دیتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے جو چیز point out کی ہے یہ بالکل بجا ہے۔ اگر کسی نے فراڈ کرنا ہو یا کسی کو oblige کرنا ہو تو لوکل اخباریں جن کے صرف دو صفحے چھپتے ہیں ان میں وہ اشتہار دے دیتے ہیں لیکن میرے محکمے کو پابند کیا گیا ہے کہ قومی اخبار میں ہی اشتہار دیا جائے اور یہ اشتہار بھی ''نوائے وقت'' اور ''خبریں'' میں آیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): سوال نمبر 563۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع فیصل آباد میں کمرشل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*563 چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں اس وقت کتنے کمرشل کالج ہیں ان کے لئے اساتذہ کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں، اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں کو کب تک پر کیا جائے گا؟

(ج) ضلع بھر کے تمام کمرشل کالجوں میں کتنے طلباء زیر تعلیم ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع ہذا میں مزید کمرشل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو منصوبہ کی مکمل تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) فیصل آباد میں اس وقت کامرس ایجوکیشن کے چار ادارے ہیں:۔

1- گورنمنٹ کالج آف کامرس فیصل آباد

اس کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 33 ہے اور خالی اسامیاں 2 ہیں۔

2- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس فیصل آباد

اس کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 14 ہے اور خالی اسامی ایک ہے۔

3- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس جڑانوالہ

اس کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد چودہ ہے اور خالی اسامی ایک ہے۔

4- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس سمندری

اس کالج میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 15 ہے اور خالی اسامیاں 4 ہیں۔

(ب) براہ راست بھرتی والی خالی اسامیوں پر محکمہ فنانس کی جانب سے تنخواہوں کی مد میں رقم مہیا کرنے پر بھرتی کی جا سکے گی جبکہ پروموشن کوٹا کی اسامیاں ترقی کے بعد پُر کی جائیں گی۔

(ج) ضلع بھر کے کامرس ایجوکیشن کے تمام اداروں میں ایک ہزار دس طلباء زیر تعلیم ہیں۔

(د) فی الحال نہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں جز (ب) منسٹر صاحب کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ صرف ضمنی سوال کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے میرے سوال کے جز (ب) میں تسلیم کیا ہے کہ اسامیاں خالی ہیں اور براہ راست بھرتی والی خالی اسامیوں پر محکمہ فنانس کی جانب سے تنخواہوں کی مد میں رقم مہیا کرنے پر بھرتی کی جاسکے گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا خزانے میں پیسا ہے جو اس مد میں جمع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا خزانے میں اتنا پیسا ہے کیونکہ ان کو کوئی شک پڑ گیا ہے لہذا آپ اس کو ضرور چیک کریں۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کے لئے ہم نے Finance Department کو لکھا ہے جس کا ابھی جواب آئے گا۔ اس حوالے سے Finance Department والے ہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں کہ اس کے لئے وہ ہمیں فنڈز مہیا کرتے ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں چودھری صاحب خود بھی کوشش کرتے رہے ہیں اور لگتا یوں ہے کہ وہ بھی اس میں کامیاب نہیں ہو پائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری چھوٹی سی گزارش ہے کہ جب یہ جواب آ رہا تھا تو اُس وقت یہ اُن سے جواب نہیں لے پائے حالانکہ یہ تو telephonically پوچھا جا سکتا تھا کہ اس مد میں کوئی پیسا ہے؟ یہ فنانس سیکرٹری سے ابھی پتا کر کے بتا دیں۔ حالانکہ انہوں نے خالی اسامیاں بھی تسلیم کی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس مد میں رقم مہیا کئے جانے پر یہ بھرتی کی جا سکتی ہے۔ انتہا کی بے روزگاری ہے، لوگ بے روزگار پھر رہے ہیں، اسامیاں خالی ہیں اور کارکردگی متاثر ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ صرف سوال کے متعلق بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ صرف اتنا بتا دیں کہ خزانے میں پیسے ہیں یا نہیں؟ پھر میں دوسرا سوال کروں گا۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں محترم چودھری صاحب سے عرض کر چکا ہوں کہ اس کے لئے ہم نے محکمہ خزانہ کو لکھا ہے جو نہی اس کا جواب آئے گا میں معزز ممبر کو بھی انشاء اللہ inform کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ یہ بتائیں کہ یہ سوال آپ کے متعلقہ ہے یا وزیر خزانہ کے متعلقہ ہے ؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس سوال کی تاریخ وصولی جواب 23۔اگست 2008 ہے اور 2008 سے اب تک یہ اس سوال کا جواب ہی نہیں لے پائے۔ صاف صاف بتادیں کہ خزانہ خالی ہے اگر ایسا ہے تو ایک سال میں اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم چودھری صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں ہم سے زیادہ بہتر پتا ہے کہ خزانے میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے لیکن تعلیم ہماری priority پر ہے جس پر ہم نے ان چیزوں کو بڑی سنجیدگی سے take up کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد بھرتیاں بھی ہوں گی جس میں کوئی دورائے نہیں ہے۔ میں یہاں پر کسی چیز کو defend نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہماری قوم کی یہ ضرورت بھی ہے اور جیسے ہم نے تعلیم کو priority پر لیا ہے، انشاء اللہ بہت جلد ان اسامیوں کو پُر بھی کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک چیز ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا کہ ایک سال کے اندر ان سے محکمے سے چھوٹا سا جواب حاصل نہیں کیا جا سکا کہ اِن خالی اسامیوں پر بے روزگاروں کو بھرتی کرنے کے لئے پیسے ہیں یا نہیں ہیں؟ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ پانچ سال تک رہیں اور شاید پانچ سال کے اندر جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: وہ الزام آپ پر لگا رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ پروموشن کوٹا کی اسامیاں ترقی کے بعد پُر کر دی جائیں گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ میں اِس وقت پروموشن کوٹا کی اسامیاں کتنی ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! پروموشن کے معاملات پر کچھ لوگ seniority base پر کورٹ میں گئے ہوئے ہیں جنہوں نے وہاں سے stay orders لئے ہوئے ہیں۔ ہم اِس کو بالکل take up کریں گے اور کورٹ سے بہت جلد decision کروا کر اس کو final کریں گے۔ چونکہ 18 اور 19 گریڈ والوں کی محکمے کے اندر ہی promotions ہوتی ہیں اس لئے اُن کا within department ہی seniority کا مسئلہ ہے جس پر کچھ لوگ کورٹ میں گئے ہوئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جو اسامیاں promotions کے ذریعے پُر ہونی ہیں، کیا وہ تمام کے تمام لوگ کورٹ میں چلے گئے ہیں یا اس کے علاوہ بھی کچھ باقی ہیں جو stay to court میں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں چودھری صاحب کو پھر یہ یقین دہانی کرا رہا ہوں کہ تعلیم یقیناً ہماری priority پر ہے۔ اس مسئلے کو ہم نے take up بھی کیا ہے اور محکمے کو خط بھی لکھا ہے کہ یہ اتنی دیر سے delay کیوں ہے؟ یہاں پر 2007 اور 2008 سے ٹوٹل 6 اسامیاں خالی ہیں جن پر ہم بہت جلد action لے کر ان اسامیوں کو پُر کریں گے۔

جناب سپیکر: اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: On his behalf سوال نمبر 3857۔ (معزز رکن نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3857 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ریت کے ٹھیکہ جات پر عوامی تحفظات

*3857۔ **سردار خالد سلیم بھٹی**: کیا وزیر کان کنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے معدنیات کی نیلامی کے نئے قواعد کے تحت فی ٹرالی ریت کا ریٹ ٹھیکیدار کی منشا پر چھوڑ دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار اپنی منشا کے مطابق فی ٹرالی ریت ایک سے دو ہزار روپے وصول کر رہے ہیں جبکہ ضلع وہاڑی میں ریت کے ٹھیکیدار محکمہ کے ملازمین اور افسران سے ملی بھگت کر کے اس سے بھی زائد ریٹ وصول کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر کسی آدمی کی اپنی ملکیتی زمین میں ریت پائی جاتی ہے تو وہ معدنیات کے لاز کے تحت یہ ریت استعمال نہیں کر سکتا ہے جب تک کہ وہ سرکاری نیلامی میں اس کا ٹھیکہ حاصل نہ کرے؟

(د) کیا حکومت ریت کا ٹھیکہ دینے سے قبل فی ٹرالی ریت کا ریٹ فکس کرنے اور پرائیویٹ زمین مالکان کو ان کے رقبہ میں پائی جانے والی ریت کے استعمال کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) عام ریت کا حکومت کی طرف سے کوئی شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے کیونکہ عام ریت کے نرخ کا انحصار مالیت پٹا، ریت کی کوالٹی ذخیرہ ریت کی جگہ کا مارکیٹ سے فاصلہ و راستہ جات، ریت کی طلب و رسد اور دیگر کئی عوامل پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہذا انہیں عوامل کے مدنظر پٹادار عام ریت کی قیمت وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ عام ریت کے ٹھیکیدار ضلع وہاڑی میں -/1300 روپے تک فی ٹرالی ریت کی قیمت وصول کر رہے ہیں جس میں محکمہ کے افسران اور ملازمین کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔ ضلع وہاڑی میں عام ریت کی ایک ٹرالی کی قیمت -/1300 روپے سے زیادہ وصول نہ کی جا رہی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اگر کسی آدمی کی ملکیتی زمین میں ریت پائی جاتی ہے تو معدنیات کے قوانین کے تحت وہ یہ ریت استعمال نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ سرکاری نیلام عام میں اس کا ٹھیکہ حاصل نہ کرے کیونکہ صدارتی حکم نمبر 8 مجریہ 1961 اور سیکشن 49 لینڈ ریونیو ایکٹ مجریہ 1967 کے تحت عام ریت معدن کی تعریف میں آتی ہے اور حکومت کی ملکیت ہے تاہم مالک زمین ریت کی نکاسی کی صورت میں پنجاب معدنی مراعات قوانین مجریہ 2002 کے تحت مالکانہ وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔

(د) ضمن (الف) میں وضاحت کی گئی ہے جہاں تک کسی شخص کے اپنی ملکیتی زمین سے ریت استعمال کرنے کا تعلق ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کہ وہ کسی شخص کو اپنی ملکیتی زمین میں سے ریت اٹھانے کی اجازت دے کیونکہ ریت بطور معدن حکومت کی ملکیت ہے اور معدنی قوانین میں اس کی کوئی اجازت نہیں ہے اگر مالک زمین اپنے استعمال کے لئے ریت نکالے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔ ریت کے نرخنامہ کے لئے کوئی قانون موجود نہ ہے۔ حکومت صرف ضروری اشیاء کے ریٹ مقرر کرتی ہے اور ایسا Essential Commodities Act ضروری اشیاء ایکٹ

کے تحت کیا جاتا ہے اس میں ریت شامل نہ ہے۔ مگر عوام کی سہولت کے مدنظر محکمہ اپنی نیلامی کی شرائط میں اس شرط کو شامل کرلے گا کہ متعلقہ ضلع کا D.C.O ریت کے نرخ میں بے جا اضافہ کی صورت میں مداخلت کا مجاز ہوگا اور ریت کے نرخ کو مناسب حد سے تجاوز کرنے پر قانونی کارروائی کا اختیار رکھے گا، ان شرائط کو آئندہ نیلام ہونے والے تمام ٹھیکہ جات میں شامل کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں محکمہ معدنیات و معدنی ترقی نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو ایک ماہ کے اندر اپنی سفارشات وزیر صاحب کو پیش کرے گی تاکہ ریت کی نیلامی کو مزید شفاف بنایا جائے اور ریت کے نرخ کو کنٹرول کرنے کا طریق کار اختیار کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جہاں تک کسی شخص کے اپنی ملکیتی زمین سے ریت استعمال کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کہ وہ کسی شخص کو اپنی ملکیتی زمین میں سے ریت اٹھانے کی اجازت دے کیونکہ معدنی قوانین اس کی اجازت نہیں دیتے لیکن اگر زمین کا مالک اپنے استعمال کے لئے ریت نکالے تو اُس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔ یہ تو دو متضاد سی باتیں ہو گئیں کہ ایک طرف قانون اجازت نہیں دیتا اور دوسری طرف زمین کا مالک ریت نکالے تو اسے کچھ نہیں کہا جاتا۔ حالانکہ ایسا ہو رہا ہے کہ جو مالکان عملے کی مُٹھی گرم کر دیتے ہیں تو اُن پر ان قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن جو نہیں دے پاتے اُن پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو میرے خیال میں ثبوت کے بغیر نہیں کرنی چاہئیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ کیا حکومت ایسا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ اِس قانون کا اطلاق تمام مالکان پر برابری کی بنیاد پر ہو؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے بالکل مناسب تجویز دی ہے۔ زمین کا مالک اگر ریت اپنے استعمال میں لانا چاہے تو لا سکتا ہے لیکن اسے فروخت نہیں کر سکتا۔ بعض جگہ یہ شکایات ضرور موصول ہوتی ہیں کہ مالک نے خود ہی اپنی ریت فروخت کرنا شروع کر دی ہے جس پر محکمہ کارروائی کرتا ہے۔ جب یہ شکایت موصول ہوتی ہے تو اُن لوگوں کے

خلاف action لیا جاتا ہے لیکن یہ 100 فیصد نہیں ہے۔ انہوں نے بہت اچھی تجویز دی ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ اس کو زیادہ مؤثر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: آپ مالک کو رائلٹی دیتے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جی، جناب سپیکر! رائلٹی دیتے ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! آخری تین لائنیں ہیں کہ عوام کی سہولت کے مدنظر محکمہ اپنی نیلامی کی شرائط میں اس شرط کو شامل کرے گا کہ متعلقہ ضلع کا ڈی سی او ریٹ کے نرخ میں بے جا اضافہ کی صورت میں مداخلت کا مجاز ہو گا اور قانونی کارروائی کر سکے گا، میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ یہ تجویز تو بہت اچھی ہے کیا اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے یا ابھی ہونا باقی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ لیٹ آئی ہیں یا پہلے یہاں پر موجود تھیں جب یہ باتیں ہو رہی تھیں؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں بعد میں آئی تھی۔

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ان شرائط کو آئندہ نیلام ہونے والے تمام ٹھیکہ جات میں شامل کیا جائے گا لیکن یہ جواب پرانا ہے اب اس کو شامل کیا جا رہا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اسی سوال کے آخر میں دو لائنیں ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ علاوہ ازیں محکمہ معدنیات و معدنی ترقی نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو ایک ماہ کے اندر اپنی سفارشات وزیر صاحب کو پیش کرے گی۔ میں نے یہ پوچھنا ہے کہ کیا وہ سفارشات پیش کر دی گئی ہیں یا ان کا انتظار ہو رہا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے اس میں جو فائنل فیصلہ کیا ہے وہ یہی ہے کہ کمشنر صاحب اور ڈی سی او صاحب کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ڈی ڈی او (آر) کے ذریعے ایکشن لیں گے۔ یہی سفارشات آئی تھیں اور ان پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترم اعجاز شفیع صاحب کا ہے، وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر پکاریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: سوال نمبر 565 (معزز رکن نے جناب محمد اعجاز شفیع کی ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 565 دریافت کیا) اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان میں 2003 سے 2007 تک لگنے والی انڈسٹریز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*565: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری 2003 سے جنوری 2007 تک ضلع رحیم یار خان میں کتنی انڈسٹری لگی، نیو انڈسٹری کی تعداد، نام اور مالکان کے نام بیان کریں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں جس جس انڈسٹری نے این او سی حاصل کیا اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا حکومت این او سی حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جنوری 2003 سے جنوری 2007 تک ضلع رحیم یار خان میں کل 32 کارخانے لگے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی موجودہ صنعتی پالیسی مورخہ 30۔ستمبر 2002 ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کے تحت نئی انڈسٹری لگانے کے لئے محکمہ صنعت سے این او سی لینے کی ضرورت نہ ہے۔ تاہم گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر مندرجہ ذیل صنعتیں لگانے پر پابندی ہے۔

1- شوگر انڈسٹریز لگانے اور اس میں توسیع کرنے پر پابندی ہے۔ نوٹیفکیشن نمبر AEA-III-2003/5/3 مورخہ 6۔دسمبر 2006 ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

2- ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن میں منفی (نیگیٹو) ایریاز میں انڈسٹری لگانے پر پابندی ہے۔

3- ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کے شیڈول (سی) میں شامل مندرجہ ذیل انڈسٹریز لگانے پر پابندی ہے۔

1- آرمز اینڈ ایمونیشن (Arms and Ammunition)

-2 سکیورٹی پرنٹنگ، کرنسی اینڈ منٹس (Security Printing Currency and Minuts)

-3 ہائی ایکسپلوسو(High Explosive)

-4 ریڈیوایکٹو سبسٹینسز(Radio Active Substances)

-5 الکوحلک بیوریج یالیکرز(Alcoholic Beverages or Liquors)

مندرجہ ذیل شوگر ملز کو مذکورہ عرصہ میں اجازت نامہ جاری کیا گیا۔

-I اتحاد شوگر ملز کو ضلع ناظم رحیم یار خان نے مورخہ 19-نومبر 2005 کو این او سی جاری کیا۔ضمیمہ،(پ)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

-II پنجند شوگر ملز کو ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی) رحیم یار خان نے مورخہ 24-09-2005 کو این او سی جاری کیا۔

ضمیمہ (ت)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے تاہم گورنمنٹ نے ان کی درخواست برائے حصول قرضہ منظور نہ کی جس پر پارٹی نے عدالت عالیہ میں رجوع کر رکھا ہے۔

-III رحیم یار خان شوگر ملز کو محکمہ انڈسٹریز گورنمنٹ آف پنجاب نے مورخہ 04-07-2007 کو این او سی جاری کیا۔ضمیمہ (ٹ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نوٹ: گورنمنٹ نے 15-07-2005 کو پنجاب میں 16000 ٹی سی ڈی تک شوگر ملز لگانے کی اجازت دے دی،ضمیمہ (ث)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے لیکن مورخہ 23-11-2005 کو بذریعہ چٹھی نمبری AEA-III-3-5/2003 شوگر ملز لگانے پر پابندی عائد کر دی ضمیمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جس کا نوٹیفکیشن 6-12-2006 کو جاری کیا گیا۔ ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) حکومت کی مجوزہ صنعتی پالیسی کی خلاف ورزی کرنے کی کوئی شکایت اس وقت حکومت کے پاس زیر التوا نہ ہے۔ایسی کسی شکایت کی صورت میں خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ یہ جو جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "کیا حکومت این او سی حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔"

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "حکومت کی مجوزہ صنعتی پالیسی کی خلاف ورزی کرنے کی کوئی شکایت اس وقت تک حکومت کے پاس زیر التواء نہ ہے۔ایسی کسی شکایت کی صورت میں خلاف ورزی

کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔" وزیر صاحب اس بات کی وضاحت کر دیں کہ اگر عوام میں سے کوئی بندہ بغیر این او سی کے لگنے والی صنعتوں کی شکایت نہ کرے تو کیا محکمے کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ جو صنعتیں لگی ہوئی ہیں ان کے خلاف suo motu action لے کر کارروائی کرے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر کو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ 30۔ستمبر 2002 کی صنعتی پالیسی کے مطابق این او سی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسی انڈسٹری لگائی جائے جس کی کوئی شکایت کرتا ہے یا محکمہ بھی اس ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھے کہ خرابی کہاں پر ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر معزز ممبر کے علم میں کوئی ایسی چیز ہے جو خلاف ضابطہ ہوئی ہے تو یہ مجھے بتا دیں یا ابھی ایوان میں عرض کر دیں۔ اس کو چیک بھی کریں گے اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے وزیر موصوف سے یہ پوچھا ہے کہ شوگر ملز انڈسٹری جو رحیم یار خان میں زیادہ لگائی گئی ہے یا اس میں توسیع کی گئی ہے جس نے پنجاب میں کاٹن کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اور کاٹن نہ ہونے کی وجہ سے ہماری ساری ٹیکسٹائل انڈسٹری خسارے میں چلی جاتی ہے اور اس کو نقصان ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ شوگر ملز جو لگی ہوئی ہیں ان میں این او سی لئے بغیر extension بھی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی مل این او سی لئے بغیر extension کرتی ہے تو کیا محکمہ کی اپنی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ کسی کی شکایت کے بغیر suo motu action لے سکے اگر محکمے کو suo motu action لینے کا اختیار ہے تو یہ بتا دیں کہ گزشتہ آٹھ سالوں میں آج تک کتنی شوگر ملوں کے خلاف suo motu action لیا گیا ہے کہ انہوں نے این او سی کے بغیر extension کی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر جواب کی تفصیل پڑھیں تو اس میں بڑی تفصیل سے لکھا ہوا ہے کہ جو شوگر ملز وہاں پر لگی ہیں باقاعدہ طور پر ان کی permission ہوئی ہے اور جن کی extension ہوئی ہے ان کی پوری تفصیل دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اگر معزز ممبر کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے محکمے کے نوٹس میں کوئی بات از خود آتی ہے تو پھر آپ کیا کارروائی کرتے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ابھی محکمے کے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں آئی جو کہیں خلاف ضابطہ ہوئی ہو، اگر آئی تو ہم اس کے خلاف ضرور کارروائی کریں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ سب کو پتا ہے کہ کوئی نئی شوگر مل تو این او سی کے بغیر نہیں لگی لیکن تمام شوگر ملز نے اپنی capacity میں اضافہ کیا ہے اور extension کی ہے اور اس کے خلاف محکمے نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ اب جہاں پر بغیر اجازت اور این او سی کے بغیر extension ہوگی تو پھر یہ problem تو آئیں گے۔ وزیر صاحب اس بات کی وضاحت کریں کہ کیا آج کے بعد یہ جائزہ لیں کہ ضلع رحیم یار خان میں جتنی شوگر ملز کی بغیر اجازت کے extension ہوئی ہے ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر رکھتے ہیں تو اس کے لئے time frame دے دیں کہ اتنے دنوں کے اندر ہم کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: انہوں نے قانون کے مطابق ہی چلنا ہے۔ قانون سے باہر تو کچھ نہیں کر سکیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ دو باتوں کی وضاحت کر دیں کہ کیا آج کے بعد وہ جائزہ لیں گے کہ اتنی ملیں ہیں جنہوں نے بغیر این او سی کے extension کی ہے اور اگر وہ جائزہ لیں گے تو ان کے خلاف کتنے دنوں میں ایکشن لیں گے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جن ملز میں extension ہوئی ہے وہ قانون کے مطابق ہوئی ہے اگر کوئی بھی کام unlawful ہوا ہے تو ہم اس کو چیک کریں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جب ہاؤس میں سوال آتا ہے تو وہ ہاؤس کی پراپرٹی بن جاتا ہے۔ اب یہ کسی ضلع کا مسئلہ نہیں ہے، اب یہ سوال کسی فرد یا کسی ممبر کا نہیں ہے۔ اب یہ پنجاب کے 8 کروڑ عوام کی ملکیت ہے۔ وزیر صاحب اس بات کی وضاحت ضرور کریں کہ اتنے دنوں میں ہم ہاؤس کو رپورٹ کریں گے اور اتنے دنوں میں ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ یہ دو باتیں ہاؤس کو ensure کر دیں۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ اگلے اجلاس سے پہلے ہم پوری تفصیل فراہم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا سوال۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کی روایات یہ ہیں کہ جس دن جس محکمہ سے متعلق سوالات ہوں تو اس کے سیکرٹری صاحب یہاں تشریف لاتے ہیں۔ کیا آج سیکرٹری انڈسٹری تشریف لائے ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ ذمہ داری وزراء صاحبان کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ وزراء صاحبان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ اس ہاؤس کا تقدس ہے۔ میں اس ہاؤس کا ممبر ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو آنا چاہئے اور وزیر کو جواب دینا چاہئے وہ اس کے ذمہ دار ہیں اگر ان کے سیکرٹری نہیں آئے تو اس کا جواب وہ خود دیں گے کہ وہ کیوں نہیں آئے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سیکرٹری کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کہاں پر لکھا ہوا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ روایات ہیں اور اچھی روایات کو برقرار رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کیا کرتے ہیں، یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک سیکرٹری کے لئے ضروری ہے کہ وہ آئے، یہ ایوان کا تقدس ہے۔

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! چینی کے معاملے پر سیکرٹری انڈسٹری اسلام آباد ایک ضروری میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں ۔ ہم نے جواب آپ سے لینا ہے۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3970 ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں نے floor سردار صاحب کو دیا ہے۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ جی، سردار صاحب! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع وہاڑی میں ریت کے بلاکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3970: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر کان کنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع وہاڑی میں ریت کے کتنے بلاک کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان بلاکوں کا موجودہ ٹھیکہ کب کتنی مالیت میں کس کس کو دیا گیا؟

(ج) کیا ٹھیکہ دینے سے قبل فی ٹرالی ریت کا ریٹ مقرر کیا گیا تھا اگر ہاں تو کتنا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس ضلع میں ریت کے ٹھیکیدار فی ٹرالی ریت کی قیمت ایک سے دو ہزار وصول کر رہے ہیں یہ سب کچھ محکمہ معدنیات کے ذمہ دار افسران کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سلسلہ میں ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع وہاڑی میں کل سات زون واقع ہیں جن کی تحصیل کی سطح پر تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تحصیل	تعداد الاٹ شدہ زون
1	بوریوالہ	بوریوالہ زون I بوریوالہ زون II لگوزون I
2	وہاڑی	وہاڑی زون I، وہاڑی زون II
3	میلسی	میلسی زون I، میلسی زون II

(ب) ضلع وہاڑی میں الاٹ شدہ عام ریت کے ٹھیکہ جات کی تفصیل بطور ضمیمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نہیں۔

(د) درست نہیں ہے۔ تحصیل بوریوالہ میں پٹا دار فی ٹرالی۔/1000روپے، تحصیل وہاڑی میں۔/1500روپے اور تحصیل میلسی میں۔/400روپے قیمت وصول کر رہے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ریت پر کوئی شیڈول برائے ریٹ مقرر نہ ہے۔

(ہ) نہیں۔کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ریت پر کوئی شیڈول برائے ریٹ مقرر نہ ہے کیونکہ ہر شہر کے زون / بلاک میں طلب و رسد، ریت کی کوالٹی، پٹا کی قیمت، زمین کا مالکانہ اور مارکیٹ سے بلاک کا فاصلہ مختلف ہوتا ہے اور محکمہ کے لئے ہر زون / بلاک کی قیمت مقرر کرنا

اور اس پر عملدرآمد کروانا انتظامی پیچیدگی پیدا کر سکتا ہے۔ لہذا محکمہ کی طرف سے کوئی شیڈول برائے ریٹ مقرر نہ ہے۔ محکمہ یا دفتر کا کوئی تعلق نہ ہے۔مزید یہ کہ اس ضمن میں پنجاب سینڈ بورڈ، لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بنچ بہاولپور اور چیف سیکرٹری پنجاب کے فیصلہ جات جس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ریت پر شیڈول برائے ریٹ مقرر نہ ہو سکتا ہے۔ فیصلہ جات کی کاپیاں بطور ضمیمہ (ب،ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔اگرچہ رولز میں ریت کا نرخ مقرر نہیں کیا جاتا مگر عوام کی سہولت کے مدنظر آئندہ تمام ٹھیکہ جات ریت میں متعلقہ ڈویژن کے کمشنر صاحب کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ ریت کے نرخ میں بے جا اضافہ کو کنٹرول کرنے کے لئے کارروائی کرسکیں اور کمشنر صاحب کے مقرر کردہ ریٹ کی پابندی ٹھیکہ دار پر لازمی قرار دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔اس میں ریت کے ٹھیکیدار کو اتنی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے کہ وہ اس پر فی ٹرالی چاہے چار سو روپے وصول کرے، چاہے دو ہزار روپے وصول کرے۔اس سلسلے میں کوئی آدمی ان سے پوچھ گچھ نہیں کر سکتا، کوئی محکمہ اسے کنٹرول نہیں کر سکتا اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ میرا version یہ ہے کہ مہنگائی تو ہر جگہ اور ہر چیز پر بہت زیادہ ہے لیکن ریت کے ٹھیکیداروں کی ملی بھگت سے ضلع وہاڑی میں ایک ہی ٹھیکیدار کو سالہا سال سے بدستور ٹھیکہ دیا جا رہا ہے۔اگر کوئی آدمی ان کے محکمہ میں جا کر شیڈول کے بارے میں پوچھتا ہے کہ آپ ریت کس rate پر نیلام کرنا چاہتے ہیں تو یہ لوگ شیڈول نہیں بتاتے۔ میں خود بہاولپور ان کے دفتر میں گیا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! ضمنی سوال آنا چاہئے۔ یہ تو آپ نے لمبی چوڑی بات کر دی ہے۔ ضمنی سوال بتائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے اس میں یہی عرض کی تھی۔۔۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: وہ نہیں کرنا چاہتے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں اسی سلسلے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جز (د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ درست نہ ہے تحصیل بورے والا میں ٹھیکیدار فی ٹرالی ایک ہزار روپے، تحصیل وہاڑی میں 1500/- روپے اور تحصیل میلسی میں چار سو روپے قیمت وصول کر رہے ہیں کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے ریت پر کوئی شیڈول برائے rate مقرر نہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ نہ پڑھیں کیونکہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ پڑھا ہوا تصور کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے سوال نمبر 3857 میں محکمہ نے جواب دیا ہے کہ ضلع وہاڑی میں ٹھیکیدار 1300/- روپے تک فی ٹرالی ریت قیمت وصول کر رہے ہیں اور 1300/- روپے سے زائد قیمت نہ ہے اور میرے ضمنی سوال کا دوسرا portion یہ ہے کہ اسی سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نے یہ اختیارات کمشنر کو دے دیئے ہیں۔ سوال 3857 میں کہتے ہیں کہ ہم نے اختیارات ڈی سی او کو دے دیئے ہیں تو ان کا کون سا جواب درست مانا جائے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! کمشنر، ڈی سی او، ڈی ڈی او (آر) اور ڈی او (آر) کا پورا ایک انتظامی سسٹم ہے اور ہم نے کمشنر کو خط لکھا لیکن کارروائی تو ڈی سی او اور ڈی ڈی او آر وغیرہ نے ہی کرنی ہے۔ خاص طور پر کمشنر ملتان نے پچھلے دنوں ملتان میں rate control کرنے سے متعلق کارروائی کرتے ہوئے مختلف اقدامات کئے۔ اس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس ضلع میں ریت کے زیادہ ٹھیکیدار ہوں تو جب وہ competition میں جاتے ہیں تو rate کم ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک ضلع یا ایک تحصیل میں ایک ٹھیکیدار بولی دے کر pool کر لیتا ہے اور جب ایسا ہو جاتا ہے تو پھر یہ مسئلہ آتا ہے لیکن ہمارے پاس کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کہ ہم انتظامیہ کو involve کئے بغیر اسے حل کریں۔ ہم نے انتظامیہ کو اس میں involve کر لیا ہے۔ ان کی بڑی اچھی تجویز ہے اور اس پر مزید موثر اقدامات کئے جائیں گے اور کوشش کی جائے گی کہ اس طرح کی مرضی کرنے والے ٹھیکیدار نہ ہوں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اختیارات کس کے پاس ہیں؟ کمشنر کے پاس ہیں، ڈی سی او کے پاس ہیں یا ڈی ڈی او (آر) کے پاس ہیں کیونکہ اختیارات تو ایک شخص کے پاس ہوتے ہیں اور سب کے پاس نہیں

ہوتے۔دوسرا میرا portion یہ تھا کہ سوال نمبر 3857 میں جواب دیا گیا ہے کہ ضلع وہاڑی میں عام ریت کی ایک ٹرالی کی قیمت -/1300 روپے سے زائد وصول نہ کی جا رہی ہے جبکہ سوال نمبر 3970 میں کہا جا رہا ہے کہ تحصیل وہاڑی میں -/1500 روپے ریت کی ٹرالی کی قیمت وصول کی جا رہی ہے۔یہ غلط جواب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے ان کا پورا جواب نہیں پڑھا۔اگر آپ ان کے دیئے گئے جواب کو اچھی طرح پڑھیں تو یہ ساری چیزیں آپ کے سامنے آ جائیں گی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بدھ 4۔نومبر 2009 ہے اور آج کی کارروائی میں دو documents برائے نشان زدہ یا غیر نشان زدہ سوالات اسمبلی کی طرف سے ایوان میں پیش کئے گئے ہیں جن میں سے ایک میں لکھا ہے بروز بدھ 4۔نومبر 2009 اور دوسرے میں لکھا ہے بروز جمعرات 4۔نومبر 2009 تو یہ پرنٹنگ کی بڑی سنگین غلطی ہے اس کا نوٹس لیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی نشاندہی کرنے اور درستی کروانے کا بہت بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں کہ مجھے بولنے کا موقع عطا فرمایا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ج) میں سوال ہے کہ کیا ٹھیکہ دینے سے قبل فی ٹرالی ریت کا rate مقرر کیا گیا تھا؟ محکمہ نے جواب دیا ہے کہ نہیں۔ میرا آپ کی وساطت سے سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ جب سرکاری طور پر ٹھیکہ دیا گیا اور ریت کی ٹرالی کا rate ہی مقرر نہیں کیا گیا تو جتنے ٹھیکے انہوں نے متعلقہ کمپنیوں کو دیئے ہیں کیا وہ قانونی تھے یا غیر قانونی؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا بھی اسی سے متعلقہ ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ہ) میں انہوں نے کہا ہے کہ اس لئے کوئی rate مقرر نہیں کیا گیا کیونکہ ہر شہر کے زون اور بلاک میں طلب و رسد، ریت کی کوالٹی، پٹہ کی قیمت، زمین کا مالکان اور مارکیٹ سے بلاک کا فاصلہ مختلف ہوتا ہے۔ آگے یہ کہتے ہیں کہ Divisional Head یعنی کمشنر کو یہ اختیارات تفویض کئے گئے ہیں تو کیا ہر ڈویژن یا ہر ڈسٹرکٹ کی سطح پر Administration rate مقرر نہیں ہونے چاہئیں جن کی بنیاد پر عوام ٹھیکیداروں کی لوٹ مار سے بچ سکیں؟ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: یہ بڑا پیچیدہ سا مسئلہ تھا اور میں نے پہلے ان سے بات کر لی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت تشریف فرما نہیں تھے۔ وہ بات مکمل ہو گئی ہے۔ سوترہ صاحب کی بات کا جواب دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بھی بالکل اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ریت کی ٹرالی میں مقدار کے حوالے سے بہت زیادہ شکایات ہوتی ہیں کیونکہ ٹرالی کی قیمت تو وہ اکثر پوری وصول کرتے ہیں لیکن وہ ریت کتنے فٹ دے رہے ہیں اسے ماپنے کا کوئی پیمانہ عام آدمی کے پاس نہیں ہوتا۔ ریت کو ماپنے اور اس کی مقدار چیک کرنے کے لئے کیا محکمے نے کوئی قانون وضع کیا ہے یا کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! تینوں ضمنی سوالوں کا جواب ایک ہی دفعہ دے دیں۔

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک فرمایا گیا ہے۔ اب میں مثال دیتا ہوں کہ چناب سے نکلنے والی ریت چنیوٹ میں سستی ہے لیکن جب فیصل آباد آتی ہے تو اس پر کیرج پڑنے سے وہ مہنگی ہو جاتی ہے اور اسی طرح جب سمندری پہنچتی ہے تو اور زیادہ مہنگی ہو جاتی ہے۔ ایک rate مقرر کرنا مشکل ہے۔ ہم نے کمشنر صاحبان کو یہی کہا ہے کہ آپ ہر تحصیل میں ڈی ڈی او(آر) اور ڈی او(آر) کے ذریعے محکمہ کو پابند کریں کہ اس پر competition کروائیں اور pool نہ ہونے دیں کیونکہ جب مختلف لوگ ہوں گے تو competition میں ریت کا rate نیچے آئے گا۔ دوسرا اقدام یہ ہے کہ لوٹ مار کرنے والے ٹھیکیدار پر انتظامیہ اور محکمہ نظر رکھے اور ایسے ٹھیکیداروں کے ٹھیکے منسوخ کر کے کمشنر کو رپورٹ دیں۔ یہ ایک بڑی جائز شکایت ہے اور اس پر اقدامات بھی کئے جا

رہے ہیں اور میں اس ایوان میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس حوالے سے مزید اقدامات کئے جائیں گے۔یہ ایک بڑا اچھا اور موثر سوال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! مقدار کے حوالے سے بات یہ ہے کہ وہ ٹرالیوں کو آگے سے نیچی اور پیچھے سے اونچی کر لیتے ہیں۔ایک آدمی جب فراڈ کرنا چاہے تو وہ کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی لیتا ہے۔چونکہ ہر جگہ محکمہ تو نہیں پہنچ سکتا لیکن کوشش کی جائے گی کہ اس پر کڑی نظر رکھی جائے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ بورے والا، میلسی اور وہاڑی میں کمپنیوں کو ٹھیکے دیتے وقت قانونی تقاضے پورے نہیں کئے گئے اور ریت کا rate مقرر نہیں کیا گیا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ غیر قانونی ہیں اور اگر غیر قانونی ہیں تو ٹھیکہ دینے والے افسران کے خلاف محکمہ کیا کارروائی کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم ریت کے rate مقرر نہیں کر سکتے۔ٹھیکے بالکل صحیح دیئے گئے ہیں اور کسی کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ supplementary کریں اور جلدی کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ہمیں یہ ensure کر دیں کہ جب دوبارہ ٹھیکہ نیلام ہو گا تو باقاعدہ بتایا جائے گا کہ بورے والا، وہاڑی، شیخوپورہ میں اس سے زیادہ ٹیکس نہیں لیں گے۔بس یہ بات ensure کر دیں اور نیلامی کے وقت یہ بات confirm کر دیں۔وزیر صاحب اسمبلی کو یہ ensure کر دیں کہ جب آئندہ ٹھیکہ دیا جائے گا تو بتایا جائے گا کہ اس علاقے میں ریت کا یہ ریٹ مقرر ہو گا۔

جناب سپیکر: درست ہے، آپ کی بات ٹھیک ہے۔جی راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس پر ensure تو نہیں کر سکتا لیکن اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں اس پر میٹنگ کر کے معلوم کر لوں کہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے؟ اگر ممکن ہو سکتا ہو گا تو ضرور کریں گے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میٹنگ نہیں چاہئے، فیصلہ چاہئے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر/وزیر کانکنی و معدنیات (راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!میرے تمام سوالات مکمل ہوگئے ہیں۔

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد میں پرائس کنٹرول کمیٹیوں کی تعداد وکارکردگی کی تفصیلات

*547: چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا فیصل آباد میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں موجود ہیں، ان کے آفس کہاں واقع ہیں عملہ کی تعداد، نام، گریڈ، عہدہ اور عرصہ تین سال سے زائد تعینات افسران/اہلکاران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائے جائیں؟

(ب) کیا حکومت ان کمیٹیوں کی کارکردگی رپورٹ 2003 تا2006 ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عملہ دکانداروں سے رشوت لیکر انہیں اپنی من پسند قیمتوں پر اشیاً فروخت کرنے کی اجازت دیتاہے؟

(د) 2002 سے2006 تک کتنے افسران/اہلکاران کے خلاف لوگوں کی شکایت پر ایکشن لیا گیا، کتنے کیسوں میں سزادی گئی اور کتنے کیس انٹی کرپشن کو بھجوائے گئے؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) ہاں۔ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے سربراہ ڈی سی او فیصل آباد ہیں یہ کمیٹی ڈی سی او آفس میں ہر ماہ ڈی سی او فیصل آباد کی سربراہی میں اپنی میٹنگ کال کرتی ہے۔اس کمیٹی میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے ممبران لئے گئے ہیں جن کی تعداد تقریباً 75 ہے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کمیٹی کا کوئی باقاعدہ علیٰحدہ دفتر یا عملہ نہ ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی مقرر کردہ قیمتوں کے کنٹرول کے لئے فیصل آباد میں سپیشل پرائس چیکنگ مجسٹریٹ کام کر رہے ہیں جن کی کارکردگی رپورٹ ایوان میں پیش کی جا سکتی ہے۔اس ضمن میں پچھلے چار ماہ کی رپورٹ تفصیلاً ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کے تمام امور ڈی سی او آفس کے افسران اور اہلکاران سرانجام دیتے ہیں جن کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

صوبہ پنجاب میں صنعتی یونٹوں کی تعداد اور تفصیلات

*1036: جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں قائم صنعتی یونٹوں (Large Medium) کی ضلع وار تعداد کیا ہے؟

(ب) پنجاب کے مختلف اضلاع میں صنعتی تفاوت کو ختم کرنے کیلئے کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

(ج) پنجاب کے پسماندہ ترین اضلاع مثلاً لیہ، بھکر وغیرہ اور دیگر جنوبی اضلاع میں صنعتی فروغ کیلئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں اگر ان اضلاع میں صنعتی فروغ کا کوئی جامع منصوبہ زیر غور نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں قائم صنعتی یونٹوں (میڈیم اینڈ لارج) کی ضلع وار تعداد حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	ضلع اٹک	میڈیم	لارج
1	اٹک	1	13
2	بہاولنگر	66	2
3	بہاولپور	74	8
4	بھکر	2	2
5	چکوال	1	9
6	ڈی جی خان	47	11
7	فیصل آباد	243	157

8	گوجرانوالہ	105	30
9	گجرات	30	13
10	حافظ آباد	3	1
11	جھنگ	22	22
12	جہلم	0	8
13	قصور	93	166
14	خانیوال	47	17
15	خوشاب	2	7
16	لاہور	383	198
17	لیہ	5	1
18	لودھراں	16	1
19	منڈی بہاوالدین	10	3
20	میانوالی	1	3
21	ملتان	47	35
22	مظفر گڑھ	58	28
23	ننکانہ صاحب	5	25
24	نارروال	13	1
25	اوکاڑہ	20	11
26	پاکپتن	13	1
27	رحیم یار خان	61	15
28	راجن پور	48	1
29	راولپنڈی	18	19
30	ساہیوال	20	10
31	سرگودھا	6	10
32	شیخوپورہ	118	137
33	سیالکوٹ	234	112
34	ٹوبہ ٹیک سنگھ	6	7
35	وہاڑی	66	4
میزان	کل	1884	1088

(ب) حکومت پنجاب نے مختلف اضلاع میں صنعتی تفاوت کو کم کرنے کے لئے تمام اضلاع کے لئے یکساں صنعتی پالیسی بنائی ہے تاہم ہر ضلع میں وسائل اور خام مال کی دستیابی کے مطابق مختلف

منصوبہ جات قائم کرنے کے لئے حکومت پنجاب لوگوں کو آسان شرائط پر قرضہ فراہم کر رہی ہے جس سے نہ صرف صنعتی تفاوت کم ہو گا بلکہ وہاں پر روزگار کے خاطر خواہ مواقع بھی فراہم ہوں گے۔

(ج) اس سلسلہ میں درج ذیل گزارشات پیش ہیں:۔

1۔ حکومت پنجاب نے تمام اضلاع میں نئی صنعتیں قائم کرنے کے لئے (NOC) کی پابندی ختم کر دی ہے۔تاہم حکومت کی اجازت کے بغیر شوگر ملز، آرمز اینڈ ایمونیشن، سیکورٹی پرنٹنگ، کرنسی اینڈ منٹ، ہائی ایکسپلوسو، ریڈیو ایکٹو سبسٹینسز اور الکوحل بیوریج یا لیکرز کی صنعتیں قائم کرنے پر پابندی ہے۔

2۔ حکومت پنجاب نے تمام اضلاع بشمول لیہ، بھکر اور دیگر جنوبی اضلاع کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے Pre-investment Studies تیار کی ہیں جو محکمہ صنعت کے ضلع دفاتر سے عوام بلاقیمت حاصل کر سکتے ہیں تاکہ وہ اپنے ضلع میں خام مال کی دستیابی کے مطابق موزوں صنعتیں قائم کر سکیں۔

3۔ پنجاب کے تمام اضلاع میں چھوٹی صنعتوں کے قیام کے لئے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے آسان شرائط پر قرضہ کی فراہمی کے لئے نئی سکیم بعنوان "مائیکرو فنانس فار ہاؤس ہولڈز" جاری کر رکھی ہے جس سے بالخصوص پسماندہ اضلاع کے خواہش مند لوگ مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس سکیم کے تحت نہایت ہی کم مارک اپ پر قرضہ دیا جاتا ہے۔

4۔ وفاقی حکومت نے امسال انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 میں ایک نئے سیکشن (23-اے) کا اضافہ کیا ہے، جس کے تحت مخصوص دیہی اور غیر ترقی یافتہ علاقوں میں قائم ہونے والی کمپنیوں کو فرسٹ ائیر الاؤنس دیا جائے گا تاکہ ان علاقوں کے لوگ اپنے گھر کے قریب ہی روزگار حاصل کر سکیں۔

صوبائی محکمہ صنعت نے پنجاب کے تمام اضلاع کے ڈی سی او صاحبان سے گزارش کی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے اپنے اضلاع میں صنعتوں کے قیام کے لئے "specific positive areas" کی نشاندہی ضلعی حکومتوں کی مشاورت سے تیار کر کے بھجوائیں تاکہ فیڈرل گورنمنٹ ان کا نوٹیفکیشن جاری کر سکے اس سے ان علاقوں کے لوگ حکومت کی اس رعایت سے مستفید ہو سکیں گے۔انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 میں اضافہ کئے گئے سیکشن 23۔اے کی کاپی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

خدمت خلق کے لئے رجسٹرڈ سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1140: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 1860 کے رجسٹریشن ایکٹ کے تحت خدمت خلق کے کام کے لئے رجسٹرڈ سوسائٹیز کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا 1- دستک، 2- عورت فاؤنڈیشن، 3- سیپ، 4- شیڈ 5- ایس پی او، 6- شرکت گاہ 7-سدھار، 8-کاوش ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن خدمت خلق کے لئے رجسٹرڈ سوسائٹیز ہیں، کیا ان کے حسابات کے سالانہ آڈٹ کرائے جاتے ہیں؟

(ج) کیا ان اداروں کے ڈائریکٹرز کے کبھی انتخابات ہوئے ہیں، ان اداروں کے ڈائریکٹرز اور ممبران کی تعداد کیا ہے، ان کے موجودہ ڈائریکٹرز کتنے عرصہ سے مسلسل ڈائریکٹر ہیں کیا یہ تاثر ان کے بارے میں درست ہے کہ یہ ادارے مخصوص بیرونی ممالک کے مفادات کے لئے کام کرتے ہیں ان کے خدمت خلق کے کام اور حسابات کی تحقیقات حکومت سپیشل آڈٹ ٹیم سے کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت سوسائٹیز ایکٹ میں ایسی ترامیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ مذکورہ سوسائٹیز کے حسابات کی جانچ پڑتال حکومت کر سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ خدمت خلق سوسائٹیز کی تعداد 14752 ہے۔

(ب) ڈائریکٹر انڈسٹریز، پنجاب، لاہور کے دفتر میں عورت فاؤنڈیشن، سیپ اور سدھار سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہیں جبکہ باقی سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ نہ ہیں۔ رجسٹرڈ سوسائٹیز اپنے میمورنڈم کی شق کے تحت سالانہ اکاؤنٹس کی پڑتال کرانے کی پابند ہیں۔ تاہم مذکورہ دفتر سے audit کروانے کی پابند نہ ہیں۔

(ج) جی ہاں! ان کے انتخاب ہوتے ہیں۔

عورت فاؤنڈیشن کے رجسٹرڈ قواعد و ضوابط کے مطابق پہلے بورڈ آف گورنرز کا انتخاب سال کے لئے تھا بعد ازاں ہر سال ان کا انتخاب ہوتا ہے۔ فہرست عہدیداران برائے سال 2008 کے مطابق عہدیداران کی تعداد تین ہے جبکہ ممبران کی تعداد سات ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	مدت
1	عارف حسین	صدر	6سال
2	بیگم نگار احمد	ایگزیکٹوڈائریکٹر	22سال
3	ثمینہ رحمٰن	سیکرٹری	8سال
4	شعیب سلطان خان	ممبر	16سال
5	ڈاکٹر ایس ایم نعیم	ممبر	16سال
6	انیس ہارون	ممبر	11سال
7	معصومہ حسن	ممبر	19سال
8	قاضی عظمت عیسیٰ	ممبر	13سال
9	آئی اے رحمن	ممبر	11سال
10	تسنیم صدیق	ممبر	11سال

سیپ نے برائے سال 2008 تک کے گوشوارے مع عہدیداروں کے نام وپتاجات کے ساتھ دفتر رجسٹرار جائنٹ سٹاک کمپنیز لاہور کو مہیا کئے ہیں۔ تفصیل مع عہدیداران وممبران مع مدت درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	مدت
1	بیگم نگار احمد	چیئرپرسن	3سال
2	زین الدین خلجی	خزانچی	3سال
3	نیلم حسین	ممبر	3سال
4	سلیمان جی ابرو	ممبر	3سال
5	مسرت قدیم	ممبر	3سال
6	بونی میڈیس	ممبر	3سال
7	نفیسہ شاہ	ممبر	3سال
8	سلمان اکرم راجہ	ممبر	6سال
9	بشریٰ گوہر	ممبر	6سال
10	پروین سکندر	ممبر	6سال
11	ایم بی نقوی	ممبر	6سال

جنرل باڈی ممبران کی تعداد 12 ہے۔

سدھار کے الیکشن تین سال بعد ہوتے ہیں۔ سدھار کو گوشوارے برائے سال 2008 کے مطابق تفصیل عہدیداران و ممبران مع عہدہ مدت درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	مدت
1	فرعت ناغی	صدر	6سال
2	ریاض قصوری	نائب صدر	6سال
3	ظفراللہ گل	جنرل سیکرٹری	6سال
4	آصف منیر	جوائنٹ سیکرٹری	6سال
5	ندیم فصل اعجاز	خزانچی	13سال
6	فاروق احمد	سیکرٹری اطلاعات	2سال
7	تعظیم اعظم	ممبر	2سال
8	نسیم فاطمیہ	ممبر	2سال

جنرل باڈی ممبران کی تعداد 53 ہے۔

سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹیز بیرونی امداد یا ذریعہ آمدن مہیا کرنے کی پابند نہ ہیں تاہم زیر دفعہ 4۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت ہر سال ماہ جنوری میں مجلس عاملہ یا فہرست عہدیداران کے نام وپتاجات کے ساتھ فہرست عہدیداران جن کو انجمن کے معاملات کاانتظام تفویض کیا گیا ہو عہدیداران کے نام وایڈریس کے ساتھ فہرست رجسٹرار جائنٹ سٹاک کمپنیز کو پیش کرتی ہیں۔ اگر کسی رجسٹرڈ سوسائٹی کے خلاف فنڈ کی خورد برد کے متعلق شکایت موصول ہو تو حکومت پنجاب زیر دفعہ A-16 سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت تادیبی کارروائی کر سکتی ہے۔

(د) سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 میں ترامیم برائے مزید جانچ پڑتال حسابات حکومت پنجاب کے زیر غور ہیں۔

لاہور میں پی پی۔144 میں گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ کی تعمیر

*1146: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور پی پی۔144 یو سی 37 میں گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ فار بوائز تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کالج اب فتح گڑھ منتقل ہو گیا ہے جبکہ پی پی۔144 میں اور کوئی بھی گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ نہ ہے؟

(ج) کیا حکومت پی پی۔144 میں گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ قائم / تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اگر حکومت پنجاب پی پی۔144 میں زمین / یا کوئی سرکاری ادارہ فراہم / ٹرانسفر کر دے تو اسے اگلے سال کے اے ڈی پی میں شامل کر کے پی پی۔144 میں گورنمنٹ کامرس انسٹیٹیوٹ کا ادارہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

میاں چنوں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کو توسیع دینے کا مسئلہ

*1191: رانا بابر حسین: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میاں چنوں کب، کتنے رقبہ پر قائم ہوئی تھی؟

(ب) اس اسٹیٹ میں کتنے اور کس کس سائز کے پلاٹ بنائے گئے تھے؟

(ج) کتنے پلاٹوں پر فیکٹریاں قائم ہو چکی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس انڈسٹریل اسٹیٹ کو مزید توسیع دینے کی ضرورت ہے تاکہ مزید انڈسٹری لگائی جا سکے، کیا حکومت ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میاں چنوں سال 93-1992 میں قائم ہوئی جس کا رقبہ 565 کنال دو مرلے ہے۔

(ب) اس اسٹیٹ میں کل 157 پلاٹ بنائے گئے تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں تفصیل درج ذیل ہے:

اے کیٹگری (پلاٹ سائز 2 کنال)	60 عدد
بی کیٹگری (پلاٹ سائز ایک کنال)	63 عدد
سی کیٹگری (پلاٹ سائز 10 مرلے)	34 عدد

میزان 157 عدد

(ج) اس وقت تک 44 پلاٹوں پر 34 فیکٹریاں قائم ہو چکی ہیں۔

(د) جیسا کہ اوپر جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ 157 پلاٹس میں سے صرف 44 پلاٹوں پر ابھی تک فیکٹریاں قائم ہوئی ہیں۔لہذا آبادکاری کی اس سست رفتار کی بنا پر سر دست سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میاں چنوں میں مزید توسیع کی ضرورت نہ ہے۔ بہر کیف آبادکاری کی بہتری کی صورت میں اس اسٹیٹ میں موجود 120 کنال غیر آباد رقبہ کو ڈویلپ کر لیا جائے گا تاکہ یہاں مزید انڈسٹری لگ سکے۔اس اسٹیٹ کی آبادکاری میں اندازاً دو سال کا عرصہ لگ جائے گا۔

چنیوٹ شہر میں قائم صنعتوں کے مسائل

*1430: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ پورا شہر انڈسٹری کی شکل اختیار کر چکا ہے، ٹریفک کا ہجوم ہے خاص کر رکشاؤں کی بہتات کی وجہ سے بچوں، بوڑھوں اور خواتین کا سڑکوں سے گزرنا محال ہو چکا ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب لکڑی کی صعنت کیلئے علاقہ مختص کر کے وہاں فیکٹری ایریا قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اور اگر نفی میں ہے تو کیوں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ چنیوٹ شہر میں انڈسٹریل یونٹس کی بہتات ہے جو اس شہر / علاقہ کی ترقی اور خوشحالی کے لئے خوش آئندہ ہے۔ایک سروے کے مطابق یہاں تین ہزار سے زائد چھوٹے بڑے اور گھریلو یونٹ لکڑی کی صنعت سے وابستہ ہیں۔لکڑی کا فرنیچر اس شہر کی پہچان ہے اور زیادہ لوگوں کا روزگار بھی اسی صنعت سے وابستہ ہے۔مقامی آبادی کے علاوہ صنعتی ترقی کے باعث نزدیکی گاؤں کے لوگ بھی اس شہر میں روزگار کمانے کے لئے آتے ہیں جس سے ٹریفک کے مسائل پیدا ہوتے ہیں جن کے حل کے لئے مقامی انتظامیہ کو موثر اقدامات کرنے چاہیں۔

(ب) چنیوٹ میں سمال انڈسٹریز اسٹیٹ قائم کرنے کی تجویز پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر غور رہی ہے لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہاں سمال انڈسٹریز اسٹیٹ قائم نہ ہو سکی۔

فوڈسٹمپ سکیم کا طریق کارودیگر تفصیلات

*1566: میاں شفیع محمد: کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فوڈ سپورٹ سکیم کا طریق کار کیاہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) مذکورہ سکیم کے اجرائ کے وقت، طریق کار طے کرتے وقت اور اس پر عمل درآمد کے سلسلہ میں کیا متعلقہ اراکین اسمبلی کو کنسلٹ کیا جارہا ہے تاکہ اس عمل کو شفاف بنایا جاسکے نیز تقسیم کا طریق کار اس طرح سے ہو کہ مستحقین کی عزت نفس مجروح نہ ہو؟

(ج) اگر اراکین اسمبلی کو کنسلٹ کیا گیا ہے یا کیا جارہا ہے تو کیا پی پی۔288 کے رکن پنجاب اسمبلی کو کنسلٹ کیا گیا ہے، اگر نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب فوڈسٹمپ سکیم" کا آغاز کیا ہے جس میں صوبہ پنجاب کے اٹھارہ لاکھ مستحق خاندانوں کو ایک ہزار روپے ماہوار کے حساب سے امداد ان کی گھر کی دہلیز پر بذریعہ منی آرڈر فراہم کی جارہی ہے۔ طریق کار درج ذیل ہے:۔

1- پہلے مرحلے میں عوامی نمائندوں سے مستحق خاندانوں کی فہرستیں موصول ہونے کے بعد سرکاری ملازمین پر مشتمل لوکل ٹیمیں گھر گھر جاکر تصدیق کرتی ہیں۔

2- دوسرے مرحلے میں تصدیق کا کام سب ڈویژنل سطح پر تشکیل کردہ ٹیمیں کرتی ہیں جن کے سربراہ متعلقہ ڈی ڈی او (آر) ہیں۔

3- تیسرے مرحلے میں ضلعی سطح کی ٹیمیں متعلقہ ڈی سی او کی سربراہی میں دوبارہ تصدیق کرتی ہیں۔

4- چوتھے مرحلے میں اس وقت تصدیق کا عمل ہوتا ہے جب ڈیٹا انٹری کا کام ہو رہا ہوتا ہے۔ڈیٹا انٹری کے لئے محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے ایسا پروگرام وضع کیا ہے جو ایک ہی نام کے شناختی کارڈ کی دہری انٹری نہیں ہونے دیتا نیز یہ پروگرام پرانے دہرے شناختی کارڈ رکھنے والے ناموں کا اندراج بھی نہیں ہونے دیتا۔

5- تصدیق کے پانچویں مرحلے میں سیکرٹری حضرات / ریجنل کوآرڈینیٹرز (اب ڈویژنل کمشنر) پر مشتمل ٹیمیں صوبے کی سطح پر فیلڈ میں جاکر تصدیق کرتی ہیں۔

6- چھٹے مرحلے میں محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے پاس اکٹھا ہونے والے آن لائن ڈیٹا میں دہری انٹری والے ناموں کو خارج کر دیا جاتا ہے۔

7- ساتویں مرحلے میں پاکستان پوسٹ مینوں اپنے ڈاکئے کے ذریعے نام اور ایڈریس کی مکمل تصدیق کے بعد مستحق خاندان کو اس کے گھر پر منی آرڈر فراہم کر دیتا ہے جس سے اس کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی۔

اس طرح حقداروں کی نشاندہی کے لئے تصدیق اور رقوم کی تقسیم کے لئے الگ الگ محکموں / اداروں کو استعمال کیا جا رہا ہے تاکہ اس سکیم سے صرف مستحق افراد فائدہ اٹھائیں۔

(ب) مذکورہ سکیم کے اجرأ کے وقت اور طریق کار طے کرتے وقت اور اس پر عملدرآمد کے سلسلہ میں متعلقہ اراکین اسمبلی کو کنسلٹ کیا گیا ہے۔ مستحقین کی عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچانے کے لئے مذکورہ سکیم کے تحت ان کو ادائیگی بذریعہ منی آرڈر کی جا رہی ہے۔

(ج) جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ عوامی نمائندوں سے ان کے حلقہ سے متعلقہ مستحق افراد کی لسٹیں لینے کے لئے کنسلٹ کیا جاتا ہے۔یہ ذمہ داری متعلقہ ضلع کے ڈی سی او صاحبان کو تفویض کی گئی ہے۔

تحصیل بھلوال میں واقع ٹیکنیکل اداروں کی تفصیلات

*1687: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال میں واقع ٹیکنیکل اداروں اور ان کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ب) ان ادارہ جات میں طلبا کو جو تعلیم دی جا رہی ہے، اس کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان ادارہ جات سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کو کوئی مالی امداد دی جاتی ہے تو کس شرح سے دی جاتی ہے؟

(د) ان ادارہ جات کو حکومت مالی سال 2008-09 میں کیا کیا سہولیات اور فنڈز فراہم کر رہی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) تحصیل بھلوال میں واقع اداروں اور ان کے سربراہوں کے نام عہدہ گریڈ اور تعلیمی قابلیت مندرجہ ذیل ہے:۔

1- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال فقیر علی BS-18| ایم اے انگلش پرنسپل کی سیٹ خالی ہے مذکورہ اہلکار عارضی طور پر بحیثیت انچارج کام کر رہا ہے

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال
فیض بتول جونیئر ٹریڈ انسٹرکٹر 08- BS
تین سالہ ڈپلومہ مع ایک سالہ ٹیچر ٹریننگ کورس

پرنسپل کی سیٹ خالی ہے سابقہ پرنسپل کو مورخہ 28-08-2008 کو سنٹرل زون ٹیوٹا لاہور کیلئے ریلیو کیا گیا۔

(ب) گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال
ڈپلومہ ان کامرس (ڈی-کام)
بیچلر ان کامرس (بی-کام)
کمپیوٹر شارٹ کورس (سی-سی-اے)

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال دو سالہ ڈپلومہ ووکیشنل شارٹ کورسز (بیوٹیشن کمپیوٹر ٹیلرنگ مشین ایمبرائیڈری

(ج) دس طلباء کو سیدہ مبارکہ بابر فاؤنڈیشن کی طرف سے مبلغ -/3600 روپے فی کس سالانہ وظیفہ دیا جاتا ہے

2- پوزیشن ہولڈرز طلباء کو کوزمہ ٹرسٹ اسلام آباد کی طرف سے مبلغ -/6000 روپے فی کس سالانہ وظیفہ دیا جاتا ہے

(د) گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال میں طلبا کی سہولت کیلئے کمپیوٹر لیب بنائی گئی اور لائبریری کو اپ گریڈ کیا گیا ادارہ میں سی سی ٹی وی کیمرہ لگایا گیا

1- گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال (بجٹ برائے متفرق اخراجات)
پہلی سہ ماہی =-/28415 روپے

2- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال
(بجٹ برائے متفرق اخراجات)
(پہلی سہ ماہی) =-/40127 روپے

تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1694: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا کے کون کون سے ادارے کس کس جگہ کام کر رہے ہیں، ان اداروں کے نام بتائیں؟

(ب) ان اداروں میں طلباء کو کون کون سی ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے؟
(ج) ان اداروں میں زیر تعلیم طلبا کی تعداد ادارہ وائز بتائیں؟
(د) ان ادارہ جات کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات بتائیں؟
(ہ) حکومت اس تحصیل میں مزید ٹیکنیکل تعلیم کے ادارے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا کے مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:۔
1۔ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس کوٹ مومن روڈ بھلوال
2۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین نور حیات کالونی بھلوال

(ب)
1۔ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس کوٹ مومن روڈ بھلوال ڈپلومہ ان کامرس (ڈی کام) بیچلر ان کامرس (بی کام) کمپیوٹر شارٹ کورس (سی سی اے)
2۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال دو سالہ ڈپلومہ ووکیشنل شارٹ کورس (بیوٹیشن، کمپیوٹر، ٹیلرنگ، مشین ایمبرائیڈری)

(ج)
گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال طلبا کی تعداد 503
2۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال طلبا کی تعداد 104

(د)
1۔ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس بھلوال

اخراجات سال 07-2006 Rs, 1,11,500/-

اخراجات سال 08-2007 Rs. 7,27,651/-

2۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین بھلوال

اخراجات سال 07-2006 Rs. 4,035,00/-

اخراجات سال 08-2007 Rs. 12,71,650/-

(ہ) تحصیل بھلوال میں ٹیوٹا مندرجہ ذیل نئے ٹیکنیکل ادارے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔
1۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھیرہ جس میں اگلے تعلیمی سیشن سے انشاءاللہ کلاسز شروع ہو جائیں گی۔

-2 گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بھلوال جس کی بلڈنگ زیر تعمیر ہے اور اس کی تکمیل پر انشاءاللہ 2010 میں کلاسز شروع ہونے کا قوی امکان ہے۔

پی پی-143 تا146 میں کارخانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1702: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-145,144,143 اور146 لاہور میں کون کون سی فیکٹریاں اور کارخانے کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے کارخانوں / فیکٹریوں کی تنصیب کے وقت (NOC) حاصل کیا گیا تھا ان کے نام اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ج) کتنے کارخانوں / فیکٹریوں کے تنصیب کے وقت این او سی نہیں لیا گیا تھا؟

(د) اس وقت ان فیکٹریوں / کارخانوں میں کتنے افراد کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان سے جو فیکٹریاں / کارخانے آبادیوں کے درمیان میں واقع ہیں ان کو آبادیوں سے باہر شفٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) پی پی-145، 144، 143 اور 146 لاہور میں قائم فیکٹریوں کی تعداد 536 ہے جن کے نام و پتا جات کی فہرست ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں صنعتی ترقی کے لئے ساز گار حالات پیدا کرنے کے لئے 1986 سے حکومت نے صنعتوں کے قیام کو NOC سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا۔ کاپی ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ گورنمنٹ کی موجودہ صنعتی پالیسی (30- ستمبر 2002 کاپی ضمیمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے تحت بھی صنعتوں کے قیام کے لئے ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز پنجاب سے کسی قسم کے این او سی لینے کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) چونکہ ابتدائی طور پر صنعتوں کے قیام کے لئے این او سی لینے کی ضرورت ہی نہ تھی اس لئے مالکان نے کارخانے لگانے سے پہلے ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز پنجاب سے کسی قسم کا رابطہ کیا اور نہ ہی صنعتیں لگانے کے بعد اطلاع دی گئی۔

(د) اس وقت ان فیکٹریوں / کارخانوں میں تقریباً 10678 افراد کام کر رہے ہیں۔

(ہ) فی الحال محکمہ صنعت میں ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے کیونکہ محکمہ کے پاس ایسا کوئی اختیار نہ ہے جس کی بنائ پر ان صنعتوں کو آبادیوں کے باہر شفٹ کیا جا سکے۔البتہ ماحولیاتی آلودگی کا باعث بننے والے کارخانوں کے خلاف محکمہ ماحولیات پنجاب کارروائی کرنے کا مجاز ہے۔

ننکانہ شہر میں سی این جی سٹیشن لگانے کے طریق کار کی تفصیلات

*2010:جناب شاہجہاں احمد بھٹی:کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ننکانہ شہر اور گردونواح میں سی این جی سٹیشن لگانے کی پالیسی کیا ہے؟

(ب) سی این جی سٹیشن لگانے کی اجازت کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) ننکانہ صاحب میں سی این جی سٹیشن کی تعداد کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ صنعت نے صوبہ پنجاب میں پٹرول پمپ/سی این جی فلنگ سٹیشن لگانے کے لئے چٹھی نمبر STO(PSB 3-4/2005 مورخہ 28۔جون 2006 ضمیمہ (الف) کے تحت درج ذیل پالیسی جاری کی ہے جو ضلع ننکانہ کے لئے بھی قابل عمل ہے۔

1- درخواست دہندہ NOC کے لئے ضلعی رابطہ افسر ننکانہ صاحب کو درخواست دیتا ہے جس کے ساتھ درج ذیل دستاویزات پیش کرتا ہے۔

(a) commitment from Oil Marketing Company

(b) Title /lease of land /site.

(c) Site /Layout plan duly authenticated by the Oil Marketing Company

(d) Application for grant of NOC shall be accompanied by third party certification from HDP and an affidavit to the effect that standard safety regulations will be adhered to which the inspector of Explosives can verify and enforce once the CNG Filling Station becomes operational.

2- سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے کم از کم ایک کنال کا پلاٹ ہونا چاہئے جس کا فرنٹ 57 فٹ ہو۔

3- میٹروپولیٹن، میونسپل اور ٹاؤنز میں سڑک کے درمیان سے سی این جی سٹیشن کی جگہ 60 فٹ جبکہ دیہاتی علاقہ میں 50 فٹ ہونی چاہئے تاکہ مستقبل میں سڑکوں کی توسیع کی ضرورت پوری ہو سکے۔

4- ضلع ننکانہ میں ضلعی رابطہ آفسر کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس میں متعلقہ یوٹیلٹی کمپنیوں کا نمائندہ، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) اور سول ڈیفنس آفیسر شامل ہیں-یہ کمیٹی درخواست پر غور وخوض کرنے کے بعد اپنی سفارشات ضلع ناظم کو پیش کرتی ہے-

5- ضلع ناظم ان سفارشات کی روشنی میں این او سی جاری کرتا ہے-

(ب) NOC سٹیشن لگانے کے لئے درخواست گزار آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی اسلام آباد سے سی این جی (پروڈکشن اینڈ مارکیٹنگ) رولز مجریہ 1992 کے تحت پروویژنل لائسنس حاصل کر کے ضلعی رابطہ آفیسر ننکانہ صاحب کو درخواست کرتا ہے کہ اسے سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے این او سی جاری کیا جائے-

2- دفتر ضلعی رابطہ افسر ننکانہ صاحب سے درخواست کی کاپیاں ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈویژن، واپڈا اور سوئی گیس کے محکمہ جات کو ارسال کی جاتی ہیں کہ وہ موقع ملاحظہ کر کے اپنی رپورٹس ارسال کریں-

3- مندرجہ بالا محکمہ جات سے عدم اعتراض کی رپورٹس موصول ہونے پر کیس کو ڈسٹرکٹ پٹرول پمپ / سی این جی سٹیشن کمیٹی کی میٹنگ میں برائے منظوری پیش کیا جاتا ہے-

4- کمیٹی اپنی سفارشات ضلعی ناظم کو پیش کرتی ہے-

5- ضلعی ناظم پٹرولیم رولز مجریہ 1937 کے تحت سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے NOC جاری کرتے ہیں-

(ج) 01-07-2005 سے ضلع ننکانہ صاحب قائم ہونے کے بعد درج ذیل 12 سی این جی سٹیشن کو این او سی جاری کئے گئے ہیں-

1- النافع سی این جی سٹیشن چک نمبر 175 ر-ب 97.5 کلومیٹر شیخوپورہ، فیصل آباد روڈ صفدر آباد ضلع ننکانہ صاحب
2- المدینہ فلنگ سٹیشن خانقاہ ڈوگراں روڈ منڈی صفدر آباد ضلع ننکانہ صاحب
3- بابا سی این جی سٹیشن فیصل آباد روڈ شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
4- مراد فلنگ سٹیشن ولی پور بوڑا تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
5- نگینہ سی این جی سٹیشن چک نمبر 99 ر-ب تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
6- ہائی سپر سی این جی سٹیشن ننکانہ روڈ شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
7- حاجی ایوب سی این جی سٹیشن شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
8- طفیل برادرز سی این جی سٹیشن شاہ کوٹ، روڈ سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب
9- حسین سی این جی سٹیشن نزد ٹول پلازہ مانانوالہ فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ ضلع ننکانہ صاحب

10- آئی بیر سی این جی سٹیشن شیخوپورہ فیصل آباد روڈ مانانوالہ تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
11- ایس ڈبلیو سی این جی سٹیشن چک نمبر 99 ر۔ب پنواں تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب
12- کلاس سی این جی سٹیشن چک نمبر 176 ر۔ب پنواں تحصیل شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب

پنجاب ٹیکنیکل بورڈ میں خالی اسامیاں پر کرنے کا مسئلہ

*2064: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چیئرمین پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن بورڈ کی اسامی 14-4-2008 سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بورڈ ہی کے کنٹرولر امتحانات کی اسامی بھی 23-8-2008 سے خالی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں چیئرمین بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی اسامی مورخہ 14-04-2008 سے خالی ہے تاہم بورڈ کے دفتری معاملات کو جاری و ساری رکھنے کے لئے مذکورہ اسامی پر عارضی بنیادوں پر ایک گورنمنٹ آفیسر کام کر رہا ہے۔

(ب) جی نہیں، کنٹرولر امتحانات PBTE کی اسامی خالی نہ ہے اور اس سیٹ پر قوانین کے مطابق ایک سرکاری ملازم تعینات کیا ہوا ہے۔

(ج) جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تاہم اسامی کو پر کرنے کے لئے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا جا چکا ہے اور دفتری کارروائی جاری ہے۔ مزید برآں جز (ب) کا جواب نفی میں ہے۔

پی بی ٹی ای سے پرائیویٹ ٹیکنیکل اداروں کی رجسٹریشن سے متعلقہ تفصیل

*2407: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کو پرائیویٹ اداروں کی رجسٹریشن کا اختیار مل گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈ کی رجسٹریشن کے لئے قواعد و ضوابط بتائے گئے ہیں، کیا جو ادارے رجسٹرڈ کئے جارہے ہیں ان کو قواعد و ضوابط کے مطابق رجسٹرڈ کیا گیا ہے اگر نہیں تو قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے افسران اور اہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ پنجاب بورڈ کو رجسٹریشن کا اختیار ملنے کے بعد جن اداروں کو رجسٹرڈ کیا گیا ہے، ان کے نام اور ٹیکنالوجی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کو بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر TEVTA/F&A/1-182 مورخہ 14-04-2005 پرائیویٹ فنی، کامرس اور ووکیشنل اداروں کی رجسٹریشن کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ (Annex "A") ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) درست ہے کہ رجسٹریشن کے لئے قواعد و ضوابط بنائے گئے ہیں اور تمام اداروں کو انہی قواعد و ضوابط کے مطابق رجسٹر کیا جارہا ہے۔ کسی بھی ادارے کو قواعد و ضوابط سے ہٹ کر رجسٹرڈ نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) رجسٹریشن کا اختیار ملنے کے بعد 293 اداروں کو رجسٹرڈ کیا گیا۔ ادارے کا نام اور ٹیکنالوجی کی تفصیل (Annex "B") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی ایس آئی سی کے قرضہ جات کی سکیموں کی تفصیلات

*2410: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نئے منصوبہ جات کے لئے قرض دیتی ہے، اگر ہاں تو کس شرح سے؟

(ب) کیا مذکورہ کارپوریشن قرض دیتے وقت مروجہ قوانین کے تحت جائیداد وغیرہ رہن رکھتی ہے اور ڈیفالٹر ہونے کی صورت میں مذکورہ جائیداد کو نیلام کرکے قرض کی رقم حاصل کی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کوئی قرض دار مسلسل دو اقساط کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس کو ڈیفالٹر قرار دے کر گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے، اگر ہاں تو کس قانون کے تحت؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن درج ذیل قرضہ کی سکیموں کے تحت نئے منصوبہ جات کے لئے قرضہ فراہم کر رہی ہے، شرح مارک اپ ہر سکیم کے سامنے درج ہے:۔

قرضہ سکیم کا نام	حد قرضہ	شرح مارک اپ
1۔مائیکرو فنانس	-/50000	11فیصد سالانہ
2۔کسٹومائیزلینڈنگ فار کرافٹس بیسڈ ٹیکسٹائل	-/100000	بغیر سود
3۔کسٹومائیزلینڈنگ فار فرنیچر سیکٹران چنیوٹ	-/100000	بغیر سود
4۔فنانسنگ آف مینوفیکچرنگ / سروس پراجیکٹس (200ملین)	i) 500000 برائے سروس پرووائڈر	12فیصد سالانہ
	ii) 2000000 برائے سمال انڈسٹری	12فیصد سالانہ
5۔فنانسنگ آف کاٹیج / مائیکرو آرٹیزن	-/50000	12فیصد سالانہ
6۔قرضہ سکیم برائے گرین رکشہ (آٹو) سی این جی	-/109000	5.5فیصد سالانہ (فلیٹ ریٹ)

(ب) سکیم نمبر 1، 5 اور 6 کے تحت قرض شخصی ضمانت پر دیا جاتا ہے اور اس کی جائیداد رہن نہیں رکھی جاتی البتہ سکیم نمبر 2 تا 4 کا قرض زمین رہن رکھ کر دیا جاتا ہے اور ڈیفالٹر ہونے کی صورت میں جائیداد نیلام کر کے قرض کی رقم وصول کی جاتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اگر قرض دار مسلسل دو اقساط کی ادائیگی نہیں کرتا تو اسے ڈیفالٹر قرار دیا جاتا ہے اور قرضہ کے معاہدہ کے مطابق اور لینڈ ریونیو ایکٹ اور فنانشل انسٹیٹیوشن (ریکوری آف فنانس) 2001 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں سکیم نمبر 6 کے تحت لئے گئے چیک فسخ ہونے کی صورت میں بھی کارروائی ممکن ہے۔

دی پنجاب کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ 2005 میں ترمیم کا معاملہ

*2705: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ The Punjab Consumer Protection Act 2005 صارفین اور manufacturer دونوں کے مفاد اور تحفظ کے لئے بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایکٹ کے تحت Consumer Courts قائم کی گئی ہیں جو صارفین کی شکایات سن کر فیصلہ صادر کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے صارفین جن کو product کے ساتھ warranty دی جاتی ہے وہ وارنٹی کے پیریڈ میں کسی defect کی نشاندہی کے لئے manufacturer کے پاس نہیں جاتے اور براہ راست عدالت سے رجوع کرتے ہیں جس سے غیر ضروری مقدمہ بازی شروع ہو جاتی ہے کیونکہ اگر صارف اپنی شکایت لے کر manufacturer کے پاس جائے تو اس کی شکایت کا ازالہ ہو سکتا ہے، اگر manufacturer لیت ولعل یا وارنٹی پر من وعن عمل درآمد سے انکار کرے تو عدالت سے رجوع کیا جا سکتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون ہذا میں ایسی کوئی شق نہیں جیسا کہ جز(ج) میں وضاحت کی گئی؟

(ہ) کیا حکومت غیر ضروری مقدمہ بازی کو روکنے کے لئے صارفین اور manufacturer دونوں کے تحفظ کے لئے قانون میں مجوزہ ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جی نہیں، صارف عدالت سے براہ راست رجوع نہیں کر سکتا، کیونکہ Punjab Consumer Protection Act 2005 کی دفعہ 28 کے تحت صارف پر لازم ہے کہ وہ شکایت کے ازالہ کے لئے مینوفیکچرر / خدمات فراہم کرنے والے کو پندرہ یوم کا تحریری نوٹس جاری کرے۔البتہ شکایت کا ازالہ نہ ہونے کی صورت میں صارف کنزیومر کورٹس سے رجوع کر سکتا ہے جس کے لئے کنزیومر کورٹس کو جاری کردہ تحریری نوٹس کی کاپی اور اس کی رسید فراہم کرنا لازم ہے کیونکہ ان کے بغیر کنزیومر کورٹ میں مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا۔یہ انتظام اس لئے کیا گیا ہے تاکہ غیر ضروری مقدمہ بازی کو کنٹرول کیا جا سکے۔

(د) جی نہیں، جز(ج) میں اس کی تفصیل دے دی گئی ہے۔البتہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 28 کا متن فاضل رکن پنجاب اسمبلی کی اطلاع کے لئے درج ذیل ہے:۔

"No claim shall be entertained by a Consumer Court unless the consumer or the Authority has given

notice under sub-section (1) and provides proof that the notice was duly delivered but the manufacturer or service provider has not responded thereto”

(ہ) چونکہ مذکورہ ایکٹ کے تحت صارف پر پہلے ہی لازم ہے کہ کنزیومر کورٹ جانے سے پہلے وہ اپنی شکایت کے ازالہ کے لئے مینوفیکچرر / خدمات فراہم کرنے والے کو پندرہ یوم کا تحریری نوٹس جاری کرے۔اس لئے اس سلسلہ میں قانون ہذا میں مزید ترمیم کی ضرورت نہ ہے۔

کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ کی تفصیلات

*2732: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنزیومر کورٹس صارفین کی شکایات کے ازالہ کیلئے کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ کے تحت بنائی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ پراڈکٹ جن کے اوپر وارنٹی ہو تو مینوفیکچررز وارنٹی کی معیاد کے اندر، صارفین کی نشاندہی پر پراڈکٹ کو تبدیل یا درست کرنے کا پابند ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض صارفین وارنٹی کی مینوفیکچررز کو نشاندہی کئے بغیر ہی سیدھے کنزیومر کورٹ میں چلے گئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے صارفین جو بغیر کسی زائد ادائیگی قیمت ثبوت کے سیدھے کنزیومر کورٹ میں چلے گئے اور کورٹس نے ان کے کلیمر پر کارروائی عمل میں لائی ہو؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایسے وارنٹی والے صارفین کو کنزیومر کورٹ میں جانے سے قبل مینوفیکچرز کے پاس وارنٹی کی نشاندہی کا پابند بنانے کیلئے متعلقہ ایکٹ میں کوئی واضح قانون یا شق موجود نہ ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متعلقہ ایکٹ میں ترمیم کرکے وارنٹی والے صارفین کو پہلے مینوفیکچرر کے پاس جانے کا پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں، کنزیومر کورٹس کا قیام پنجاب تحفظ صارفین ایکٹ 2005 کے تحت عمل میں لایا گیا ہے تاکہ صارفین کی شکایات کا فوری ازالہ ہو سکے۔

(ب) ایکٹ ہذا کے تحت وہ مصنوعات جن کے اوپر وارنٹی ہو اور وارنٹی کی میعاد کے دوران صارفین کی نشاندہی پر خامی والی پراڈکٹ تبدیل یا درست کرنے کے لئے مینوفیکچرر پابند ہے۔

(ج) جی نہیں، قانون میں ایسی کوئی گنجائش نہ ہے کہ صارف مینوفیکچرز کو نشاندہی کئے بغیر عدالت سے رجوع کر سکے۔

(د) جی نہیں۔کوئی صارف بغیر زائد ادائیگی قیمت ثبوت کے سیدھا کنزیومر کورٹ نہیں گیا اور نہ ہی کورٹس نے ایسے کلیم پر کوئی کارروائی کی ہے۔

(ہ) کنزیومر کورٹ میں جانے سے قبل صارف کو مینوفیکچرر / خدمات فراہم کرنے والے کو اپنی شکایت کے لئے پندرہ یوم کا تحریری نوٹس جاری کرنا لازم ہے۔

(و) چونکہ مذکورہ ایکٹ کے تحت صارف پر پہلے ہی لازم ہے کہ کنزیومر کورٹ جانے سے پہلے وہ اپنی شکایت کے ازالہ کے لئے مینوفیکچرر / خدمات فراہم کرنے والے کو پندرہ یوم کا تحریری نوٹس جاری کرے۔اس لئے اس سلسلہ میں قانون ہذا میں مزید ترمیم کی ضرورت نہ ہے۔

سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور میں مساجد کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2822: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور میں مساجد کی تعمیر کے لئے کتنے پلاٹ مختص ہیں ان کے رقبہ اور نمبر کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کتنے پلاٹوں پر مساجد کی تعمیر کے ٹینڈر ہو چکے ہیں؟

(ج) ان مساجد کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوگی اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

(د) ان کی تعمیر کی مدت تکمیل کیا ہے؟

(ہ) آج تک ان پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے موقع پر کتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنا بقایا ہے؟

(و) کیا حکومت ان نامکمل مساجد کی تعمیر جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور میں مساجد کے لئے چار پلاٹ مختص کئے گئے ہیں۔ہر مسجد کے لئے تقریباً 2.88 نال (13,000 SFT) جگہ مختص کی گئی ہے۔ان کے لئے کوئی پلاٹ نمبر نہ

ہے بہرکیف تمام مساجد کی لوکیشن کا ماسٹر پلان سندر انڈسٹریل اسٹیٹ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایک پلاٹ پر مسجد کی تعمیر کا ٹینڈر ہو چکا ہے۔

(ج) انشاءاللہ ایک مسجد اکتوبر 2009 میں مکمل ہو جائیگی، اس پر تقریباً دو کروڑ بہتر لاکھ رقم خرچ ہو گی جبکہ تمام چار مساجد پر کل رقم کا تخمینہ 12 کروڑ روپے ہے۔ باقی تین مساجد 2012 میں مکمل ہوں گی۔

(د) انشاءاللہ ایک مسجد اکتوبر 2009 میں مکمل ہو گی۔ باقی تین مساجد 2012 سے پہلے مکمل ہونے کی منصوبہ بندی ہے۔

(ہ) آج تک اس مسجد پر تقریباً ایک کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور موقع پر تقریباً 45 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور 55 فیصد باقی ہے۔

(و) باقی تین مساجد کے ٹینڈر ابھی نہیں ہوئے کیونکہ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں فی الحال انڈسٹری کی تعداد 15 فیصد ہے۔ جیسے جیسے انڈسٹری اسٹیٹ میں لگتی جائیگی ویسے ویسے مساجد کی تعمیر کی جائے گی۔

ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز میں سکلڈ ورکرز آٹو کی ترقی میں بے قاعدگیاں

*2953: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2008-8-30 کو پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن دیہی مزدور ٹریننگ اینڈ ووکیشنل ٹریننگ سنٹر میں سکلڈ ورکر آٹو کو بی پی ایس۔8 سے بی پی ایس۔11 میں بطور آٹو فورمین ترقی دی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سنیارٹی پر پورے نہ اترنے والے سکلڈ ورکر آٹو کو ترقی دی گئی جبکہ بہت سے سکلڈ ورکر آٹو سنیارٹی کے معیار پر پورے اترتے تھے انہیں ترقی نہ دی گئی؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ترقی سے رہ جانے والے سکلڈ ورکر آٹو کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ٹیوٹا میں ٹرانسفر کئے گئے دیہی مزدور ٹریننگ اینڈ ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز میں سکلڈ ورکر آٹو کو بی پی ایس-8 بی پی ایس-11 میں بطور آٹو فورمین ترقی دی گئی مزید یہ کہ پروموشن کے لئے ڈی پی سی کی میٹنگ 30-08-2008 کو نہیں بلکہ 17-10-2008 کو منعقد ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سنیارٹی پر پورے نہ اترنے والے سکلڈ ورکر آٹو کو ترقی دی گئی سنیارٹی کے معیار پر پورے اترنے والے سکلڈ ورکرز کو ترقی نہ دی گئی ہے۔اس سلسلہ میں عرض ہے کہ 15 سکلڈ ورکرز آٹو بی پی ایس-8 کو فورمین آٹو بی پی ایس-11 میں ترقی دی گئی ہے جو کہ مکمل طور پر سنیارٹی فٹنس اور تعلیمی قابلیت کو مد نظر رکھ کر پروموٹ کیا گیا ہے۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے نوٹیفکیشن مورخہ 08-11-1995 منسلکہ (الف) کے تحت سکلڈ ورکرز کو بنیاد بنا کر ہی سکلڈ ورکرز کو فورمین آٹو کی پوسٹ پر ترقی دی ہے۔کیونکہ سکلڈ ورکر آٹو کی سنیارٹی میں کل 12 سکلڈ ورکرز میٹرک پاس تھے اور انہیں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے سروس اینڈ ریکروٹمنٹ رولز مورخہ 08-03-1979 کے سیریل نمبر 15 کے مطابق اسامیوں کو پر کرنے کے طریق کار منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، جس کی کلاز (i) کے مطابق ترقی دی گئی ہے۔مزید 3 اسامیاں باقی بچنے والی کی رولز کی کلاز (iii) کے مطابق سنیارٹی کو مد نظر رکھتے ہوئے میٹرک سے کم تعلیم رکھنے والے سکلڈ ورکر آٹوز کو فورمین آٹو ترقی دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں حکومت /ادارہ باقی رہ جانے والے سکلڈ ورکرز آٹو کو فورمین آٹو کی خالی اسامیوں کی دستیابی کی صورت میں ترقی دی جائے گی اور اب چونکہ سکلڈ ورکر آٹو کی سنیارٹی میں کوئی بھی مطلوبہ تعلیمی قابلیت نہ رکھتا ہے اس لئے رولز کی شق نمبر 15 کی کلاز (iii) کے مطابق کم تعلیم رکھنے والے سکلڈ ورکرز آٹو کو ہی سنیارٹی کے لحاظ سے ترقی دی جائے گی۔

ضلع سیالکوٹ میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*3236: رانا آصف محمود: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب بنائی گئی؟

(ج) کتنے پلاٹ کس کس انڈسٹریل اسٹیٹ میں کب سے خالی پڑے ہیں؟

(د) انڈسٹریل اسٹیٹ میں کس کس قسم کی فیکٹری کارخانہ جات ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں درج ذیل چار جگہوں پر انڈسٹریل اسٹیٹ ہیں:۔

1- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ اگوکی (شہاب پورہ) روڈ سیالکوٹ

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 1 ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

3- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 2 ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

4- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ڈسکہ

(ب)

1- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ اگوکی (شہاب پورہ) روڈ، سیالکوٹ 62_1961 میں 98.50 ایکڑ رقبہ پر بنائی گئی ہے۔

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 1 ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ 1993 میں 109 ایکڑ 3 کنال اور 14 مرلے پر بنائی گئی ہے۔

3- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر 2 ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ 1995 میں 128 ایکڑ 4 کنال اور 13 مرلے پر بنائی گئی ہے۔

4- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ڈسکہ 1984 میں 52.00 ایکڑ رقبہ پر بنائی گئی ہے۔

(ج) مندرجہ بالا تمام انڈسٹریل اسٹیٹوں میں تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راجن پور میں کمرشل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3297: سردار عاطف حسین خان مزاری: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راجن پور میں اس وقت کتنے کمرشل کالج ہیں، ان میں اساتذہ کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں، مذکورہ اسامیوں کو کب تک پر کیا جائے گا؟

(ب) کیا حکومت حلقہ پی پی-250 راجن پور کے علاقے عمر کوٹ اور بنگلہ اچھا میں نئے کمرشل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو ایوان کو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع راجن پور میں ٹیوٹا کے زیر انتظام اس وقت تین انسٹیٹیوٹس دی گئی (جو کالج نہ ہیں) کام کر رہے ہیں جن میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فی الحال محکمہ کے پاس ان خالی اسامیوں کا منظور شدہ بجٹ موجود نہ ہے تاہم محکمہ خزانہ کی ہدایت کے مطابق ایک تجویز بعد از rationalization of posts مرتب کر کے سمری مورخہ 2009-10-08 کو برائے منظوری مجاز اتھارٹی بغرض حصول بجٹ بھیج دی گئی ہے۔ بجٹ موصول ہونے پر یہ اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔ تاہم وہ پوسٹیں جو پروموشن کوٹہ کی ہیں ان کے لئے الگ کارروائی کی جارہی ہے جو عنقریب ڈی پی سی میں رکھ دی جائیں گی۔

1۔ تفصیل خالی اسامیاں گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس راجن پور

منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	تفصیل
11	01	سینئر انسٹرکٹر کامرس بی ایس 18
	01	انسٹرکٹر کامرس بی ایس 17
	01	انسٹرکٹر انگلش لینگویج بی ایس 17
	01	انسٹرکٹر سیکرٹریل پریکٹس بی ایس 17
	01	انسٹرکٹر انفرمیشن ٹیکنالوجی بی ایس 17

2- تفصیل خالی اسامیاں گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس جام پور

منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	تفصیل
11	01	انسٹرکٹر کامرس بی ایس 17

3- تفصیل خالی اسامیاں گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس، روجھان

منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	تفصیل
10	02	سینئر انسٹرکٹر کامرس بی ایس 18
	02	انسٹرکٹر کامرس بی ایس 17
	01	انسٹرکٹر انگلش لینگویج بی ایس 17
	02	انسٹرکٹر سیکرٹریل پریکٹس بی ایس 17

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ فی الحال ٹیوٹا کو حکومت پنجاب کی جانب سے کوئی ہدایات موصول نہیں ہوئیں کہ حلقہ پی پی-250 راجن پور کے علاقے عمر کوٹ اور بنگلہ اچھا میں نئے

کمرشل کالج کھولے جائیں جب بھی اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی جانب سے کوئی ہدایت جاری ہوگی تو متعلقہ Zonal Manager/District Manager سے feasibility reportمنگوائی جائے گی اور اس کی بنیاد پر حکومت پنجاب سے رہنمائی لے لی جائے گی۔

گوجرانوالہ گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی کا درجہ بڑھانے کا مسئلہ

*3963: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کی آبادی اس وقت 25لاکھ افراد پر مشتمل ہے اور مذکورہ شہر ایک صنعتی شہر کے طور پر جانا اور مانا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی کا درجہ بڑھا کر اسے گورنمنٹ کالج آف لیدر ٹیکنالوجی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے انسٹی ٹیوٹ کا پلان برائے Up gradation (Balancing, Modernization and Rehabilitation of Institute of Leather Technology, (ADP Scheme 4143/12) Gujranwala) برائے سال 2009-10 منظور ہو چکا ہے۔اس سکیم میں انسٹی ٹیوٹ کی نئی عمارت کی تعمیر، پرانی عمارت کی تزئین و آرائش، موجودہ مشینری کو جدید بنانے اور نئے کورسز (چمڑے کی مصنوعات سے متعلق) شامل ہیں۔اس سکیم کی کل لاگت -/123.996 ملین روپے ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر، بھئی! اب دل تھام کے بیٹھیں۔ جی، مستی خیل صاحب! میں speech نہیں سنوں گا اگر speech ہوگی تو میں مائیک اسی وقت بند کروا دوں گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ انتہائی اہم point کی جانب دلانا چاہتا ہوں جس کی coverage آج کے "نوائے وقت" نے کی ہے۔ وہ اہم point یہ ہے کہ آج کل NRO کا دور دورہ ہے اور کل ہماری پارلیمنٹ اور پرائم منسٹر صاحب نے یہ announce کیا ہے کہ ہم اس کو پارلیمنٹ میں نہیں لارہے ہیں۔ میں اسے اسی contest میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انڈیا کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے اپنے assets کو سرکاری ویب سائٹ پر disclose کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر انڈیا کے سپریم کورٹ کے جج اپنے اثاثوں کو اپنی سرکاری ویب سائٹ پر لا سکتے ہیں تو ہمیں آزاد عدلیہ سے بڑی توقعات ہیں، جس ملک کے لئے قائداعظم اور علامہ اقبال نے خواب دیکھا تھا کہ یہ خوشحال پاکستان ہوگا۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہوگی کہ جیسا کہ چیف منسٹر پنجاب آج اسلام آباد میں میٹنگ attend کرنے گئے ہیں جس میں 200۔ارب روپے کی savings ہوں گی۔ خاص طور پر وہ منسٹرز کے پٹرولیم کے بل half کر رہے ہیں اور دو چھٹیاں کر رہے ہیں۔ کیا اچھا نہیں ہوگا کہ اگر پارلیمنٹرین اپنے اثاثے شائع کر سکتے ہیں تو کیا یہاں ججز، جرنیل اور بڑے بڑے سٹاک ایکسچینج کے billionaires اپنے اثاثے شائع نہیں کر سکتے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان میں آزاد عدلیہ ہے ان کے لئے میں یہ کہوں گا کہ جب انڈیا کے چیف جسٹس جی بالاکرشنن اور ان کے 20 ججوں نے اپنے اثاثے شائع کئے ہیں۔ آپ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ اکثر ججوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس کار تک نہیں ہے۔ جب انڈیا کے اندر جو ہمارے ساتھ آزاد ہوا تھا اگر وہاں ایک سیکنڈ کے لئے مارشل لاء نہیں لگ سکتا، ایک جرنیل ایک آمر نے اس پاکستان کو بدنام کیا اور انڈیا کے جرنیل یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ پاکستان کے جرنیل یہاں فیتے کاٹ رہے ہیں۔۔۔

تحریک التوائے کار

جناب سپیکر: بس، اب بات ختم کریں، ان کا مائیک بند کر دیں۔ شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کے بھی اثاثے show کئے جائیں جو ڈیفنس میں فیتے کاٹ رہے ہیں اور ان کے اثاثے بھی show کریں جو باوردی اسمبلی میں خطاب کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! خدا کے لئے مجھے کام کرنے دیں۔ میں فضولیات میں آپ کے قیمتی وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بہت اہم معاملے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کیا ہم اسمبلی میں صرف بل پاس کرنے کے لئے آتے ہیں، کیا ہم اپنی عوام کی بات نہیں کر سکتے؟ آج ہمارے پنجاب میں لوگوں کو چینی نہیں مل رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر بعد میں بحث کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔ ہماری ملیں نہیں چل رہی ہیں اور گنے کا کاشتکار اس وقت رو رہا ہے، وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھا ہوا ہے، اس کے پاس اپنے بچوں کے لئے دوائی کے پیسے نہیں ہیں۔ سردیاں آ گئی ہیں اس کے پاس کپڑے نہیں ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ بات نہ کرو۔ Paddy پڑی ہوئی ہے اور کاشتکار سستے داموں فروخت کرنے پر مجبور ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر proper time دیا جائے گا آپ اس پر بحث کر لینا۔ میں آپ کو بات کرنے سے کب روکتا ہوں؟ آپ کو proper time مل جائے گا، آپ فکر نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کب ٹائم ملے گا؟ نومبر چڑھ گیا ہے۔۔

جناب سپیکر: آج کمیٹی کا اجلاس ہونا تھا لیکن وہ دیری کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔ لاء منسٹر صاحب! آپ بتائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب بھی کوئی مسئلہ بنتا ہے آپ ہمیں بات بھی نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: کریں کریں، آپ بات ضرور کریں اور کریں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ custodian ہیں، آپ نے ہماری آواز حکومت تک پہنچانی ہے۔ اگر آپ ہمیں یہ کہیں گے کہ اور کریں اور کریں، تو ہماری آواز اور کون سنے گا؟

جناب سپیکر: حکومت والے بہرے نہیں ہیں، وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں چینی ڈھونڈ رہا ہوں مجھے چینی نہیں ملی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کی 62 سالہ سیاست۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو بات کرنے کی کس نے اجازت دی؟ آپ تشریف رکھیں۔ This is not good میں اب اپنے ایجنڈے کے مطابق چل رہا ہوں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آپ اپنی ٹیموں سے مت ڈریں، آپ ملک کو بچائیں۔

جناب سپیکر: میری اکیلے کی ذمہ داری نہیں ہے، ملک کو بچانا آپ سب کی ذمہ داری ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! disobedient کو سزا ملنی چاہئے۔ یہ جلدی جلدی بولتے چلے جاتے ہیں، یہ آپ سے کنٹرول کیوں نہیں ہوتے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری بات شاہ صاحب والی بات سے متعلقہ ہے اور شاہ صاحب اگر آپ میرے ساتھ ہو جائیں گے تو یہ وہی issue ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات سن لیں اور اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہیں گے تو بعد میں کر لینا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھ سے floor واپس لے لیا ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ کتنی اور بات کریں گے، آپ تشریف رکھیں، اب کافی بات ہو گئی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں نے پرسوں اخبار میں پڑھا تھا کہ شاہ صاحب کا نام وزارت کے لئے لیا جا رہا ہے۔ شاہ صاحب کا اگر نام آ رہا ہے۔۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ جی، اللہ کرے آپ کی بات بھی صحیح ہو اور ان کی خواہش بھی پوری ہو اور مجھے پتا نہیں، آپ بتا رہے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! اگر شاہ صاحب کا نام آ رہا ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے اور میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں محسن خان لغاری صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں، ان کی بات سن لی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس اخبار میں آیا ہے؟ میں وہ اخبار لے لوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ لغاری صاحب نے بات نہیں کی، یہ چودھری صاحب نے بات کی ہے۔ لغاری صاحب !ایک منٹ ،ابھی آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 360 ہے۔ اس کو pending کر دیا جائے یہ آج کے لئے تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! pending کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ pending کی جاتی ہے۔ جی، ولایت شاہ کھگہ کی تحریک التوائے کار نمبر 612/09 ہے یہ pending کی تھی۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس پر لاء منسٹر صاحب نے جواب دینا تھا اگر اجازت ہو تو میں اس پر تھوڑا سا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ پہلے پڑھی گئی ہے؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جی! میں یہ پڑھ چکا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ چکے ہیں بس ٹھیک ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا تو اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! کافی دنوں سے ایسا سلسلہ چل رہا ہے اور میں اس میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں ویسے تو ٹھیک ہے جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ ہم نے سن لیا ہے لیکن اس پر بحث نہیں ہو سکے گی۔ آپ مہربانی فرمائیں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، کل تک اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو کل تک کے لئے pending کیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار شاہان ملک صاحب کی ہے وہ بھی آج تک pending کی تھی، اس کو مزید pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، pending کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو بھی کل تک pending کیا جاتا ہے، next ہے اقبال سندھو صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس کو بھی pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو بھی pending کیا جاتا ہے، جی، next شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک ہے یہ بھی آج تک pending تھی کیا اس کو مزید pending کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہاؤس کا ماحول خراب ہو جائے گا اس کو بھی pending کر دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار بھی شیخ صاحب کی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا غصہ بہتر ہو گیا ہے اور آپ کی طبعیت بہتر ہو گئی ہے، آپ اچھے لگ رہے ہیں جو مرضی pending کرتے جائیں۔ اب آپ مجھے اچھے لگ رہے ہیں۔ (قہقہے)
میں آج اس لئے نہیں بولا کہ آپ کو پہلے ہی اللہ خیر کرے، کیا ہوا ہے، اگر آپ خوش ہیں تو میرا سب pending کر دیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ آگے بھی آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! pending کرتے جائیں؟

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب نے کہہ دیا ہے اب شیخ صاحب کی سب کل کے لئے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! جو میری تحریک آگے پڑھی نہیں گئی وہ تو نہ pending کی جائیں۔ دیکھیں! لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ابھی جواب نہیں آئے، ٹھیک ہے جواب نہیں آئے لیکن جو تحریک نمبر 629 ہے وہ تو میں نے پڑھنی ہے۔ child abuses کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: کس کا مسئلہ ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اجازت دیں گے تو میں بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! خواجہ اسلام صاحب کو لاء منسٹر صاحب کے پاس سے اٹھا دیں، کچھ مسئلے ایسے ہی ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! تھوڑا سا آپ درمیان میں فاصلہ کر لیں کیونکہ آپ لاء منسٹر کو disturb کرتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ اللہ کے فضل سے فیصل آباد میں جو basic humour ہے میں ان سے ڈرتا ہوں اور میں ان کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں تحریک پڑھ دوں اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، پڑھیں!

صوبہ میں بچوں کے خلاف جنسی جرائم میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر میں بڑھتے ہوئے بچوں کے خلاف جنسی جرائم (child abuse cases) پر نہ صرف فوری توجہ دی جائے بلکہ اس میں مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان cases کو انتہائی سنگین جرائم کی حیثیت سے علیحدہ جنگی حکمت عملی سے نمٹا جائے کیونکہ "Justice delayed is justice denied" ان ماں باپ کی کیفیت کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے جن کے بچے پر یا جس خاندان پر یہ قیامت ٹوٹتی ہے اور انہیں پولیس فوراً compromise اور صلح کا درس دینا شروع کر دیتی ہے۔ بہت سے cases میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بچی یا بچے کی عمر کو دانستہ confusion میں ڈال کر مجرموں کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ زیادہ تر متاثرہ بچے مجرم سے جان پہچان رکھتے ہیں اور یہ المیہ ہے کہ بہت سے قریبی رشتہ دار اس مکروہ فعل میں ملوث پائے گئے ہیں۔ والدین کے سخت رویہ اور ڈانٹ ڈپٹ کی وجہ سے معصوم بچے اپنا حال بھی بیان نہ کر سکتے ہیں۔ عطائی ڈاکٹروں کے کلینک جہاں زنانہ مردانہ پوشیدہ امراض کے علاج کے لبادہ میں جو کچھ ہو رہا ہے اس معزز ایوان کا ہر رکن اس کا جواب دہ ہے بہت سے ایسے شرمناک cases میرے ذاتی علم میں ہیں۔ گلی محلوں میں مشکوک جگہوں اور روڈ سائیڈ ہوٹلوں میں sexy movies کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ کیفوں پر کھلے عام pornography کا مہیا ہونا بھی ایک بڑی وجہ

ہے۔یہی وجہ ہے کہ 2002اور 2007 کے درمیان ہزاروں کی تعداد میں cases رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور ہزار ہا case ایسے ہیں جو والدین اپنی شرم اور عزت کی وجہ سے برداشت کرنے پر مجبور ہو گئے اور معصوم بچے نفسیاتی مریض بن گئے۔بچوں کے خلاف ان سنگین جرائم سے نمٹنے کے لئے میڈیا کو بھی بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا اور اس کام کے لئے انہیں حکومتی support کا حاصل ہونا بہت ضروری ہے اور وہ اس طرح سے ادا کیا جانا چاہئے کہ جس سے بچے کے والدین اور اس کے خاندان کی ذرا بھر بھی تضحیک نہ ہو اور ایسے تمام cases میں حکومت تمام اخراجات بھی خود برداشت کرے۔لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار میں محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے جس مسئلہ کو discuss کیا ہے اس کی پوری تفصیل اس تحریک میں موجود ہے اب اس کے بعد اس پر اگر وہ ایوان میں دو گھنٹے ٹائم کے لئے discussion کروانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور تفصیل میں جا کر اس کو کیا discuss کیا جائے گا؟یہ ایک بالکل معاشرتی مسئلہ ہے لیکن اس کو اس طرح سے oppose کرنا کہ جیسے سارا معاشرہ اس میں involve ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی درست نہیں ہے جو لوگ اس میں involve ہیں ان کے خلاف خود شیخ صاحب کی تحریک میں یہ بات موجود ہے کہ ان کے خلاف ہزاروں مقدمات درج ہوئے ہیں اس قسم کی برائیوں کے لئے قانون جو طریق کار فراہم کرتا ہے اس کے مطابق ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی ہوتی رہتی ہے۔اگر specifically کسی جگہ پر کوئی کوتاہی ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بہتر حل یہ ہے کہ شیخ صاحب متعلقہ حکام کو مجھے یا گورنمنٹ کو جس level پر وہ مناسب سمجھیں اس کی نشاندہی کریں تاکہ ان لوگوں کا محاسبہ کیا جا سکے نہ کہ اس چیز کو اس طرح سے discuss کر کے اس کو اچھالا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بھی کوئی مثبت اثرات معاشرے پر مرتب نہیں ہوتے اس لئے کہ انہوں نے اس جانب توجہ دلائی ہے، اس معاملے کو میں نے نوٹ کر لیا ہے اس سے متعلق اگر کوئی specific information ہے وہ بھی فرما دیں اور باقی اس معاملے کو اس سے زیادہ discuss کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملہ کو discuss کر لیں اور جہاں کہیں وہ specific cases بتائیں گے تو پھر آپ نے اس کے بارے میں لائحہ عمل طے کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بالکل ٹھیک ہے میرے ساتھ یہ بیٹھ کر discuss کریں اور مجھے ان جگہوں کے متعلق پوری صورتحال سے آگاہ کریں اور اگر یہ مناسب سمجھیں تو ایک دفعہ دکھا بھی دیں کہ جہاں جہاں پر یہ سارا معاملہ ہو رہا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس پر بھرپور اور مؤثر کارروائی کروانے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر: اس بات کی میری طرف سے اجازت نہیں ہے اگر آپ اپنے طور پر کوئی بات کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پہلے تو آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس جج کی طرح جو کسی وکیل کو باقاعدہ ایک اتھارٹی بتا دیتا ہے کہ یار وہ فلاں فلاں اتھارٹی میں یہ تھا، آپ نے رانا ثناء اللہ خان کو یہ کہہ دیا کہ آپ بات ٹھیک کہہ رہے ہیں تو میں نے اب کیا بات کرنی ہے؟

جناب سپیکر: چلیں! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، نہیں۔ وہ تو میں نے صرف آپ کو appreciate کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا یہ فرض ہے کہ جو بھی قوم کا مسئلہ ہو میں اسے یہاں floor پر لے آؤں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ even British Parliament میں بھی اس قسم کے معاملات لائے گئے، میڈیا نے لوگوں کو educate کیا۔

جناب سپیکر: ان کی مثال آپ نہ دیں، بہتر ہو گا کہ آپ اپنی بات کریں۔ ان کی مثالیں کسی اور طرف جاتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ میری بات سن لیں۔ میں پھر پاکستان کی مثال دوں گا جس پر مجھے فخر ہے۔ صوبہ سرحد کی اسمبلی میں خواتین نے یہ مسئلہ اٹھایا۔ میرے پاس اس کا پورا ریکارڈ ہے اور انہوں نے male members کو شرمندہ کیا کہ ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے اور ہم اس کو floor پر لا رہی ہیں۔ وزیر قانون صاحب کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو نہ اچھالا جائے لیکن میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں اور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ خدارا! اس مسئلے کو دیکھیں اور سب کو پتا ہے کہ یہ معاملہ خطرناک ہے اس میں بہت سے لوگ involve ہیں۔ میں یہاں پر کہنا نہیں چاہتا کہ اس میں کیسے کیسے عجیب لوگ involve ہیں۔ حکومت تو صرف قانون کو دیکھ رہی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کو educate کریں اس میں رشتہ دار involve ہیں، اس میں اساتذہ involve ہیں۔ میں تو اس مسئلہ کو یہاں floor پر لے آیا ہوں۔ آپ

وزیر قانون صاحب کو صرف یہ کہیں کہ آپ اسے ان ماں باپ کے point of view سے سوچیں جن کے بچے کے ساتھ یہ مسئلہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ ہر قسم کی ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپ ایسی بات نہ کریں وہ ایسا ہی کریں گے جس طرح سے آپ نے کہا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ شیخ صاحب ایک مسئلہ on the floor of the House لے آئے ہیں۔ وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں یا تو ہم اس کو deny کریں اور اگر ہم اس کو accept کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہے تو پھر اس کا وزیر قانون صاحب جواب دیں کہ وہ اس کا کیا سدباب کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ "Justice delayed is justice denied" والی بات ہے، اس پر کوئی time limit مقرر کریں۔ ایسے heinous crime تین ماہ کے اندر یا چھ ماہ کے اندر It should be decided. جب تک آپ exemplary سزا نہیں دیں گے اس وقت تک crimes ختم نہیں ہوں گے۔ علاؤالدین خلجی کے زمانے میں یہ ہوا کرتا تھا کہ لوگ کم تولا کرتے تھے تو اس نے کہا ٹھیک ہے اس نے ایک بچے کو مارکیٹ میں بھیجا کہ کوئی چیز لے آؤ۔ میں آپ کو historical fact بیان کر رہا ہوں۔ وہ جب سودا لے کر آیا تو وہ واقعی کم تھا۔ سو کوڑے تو اس نے پہلے کو توال کو لگوائے جس کو اس نے اس مارکیٹ کمیٹی کا سربراہ بنایا ہوا تھا اور اتنا ہی اس کے hunch سے گوشت کاٹ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کم تولنے کی رسم ختم ہو گئی۔ وقتاً فوقتاً معاشرے میں یہ برائیاں ہوتی رہی ہیں اور اس کا سدباب ہوتا رہا ہے۔ شیخ صاحب کی مہربانی ہے کہ وہ ایک برائی کو سب کے سامنے میڈیا کے سامنے، آپ کے سامنے اور تمام ممبران کے سامنے لے آئے ہیں۔ اس کا کوئی نہ کوئی حل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: حل تو اس کا موجود ہے، وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم پوری طرح سے اس معاملے کو دیکھیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: دیکھیں، وزیر قانون صاحب کا یہ جواب دینا کہ وہ مجھے بتا دیں کہاں پر ہوتا ہے۔ کیا ہمیں پتا نہیں ہے، آپ کو پتا نہیں ہے، کون سے ممبر کو نہیں پتا؟ اس کا سب کو پتا ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے متعلق کوئی کمیٹی بنا دیں اور اس کا کوئی سدباب کرنا چاہئے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے کب اس معاملے کو deny کیا ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جس مسئلے کی طرف اس تحریک التوائے کار میں نشاندہی کی گئی ہے اس کے موجود ہونے سے متعلق میں نے قطعی طور پر انکار نہیں کیا اور میں نے کہا ہے کہ اس قسم کی برائیوں کے خلاف پولیس اور متعلقہ Law Enforcing Agencies گاہے بگاہے اپنی کارروائی کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی محرک ایک specific matter کو ایک تحریک التوائے کار کے ذریعے یہاں پر لے کر آتا ہے تو اس کے پاس بھی ایک specific information ہوتی ہے جس کی بنیاد پر وہ یہ تحریک التوائے کار لاتا ہے تو میں نے کہا وہ یہ میرے ساتھ share کر لیں، میں جو متعلقہ authorities ہیں ان کے ساتھ بات کر کے اس مسئلے کا کوئی حل نکال لیتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بالکل یہ برائی موجود ہے اس کا سد باب بھی ہو رہا ہے مزید سد باب کرنے کی بھی بھرپور کوشش کریں گے۔ شاید میں اپنے فاضل رکن سید ناظم حسین شاہ کو اپنی بات پوری طرح سے سمجھا نہیں سکا۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ اس برائی کو یہاں discuss کرنے کا کیا فائدہ؟ یہ بات بھی درست ہے کہ بعض اوقات انسان عمر کے اس حصے میں پہنچ جاتا ہے جس میں اس کو پھر اس قسم کی چیزیں discuss کرنے میں ہی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس کا interest ہوتا ہے تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب نے اگر اس کو discuss بھی کرنا ہے تو اسے علیحدہ بیٹھ کر discuss کر لیں۔ یہ discuss کرنے کے لئے مناسب forum نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے محترم وزیر قانون صاحب دھیمی آواز میں مطمئن کر دیتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے معاملہ لایا جائے مجھے جگہ بتائی جائے یا دوسرے معاملات بتائے جائیں نشاندہی کی جائے تو میں خود اس پر action لوں گا۔ میں یہ کہتی ہوں کہ چار دن پہلے ایک ماں پر تیزاب پھینکا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تین سالہ بچی پر بھی تیزاب پھینکا گیا۔ یہ بات "ایکسپریس"، "جیو" اور چینل فائیو میرے خیال میں چینل ایک سے لے کر 99 چینلز نے یہ خبر چلائی۔ وزیر قانون صاحب اپنوں کے لئے تو پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے کے لئے سوئے رہتے ہیں۔ یہ ٹی وی پر کیوں نہیں دیکھتے کہ یہ کیا نظر آ رہا ہے۔ سامنے ہر چیز نظر آ رہی ہے بچے پر تیزاب پھینکا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ علیحدہ بات ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی information کے لئے یہ عرض کر دوں کہ ابھی پچھلے دنوں ایک دو واقعات جس کا ذکر محترمہ ڈار صاحبہ نے کیا ہے۔ یہ معاملات ہمارے علم میں آئے تھے تو وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب نے اس بارے میں categorically یہ فیصلہ کیا ہے کہ تیزاب سے متعلقہ جتنے بھی معاملات ہیں یہ سارے کے سارے cases under Terrorist law 7ATA کے تحت درج ہوں گے اور ان کا چالان دہشت گردی کی عدالت میں پیش ہوگا اور جس جگہ پر یہ وقوعہ ہوگا within reasonable time جو کہ ایک ہفتہ ہو سکتا ہے اگر اس میں ملزم گرفتار نہیں کیا جائے گا تو متعلقہ ایس ایچ او کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔آپ لوگ کیا کرتے ہیں، مجھے کام تو کرنے دیں۔ آپ کا ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو گئی ہے اب میں اس پر کسی کی بات نہیں سنوں گا۔(قطع کلامیاں)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں اس مسئلے پر ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے جو cases ہوتے ہیں جس طرح شیخ صاحب نے point out کیا ہے کہ بچوں کے والدین کو صلح پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ شرعی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: صلح پر آپ بھی کئی باتوں پر کبھی کبھی آمادہ ہو جاتے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں اور میں یہ واضح کر رہا ہوں کہ جو حدود اللہ کے کیس ہیں ان میں قطعاً صلح کی گنجائش نہیں ہے جس میں عدالت کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اس میں decision لے۔ اسی کے مطابق فیصلہ ہونا چاہئے۔ صلح کر کے ان غلط اور اوباش قسم کے لوگوں کے حوصلے بڑھائے جاتے ہیں۔ کم از کم تھانے والوں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! اب اس کو میرے خیال میں dispose of کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! صرف ایک بات کا جواب دے لینے دیں۔ آپ جیسے فرما رہے ہیں میں وہی کروں گا۔ آپ نے کہہ دیا کہ اس مسئلے پر بات نہیں کرنی، میں نہیں کروں گا اور آپ کا یہ حکم میرے لئے other than Speaker بھی بہت ہے۔ آپ نے مجھے کہہ دیا میں نے سن لیا لیکن ایک بات کا مجھے جواب دینے کا حق دیں۔ ہمارے محترم وزیر قانون صاحب نے یہ کہا ہے کہ شاید شیخ صاحب کو اس قسم کے issue discuss کرنے میں لطف آتا ہے۔ اس کا تو مجھے جواب دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: انہوں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں سنا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ باقی سب سے پوچھ لیں۔ اب ایک بات آج مجھے کر لینے دیں۔ میرا ان سے بھی بڑا تعلق ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ serious matter ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری بات تو سنیں۔ وزیر قانون صاحب یا کچھ اور لوگ بھی ہاؤس میں ایسے ہیں جن کو خدا کے لئے declare کر دیں کہ وہ ابھی کل ہی 25 سال کے ہوئے ہیں، کچھ ایسے ہیں کہ آپ انہیں 16 سال میں ہی رکھیں لیکن ان کی پھر ایم پی اے شپ نہیں رہے گی۔ نمبر 2 یہ ہے کہ اگر آپ یہ بات مان لیتے ہیں اور یہ بات آپ کو سمجھ نہیں آئی لیکن باقی سب کو آئی ہے۔ میرے خیال میں میرے اور لاء منسٹر صاحب میں پانچ چھ سال کا فرق ہے۔ انھوں نے تیسری دفعہ کہا ہے کہ شاید مجھے عمر کی وجہ سے اس قسم کے cases discuss کرنے کا مزہ آتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تعویز دینے والا بابا نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تو قومی فریضہ ادا کر رہے ہیں اور ہم آپ کو appreciate کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ اتنی اہم بات تھی لیکن آپ کو سنائی نہیں دی۔

جناب سپیکر: I couldn't listen really میں نے نہیں سنا۔

شیخ علاؤالدین: اب میں اس پر discuss نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔اب ہم legislation کی طرف آتے ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں پورے اجلاس میں پہلی دفعہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نے کہا ہے کہ وہ پہلی دفعہ پوائنٹ آف آرڈر لے رہی ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایس ایس پی اور ڈی سی او، لاہور کی جانب سے کینٹ کے تمام سکول بند کرنے کے بارے میں متضاد سٹیٹمنٹ سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ انھوں نے بتایا کہ بچوں پر زیادتی کرنا ہمارا معمول بن گیا ہے۔ میں ایک اہم مسئلے پر ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! کل سے لاہور کے ایک مقامی ٹی وی چینل پر ایس ایس پی لاہور کی جانب سے ایک پٹی چل رہی ہے کہ لاہور کینٹ کے تمام سکول 4 تاریخ سے ایک ہفتے کے لئے بند رہیں گے، ساتھ ہی ساتھ دوسری پٹی ڈی سی او لاہور کی جانب سے چل رہی ہے کہ کل سے تمام تعلیمی ادارے کھلے رہیں گے۔ آج جب کینٹ ایریا کے بچے اپنے سکولوں میں گئے تو سکول بند تھے۔ کیا ایس ایس پی اور ڈی سی او لاہور کی سٹیٹمنٹ علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے،؟ صبح بچوں اور والدین کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا

اس کا ازالہ کس طرح ممکن ہے لہذا میں سمجھتی ہوں کہ ذمہ دار افسران کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور دیکھا جائے کہ کمی کہاں پر رہ گئی ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اس کا جواب دیں اور ہاؤس کو مطمئن کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ واضح کردوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو حوالہ دیا ہے کہ کسی چینل پر پٹی چل رہی تھی مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس چینل کا کیا source تھا لیکن میں یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی سکول کے بند کرنے نہ کرنے کے متعلق فیصلہ کر سکے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس مقصد کے لئے ایک ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن سکیورٹی کمیشن بنایا ہے اب وہی competent ہے کہ اس بارے میں فیصلہ کرے اور اس کا اجلاس روزانہ صبح ہورہا ہے۔آج صبح بھی میں نے وہ اجلاس کیا ہے۔ اس سطح پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ کینٹ کے سکول بند رہیں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ خبر مصدقہ source کی بنیاد پر نہیں تھی لہذا اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں اور اگر اس میں کوئی اتھارٹی ذمہ دار پائی گئی تو اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چونکہ اب یہ بات شروع ہوگئی ہے اسی لئے میں بھی عرض کروں گا چونکہ ابھی ہم سب کے بچے school going age میں ہیں اور اس بارے میں ذہن میں ایک مستقل پریشانی اور confusion ہے۔لہذا لاء منسٹر صاحب اس پر حکومت کی official policy واضح کردیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ سکول بند نہ کئے جائیں اور usual life disturb نہ کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے سکولوں کو حفاظتی اقدام کے لئے جو 6 point SOP بنا کر دیئے ہیں وہ ان کو improve کرتے رہیں اور ان کو perfect بھی کرتے رہیں۔اب اس دوران اگر کوئی سکول اپنے طور پر کوئی دقت محسوس کرے کہ انھوں نے وہاں کوئی construction کروانی ہے یا کسی اور مسئلے کے لئے انہیں اپنا سکول ایک یا دو دن کے لئے close رکھنا ضروری ہے تو وہ اپنے طور پر ایسا فیصلہ کر سکتے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے یہ ایک واضح پالیسی ہے کہ

کوشش کریں کہ آپ کے institutions open رہیں اور جو security measures بتائے گئے ہیں انہیں پوری طرح strengthen رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب اس پر بات نہیں ہو گی۔ منڈا صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم قانون سازی کی طرف جا رہے ہیں اور سرکاری کارروائی شروع ہوتی ہے۔

The Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 (Bill No 19 of 2009)

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بڑی اہم کارروائی چل رہی ہے لیکن کورم پورا نہیں لہذا پہلے کورم پورا کریں۔

جناب سپیکر: جی کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، محترمہ نجمی سلیم صاحبہ!

پوائنٹ آف آرڈر

محکمہ تعلیم کا ایجوکیٹرز کی بھرتی میں 5 فیصد مختص اقلیتی کوٹا پر عملدرآمد نہ کرنا

محترمہ نجمی سلیم: شکریہ۔ میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس floor پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ پنجاب حکومت نے minorities کے لئے صوبائی ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا دینے کے حوالے سے 23 اکتوبر کو ایک notification جاری کیا تھا۔ جب 23۔اکتوبر کو یہ notification جاری ہو گیا تو اس کی implementation بھی یقینی طور پر اسی دن سے ہونی چاہئے تھی لیکن جب 30 اور 31 اکتوبر کو ایجوکیٹرز کی بھرتیاں کی گئیں تو اس میں اقلیتوں کے پانچ فیصد کوٹا کو مکمل طور پر نظر انداز

کر دیا گیا۔ سیکرٹری ایجوکیشن نے نہ صرف اس notification کو نظر انداز کیا بلکہ ہائی کورٹ کے فیصلے کی negation بھی کی ہے۔ میں وزیر قانون سے پوچھنا چاہوں گی کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ official business take up کر لیں میں اتنی دیر میں سیکرٹری ایجوکیشن سے اس بارے میں ساری معلومات لے لیتا ہوں اور پھر House میں عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، House adjourn ہونے سے پہلے یہ information آپ کے پاس آ جانی چاہئے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری business شروع کرتے ہیں۔

The Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 (Bill.No.19 of 2009). First reading starts.

مسودہ قانون (پہلی ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009

MR. SPEAKER: Now we take up The Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009. Minister for Law and Parliamentary Affairs!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.''

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. First amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by November 25, 2009.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the

Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by November 25, 2009.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it

جناب سپیکر: وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ جب یہ Bill مجلس قائمہ میں گیا تو 20۔اکتوبر کو ہونے والی صرف ایک میٹنگ میں اس کی تمام سفارشات کو طے کر لیا گیا۔ اگر ایک آرڈیننس کو Bill میں تبدیل کرنا تھا، لفظ ہی کو change کرنا تھا تو پھر شاید اس کے لئے ایک ہی میٹنگ کافی تھی۔ آرڈیننس کو جب Bill کی شکل دی جاتی ہے تو پھر اس میں Provincial Assembly کی inputs ضرور شامل ہوتی ہیں۔ یہ ایک important Bill ہے لیکن اس کی سفارشات ایک ہی میٹنگ میں مکمل کر لی گئیں جو کہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس کے section-90 میں amendment تجویز کی گئی ہے کہ Driving License and Certificate of Registration دکھانے کے لئے "or a person authorized by the Government" کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے جبکہ "a person authorized" کی وضاحت نہیں کی گئی۔ section-90 کے تحت police officer in uniform یا محکمہ کے سب انسپکٹر کو یہ اختیار تھا کہ وہ اس کو check کرے۔ اب اگر کوئی police officer in uniform یا محکمہ ٹرانسپورٹ کا کوئی سب انسپکٹر ہے تو اس کی identity کرنا آسان تھی۔ اب دہشت گردی کا زمانہ ہے تو اس میں a person یا any vague person سے کیا مراد ہے؟ اس کے اندر ایک بہت بڑا lacuna ہے لہذا ہمارا یہ خیال ہے کہ اس کو دوبارہ دیکھا جائے اور اس کو دوبارہ opinion کے لئے circulate کیا جائے۔ جب تک یہ opinion کے لئے دوبارہ circulate نہیں ہوگا تو اس وقت تک یہ سب باتیں سامنے نہیں آئیں گی۔ اس amendment میں جب تک ہم public opinion elicit نہیں کریں گے تو یہ خامیاں نظر نہیں آ سکیں گی۔ آپ اخبارات میں دیں گے اور civil society کے پاس جائیں گے تو اس میں بہت سے lacunas سامنے آئیں گے۔ اس بڑھتی ہوئی تشویش کی وجہ سے public opinion حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اب حالات بہت مختلف ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ایک ہفتے میں دہشت گردی کے چار چار گھناؤنے

واقعات بھی ہوئے ہیں جن میں دہشت گرد بھیس بدل کر آتے رہے ہیں۔اب اگر اس میں یہ vague termبھی آتی ہے تو پھر اس بات کی رائے زنی کرنا،اس کو پوچھنااور اس بارے میںpublic opinion حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ کافی نہ ہے۔Terrorists نے جوplanned کیا ہے وہ ہمارے انہیlacunas کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ اتنا بڑاpoint ہے کہ اس کو reasses & recirculateکرنے کی ضرورت ہے۔ محض ایک میٹنگ میں آرڈیننس کو بل میں changeکیا گیا،bulldozingکا جوconceptآ رہا ہے اس کو دوبارہ سوچنے میں کوئی حرج نہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اس کو نیک نیتی سے یاthoroughly نہیں کیا گیا ہوگا۔ بے شک سٹینڈنگ کمیٹی بہت فعال اور سمجھ دار ممبران پر مشتمل تھی مگر میرا اب بھی یہ خیال ہے کہ اس کو دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ایکlacunaتو میںpoint outکر رہی ہوں،اس کو میڈیا، جرنلسٹ اور جن لوگوں کی جانیں جاتی ہیں ان کی بھیpublic opinion elicitکرنے کے لئے اس کوlayکیا جائے۔ میری اپیل رہے گی کہ خدارا!اس زمانے میں جبterrorism جیسے sensitive issues موجود ہیں تو اس قسم کی vague legislationکے لئے گنجائش نہ ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے بات کی ہے کہ اس کو public opinionکے لئے مشتہر کروایا جائے تو ہم اس بل کے ذریعے جوamendmentلا رہے ہیں یہ بڑی simpleہے۔اس میں دوران ڈرائیونگ موبائل فون کے استعمال کی ممانعت ہو رہی ہے اور دوسرا سیٹ بیلٹ کے استعمال کو ضروری قرار دیا جا رہا ہے،اس کے علاوہ کوئی اورamendmentنہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنیsimpleاور واضح ضرورت کی باتیں تھیں کہ کمیٹی کے ممبران نے پورے غور و خوض کے بعد ان کوrecommendکیا ہے۔

MR. SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by November 25, 2009.''

(The motion was lost.)

MR. SPEAKER: The second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it?

MRS AMNA ULFAT: I move:

> "That the Punjab Rented Premises Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report by November 30, 2009:-
>
> 1. Mr. Shahid Mehmood Khan
> 2. Malik Muhammad Aamir Dogar
> 3. Dr. Farukh Javed
> 4. Malik Muhammad Nawaz
> 5. Malik Khurram Ali Khan
> 6. Mr. Shahan Malik
> 7. Qazi Ahmed Saeed

8. Ms. Fouzia Behram
9. Mrs. Amna Ulfat
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> “That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the Following members with the instructions to report by November 30, 2009:-
>
> 1. Mr. Shahid Mehmood Khan
> 2. Malik Muhammad Aamir Dogar
> 3. Dr. Farukh Javed
> 4. Malik Muhammad Nawaz
> 5. Malik Khuram Ali Khan
> 6. Mr. Shahan Malik
> 7. Qazi Ahmed Saeed
> 8. Ms. Fouzia Behram
> 9. Mrs. Amna Ulfat
> 10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari’’

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose. لیکن میں یہ نشاندہی کر دوں کہ محترمہ نے یہ rented premises amendment کی پیش کر دی ہے جب کہ انہیں دوسری پڑھنی چاہیے تھی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! sorry یہ page change ہو گیا تھا، میں اسے دوبارہ پیش کر دیتی ہوں۔

I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 20 December 2009:-
>
> 1. Mr. Shahid Mehmood Khan
> 2. Malik Muhammad Aamir Dogar
> 3. Dr. Farukh Javed
> 4. Malik Muhammad Nawaz
> 5. Malik Khuram Ali Khan
> 6. Mr. Shahan Malik
> 7. Qazi Ahmed Saeed
> 8. Ms. Fouzia Behram
> 9. Mrs. Amna Ulfat
> 10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari''

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے یہ بھی غلط پڑھی ہے۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! ان کو ایوان کے پارلیمانی اصول سمجھائے جائیں۔ ان کی طرف سے کسی ایسے شخص کو کھڑا کیا جائے جس کو پارلیمان اور قوانین کے بارے میں پتا ہو۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب سے request ہے کہ وہ اس amendment کو ویسے ہی withdraw کر لیں، یہ ان سے پیش ہو ہی نہیں رہی۔(قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے جو mistake ہوئی ہے، میں نے اس کو مان کر دوبارہ پڑھا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے، اس کو تو یہ غلط نہیں کہہ سکتے۔ میں نے اب موٹر وہیکل کا ہی پڑھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ پڑھ دیں۔

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by November 30, 2009:-

1. Mr. Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr. Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz
5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr. Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed
8. Ms. Fouzia Behram
9. Mrs. Amna Ulfat
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by November 30, 2009:-

1. Mr. Shahid Mehmood Khan
2. Malik Muhammad Aamir Dogar
3. Dr. Farukh Javed
4. Malik Muhammad Nawaz

5. Malik Khuram Ali Khan
6. Mr. Shahan Malik
7. Qazi Ahmed Saeed
8. Ms. Fouzia Behram
9. Mrs. Amna Ulfat
10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ جب کمیٹی بنائی جاتی ہے تو اس میں اپوزیشن کے ممبران کم ہوتے ہیں۔ ان کی بات کو کمیٹی میں bulldoze کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے کہا ہے کہ ان ممبران پر مشتمل ایک Select Committee بنا کر Bill کو اس کے زیر غور لایا جائے اور بحث کی جائے۔ ہم لوگ بہت جلدی میں رہتے ہیں۔ جب بھی کوئی Bill آتا ہے تو حکومتی ممبران کی کمیٹی میں اکثریت ہوتی ہے تو بہت سے مفاد عامہ سے متعلقہ مسائل کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ہم جب تک ان ترامیم کو مناسب طریقے سے شامل نہیں کریں گے اور check نہیں کریں گے تو اس وقت تک بہتر قانون سازی نہیں ہوگی۔ اس لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ ایک Select Committee بنا کر اس Bill پر دوبارہ غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس محکمے کی Standing Committee میں بھی اتنے ہی معزز اور محترم ممبران ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے Select Committee میں ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اس Bill کو پوری طرح سے جانچنے کے بعد clear کیا ہے۔ میں نے جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ اس میں دو چیزیں ہیں اور ان کے علاوہ کوئی ایسا خاص معاملہ نہیں ہے کہ جس پر مزید بحث کی ضرورت ہو۔ اس میں موبائل فون استعمال نہ کرنے اور سیٹ بیلٹ کے استعمال کو ترمیم کے ذریعے لازمی قرار دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی اچھی بات کو پسند کیا کریں۔

The amendment moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by November 30, 2009:-
>
> 1. Mr. Shahid Mehmood Khan
> 2. Malik Muhammad Aamir Dogar
> 3. Dr. Farukh Javed
> 4. Malik Muhammad Nawaz
> 5. Malik Khuram Ali Khan
> 6. Mr. Shahan Malik
> 7. Qazi Ahmed Saeed
> 8. Ms. Fouzia Behram
> 9. Mrs. Amna Ulfat
> 10. Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari''

(The motion was lost.)

MR. SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried.)

MR. SPEAKER: The second reading starts. Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR. SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

MR. SPEAKER: Now, the third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

“That the Provincial Motor Vehicles (First Amendment) Bill, 2009 be passed.’’

(The motion was carried.)

(The Bill was passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون کرایہ پر دی گئی املاک پنجاب مصدرہ 2009

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Rented Premises Bill, 2009 (Bill No. 23 of 2009). First reading starts. Minister for Law and Parliamentary Affairs!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

“That the Punjab Rented Premises Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.’’

MR. SPEAKER: The motion is moved:

“That the Punjab Rented Premises Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.’’

There are two amendments in this motion. The first amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir

Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment.

جناب سپیکر: جی، انہوں نے withdraw کر لی ہے۔

The second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Who is to move it?

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I wish to withdraw this amendment.

MR. SPEAKER: Thank you very much, my dear. Now, the motion is moved and the question is:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Home Affairs be taken into consideration at once.''

(The motion was unanimously carried.)

MR. SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-7

MR. SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-8

MR. SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-9

MR. SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-10

MR. SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-11

MR. SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-12

MR. SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-13

MR. SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-14

MR. SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-15

MR. SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-16

MR. SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-17

MR. SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-18

MR. SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-19

MR. SPEAKER: Now, clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-20

MR. SPEAKER: Now, clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-21

MR. SPEAKER: Now, clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-22

MR. SPEAKER: Now, clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-23

MR. SPEAKER: Now, clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-24

MR. SPEAKER: Now, clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-25

MR. SPEAKER: Now, clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-26

MR. SPEAKER: Now, clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-27

MR. SPEAKER: Now, clause 27 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-28

MR. SPEAKER: Now, clause 28 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-29

MR. SPEAKER: Now, clause 29 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 29 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-30

MR. SPEAKER: Now, clause 30 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 30 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-31

MR. SPEAKER: Now, clause 31 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 31 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-32

MR. SPEAKER: Now, clause 32 of the Bill is under consideration. Since there in no amendment in it, the question is:

"That clause 32 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-33

MR. SPEAKER: Now comes an important clause 33 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Who is to move it?

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

> "That in clause 33 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, after sub-clause (2) the following be added as sub-clause (3):-
>
> "(3) The Rules shall be made within a period of three months and shall be laid before the Assembly after notification.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That in clause 33 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, after sub-clause (2) the following be added as sub-clause (3):-
>
> "(3) The Rules shall be made within a period of three months and shall be laid before the Assembly after notification.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو میں حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمارے 2007 کے آرڈیننس کو بل بنایا جارہا ہے اور اسے ہم regularize کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری پالیسی اور یہ قانون بالکل صحیح تھا اور سوائے آرڈیننس کے لفظ کو Act میں تبدیل کرتے ہوئے اسے adopt کر لیا ہے اور ہم سے بھی چھوٹی سی oversight ہو گئی تھی اور اس کمیٹی نے بھی اس کو oversight کر دیا ہے۔ اس کے rules بنانے کے حوالے سے ہماری گزارش ہے کہ اسے جلدی بنایا جائے کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پانچ پانچ، سات سات سال تک rules نہیں بنائے جاتے اور اگر ہم مہربانی کر کے ان rules کے اندر ایک provision رکھ دیں کہ eviction کی clause میں کہ جیسے

کوئی بیوہ، پنشنر یا یتیم بچوں کی پراپرٹی ہے تو ان کے مفاد کو safeguard کرنے کی ایک clause rules میں رکھ دی جائے اور rules کو جلدی بنایا جائے۔ یہی ایک simple سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ Bill اسمبلی سے پاس ہونے کے بعد اب Act بن جائے گا تو اس کے لئے اس میں as such rules کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم جو legislation کرنے جا رہے ہیں اس میں کرایہ دار اور مالک نے آپس میں ایک معاہدہ کرنا ہے جسے Rent Controller سے رجسٹرڈ کروانا ہے اور اس کے بعد اگر کوئی ان کا مسئلہ arise ہوتا ہے تو Rent Controller will decide accordingly جو کہ اس قانون میں درج ہے۔ اس میں rules بنانے کی as such تو ضرورت نہیں ہے اور اگر ہوئی تو اس میں تین ماہ کی پابندی کے حوالے سے اس سے پہلے کسی بھی Act میں مثال نہیں ملتی۔ یہ ایک ہفتہ کے اندر بھی بن سکتے ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ ان کو lay down کیا جائے before the Assembly after notification تو اس کی بھی اس سے پہلے اس قسم کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اسمبلی legislation organ Act پاس کرتی ہے اور اس Act کو اس کی روح کے مطابق عملدرآمد کرنے کے لئے rules frame کرتے ہیں اور اس پر عمل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اب ذرا دھیان سے سننا پھر نہ کہنا، میں آپ کو بتا دوں۔

The amendment moved and the question is:

> "That in clause 33 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Home Affairs, after sub-clause (2) the following be added as sub-clause (3):-
>
> "(3) The Rules shall be made within a period of three months and shall be laid before the Assembly after notification.'

(The motion was lost)

MR. SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 33 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-34

MR. SPEAKER: Now, clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 34 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-35

MR. SPEAKER: Now, clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 35 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-36

MR. SPEAKER: Now, clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 36 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ کتنا important کام ہو رہا ہے۔ اگر آپ نے گپ شپ لگانی ہے تو پلیز آپ کے لئے باہر لابی میں جگہ موجود ہے۔

SCHEDULE

MR. SPEAKER: Now, the schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That schedule of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the long title the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

MR. SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009, be passed.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009, be passed.''

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Rented Premises Bill 2009 be passed.''

(The motion was unanimously carried)

(The Bill is passed)

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS Rana Sana Ullah Khan): Thank you Mr. Speaker. I move:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009.''

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی محترمہ! سنائیں آپ اس میں کیا سناتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ انہوں نے 2 rules relax کرنے کے لئے quote کئے ہیں۔ اس میں اگر آپ Rules of Procedure کی کتاب میں rule 95 دیکھیں تو نمبر 3 پر واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ:

> "The day on which a motion under rule 96 has been included in the List of Business, shall be such that at least three clear days shall intervene between the issue of copies of the Bill to members and the consideration of a motion under rule 96.''

جناب والا! بات یہ ہے کہ میری information کے مطابق اس کی رپورٹ 2 تاریخ کو آئی تھی۔ جب 3 clear days کی بات کی جاتی ہے تو اس کو present کس طرح کیا جائے گا، یہ کیسے rules relax کی بات کر رہے ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ اور اس سے اگلے 3,4,5,6,7 ان سب کے لئے rules relax کرنے کے لئے پوچھ رہے ہیں اور غلط کام کرنے کے لئے اجازت مانگ رہے ہیں۔ یہ کام ویسے ہی Rules of Procedure کے بارے میں admissible نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کی میں بھی اجازت نہیں دیتا، آپ کو ویسے بھی پتا ہے کہ میں غلط کام کی اجازت نہیں دیتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تین دن تو گزرے نہیں ہیں اور یہ اس چیز کی اجازت مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات مکمل کریں پھر میں ان کو floor دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! rule 234 بھی پڑھیں کہ اگر آپ suspension of rules ہی کی request کر رہے ہیں تو آخر کون سی ایسی قیامت ہے کہ ایک دن اور انتظار نہیں کیا جا سکتا؟ یہ three clear days کی بات ہے میں نے پہلی بات اسی لئے آپ سے کی ہے کہ یہ تمام ممبران پر واضح رہے کہ ہم اپنے objection کو کس لئے base کر رہے ہیں۔ ہماری objection کی basis ہی یہی ہے کہ

اگلے جو تین چار بل ہیں وہ in order ہی نہیں ہیں اور rules کو suspend کرنے کی اجازت مانگی جارہی ہے جبکہ clearly 234 suspension of rules میں لکھا ہے کہ:

> "Whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules, a member may, with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended in its application to a particular motion before the Assembly, and if the motion is carried, the rule in question shall stand so suspended.''

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کون سی inconsistency، کونسی قیامت آگئی ہے اور کون سی difficulty آگئی ہے کہ آج ہی اس کو کرنا ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں ، اللہ خیر کرے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: انشاءاللہ تعالیٰ اللہ میاں خیر ہی رکھے گا لیکن مجھے ایک آخری بات یہ ضرور کرنی ہے کہ rules apply کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ یہاں پر تو رواج بن گیا ہے چاہے Private Members Day ہو، چاہے کچھ بھی ہو، چاہے resolution out of turn ہو rules relax کر کرکے، خدارا! اگر ہم خود ہی اپنے rules کو abide کرنے کے لئے نہیں بنائیں گے اور انہیں relax ہی کرتے رہنا ہے تو یہ ہماری psychology کی ایک سیدھی سیدھی مثال ہے۔ ایک دن کے صبر سے کیا ہو جاتا ہے، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! کیا Constitution rigid ہونا چاہئے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کوئی ایمرجنسی بتائیں؟ یہ irregular بات ہے۔ 2 تاریخ کو رپورٹ lay ہوئی ہے، three clear days گزرے نہیں ہیں۔ یہ آخر کیا اتنی جلدی ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آتی؟ ہم rules apply کرنے کا رواج پیدا کریں نہ کہ rules suspend کرنے کی بات کریں تو یہ بات ہم بہتر طور پر کر سکتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں رانا مشہود صاحب کو chair پر welcome کرتی ہوں چونکہ چیمبر سے یہاں تک آتے ہوئے آپ کو T.V نظر نہ آیا ہوگا میں اپنی بات کو repeat کر دیتی ہوں کہ اس وقت لاء منسٹر صاحب نے rules relax کرنے کے لئے move کیا ہے اور میں نے اس کو صرف اس لئے oppose کیا ہے کہ جس وجہ سے یا جن Bills کو یہ لوگ consideration of Assembly کے لئے لا رہے ہیں، ان Bills کی رپورٹ کو آئے ہوئے ابھی تک صرف دو دن ہوئے ہیں اور Rules of Procedure کے مطابق Three clear days must pass before presentation on the floor and lay before تاکہ ممبر بھی اس کو پڑھ لے، کچھ سمجھ لے اور کچھ اس پر کر لے۔ اتنی جلدی میں اس کو کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ مجھے اس میں ایمرجنسی نظر نہیں آئی اور rule 234 کے مطابق اگر آپ rules suspend کرنے کی بات کرتے ہیں تو اس میں آپ reason بھی بیان کریں کہ غلط کام کے لئے اب کیا ایمرجنسی ہے؟ وہ Bills valid بھی نہیں اور اس کے لئے وہ suspend کرنے کی اجازت بھی لے رہے ہیں۔ میں نے یہ rule 234 پڑھا ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کو repeat کر دیتی ہوں کہ اس میں کہا ہے کہ deliver of any inconsistency or difficulty arises in the application of these rules. inconsistency اور difficulty کیا ہے اور کون سی قیامت آ گئی ہے کہ آج چار یا پانچ جو کہ ویسے ہی out of order ہیں ان کو present کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ نمبر 1 اور 2 میرا خیال ہے کہ یہاں پر اگر اسمبلی میں ہم rules obey کرنے کا رواج ڈالیں تو وہ بہتر ہے کہ بجائے relax کرنے کے، آپ دیکھیں کہ لگاتار چاہے Non Members' Day ہے یا چاہے out of turn of resolution پیش کرنی ہے اور چاہے کوئی بھی کام ہے ہر ایک کو اپنی باری لینے کی یا اپنی بات کرنے کی جلدی پڑی ہوئی ہے۔ یہ جلدی کی کیا وجہ ہے؟ ایک دن اور انتظار کیا جا سکتا تھا۔ یہ Bills اور legislation ہے اور یہ law ہے اور اس اسمبلی کا ویسے یہ کام ہے کہ اس کو deliberate کرے اور سحر انگیز گفتگو ہو، سٹینڈنگ کمیٹی میں سحر انگیز گفتگو ہوتی ہے اور نہ floor پر سحر انگیز گفتگو ہوتی ہے۔ ہر چیز کو سمجھنے سے پہلے پیش کیا جاتا ہے، دن پورے نہیں ہو رہے اسمبلی کے اجلاس کے سارے اس سال میں 23 دن ہوئے ہیں اگر آپ بجٹ سیشن اور چھ سات دن پچھلے ملائیں آ گئے تو دن ہی بڑے slow رفتار سے چل رہے ہیں۔ دنوں کو بڑھانے کی بجائے .again relax, relax, relax اور آج پھر relaxation of rules ہیں اور چونکہ یہ لوگ زیادہ ہیں وہ relaxation of rules by vote bulldoze ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی فراست، آپ کی زیرک اور personality کو دیکھتے ہوئے آپ سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ آخران کو ایک دن آگے لے جانے میں کیا حرج ہے، کیا آپ ایک ممبر کی بات کو اہمیت دیں گے؟ میرا خیال ہے کہ آپ میں بہت ذوق وظرف ہے اور آپ اس کو bulldoze نہیں ہونے دیں گے، suspension of rules ہر چیز کو suspend کر دینے کی اور delay کرنے کی کیا ضرورت ہے، لاء منسٹر صاحب بیان کریں کہ کونسی ایسی قیامت آرہی ہے کہ out of order Bills کو پیش کرنے کے لئے suspension of rules کی اجازت لی جارہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے ایک تو محترمہ کے ان الفاظ پر سخت اعتراض ہے جو انہوں نے Chair کے ذوق اور ظرف کو ہدف تنقید بنایا ہے، Chair کو تو ہاؤس کی will کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تک 23 دن ہوئے ہیں اور میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ 30 دن تقریباً ہو چکے ہیں کیونکہ پورے سال میں 70 دن کی requirement ہے تو 35 دن پورے کرنے تھے اور .We are short of only five days جو کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس اجلاس میں پورے ہو جائیں گے تو باقی انہوں نے rules کو relax کرنے کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر! جب rules بنائے جاتے ہیں تو اس میں یہ بات طے ہوتی ہے کہ rules کو بنانے والی اتھارٹی ہے یعنی جو ہاؤس ہے وہ ان کو جب inconsistency ہو تو ان کو relax کر سکتا ہے۔ صرف ایک law of land ہے جسے Constitution of Pakistan کہا جاتا ہے اس کو عام حالات میں یا عام طریق کار کے مطابق amend کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی کسی شق کو relax کیا جا سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بدقسمتی ہے کہ rules کو relax کرنے پر تو شور مچاتے ہیں لیکن ایسا شخص جو اس ملک پر آٹھ نو سال تک مسلط رہا اور اس نے اس ملک کے آئین کو دو مرتبہ توڑا (شیم، شیم)

تو ان کے یہ لوگ گیت گاتے رہے ہیں اور ہر روز اسے کہتے رہے کہ آپ نے ایک سال کیا، پانچ سال کیا، ہم آپ کو دس بار بھی elect کروائیں گے۔ انہوں نے یہ بار بار کہا کہ کونسی قیامت آگئی اور کونسی قیامت آگئی ہے۔ اس میں inconsistency موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ان ordinances کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہاؤس میں lay کیا گیا ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق 30۔ اکتوبر کو یہ سارے laws cease ہو گئے ہیں اور کیونکہ اس وقت یہ موجود نہیں اور 30۔ اکتوبر تک موجود تھے تو

اس لئے وہ کہتی ہیں ایک دن تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں ہمیں 30-اکتوبر سے پہلے تک پاس کروانا چاہئے تھا اسی مقصد کے لئے اجلاس convene تھا لیکن پھر جو سکیورٹی حالات کی وجہ سے ہمیں اجلاس کو prorogue کرنا پڑا اور اس کے بعد ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ جتنی جلد اس چیز کو cover کر لیں ٹھیک ہو گا اور اس کے لئے ہم نے یہ اجلاس بلایا اور اس میں ہمیں ایک ایک دن کی واقعی اس میں inconsistency ہے کیونکہ یہ rules 30-اکتوبر کے بعد موجود نہیں ہیں تو جب تک ان کو ہاؤس پاس نہیں کرے گا اس وقت تک یہ revive نہیں ہو سکتے۔ This was the inconsistency. جس کے لئے ہم نے یہ motion move کی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا صاحب نے inconsistency کی ایک بڑی مثال دی ہے۔ طعنے دینے سے پہلے جب ہمیں یہ طعنے دیتے ہیں تو اس وقت یہ 7-جولائی 1977 کو بھی یاد کر لیا کریں، میں اس بحث میں، اس وقت نہیں جاؤں گی کہ انہیں اپنی 7-جولائی 1977 کیوں یاد نہیں اور اس وقت کی باتیں کیوں یاد نہیں ہیں؟ ہاں البتہ اگر 30-اکتوبر ہی وہ ایمرجنسی ہے یا وہ urgency ہے تو پھر آج تاریخ کیا ہے، کیا یہ چار پانچ دن contempt of court میں آتے ہیں؟ میں تو وکیل نہیں ہوں شاید رانا صاحب وکیل ہیں اور مجھے یہ چیز سمجھا دیں کہ پھر 30-اکتوبر تک انہوں نے کیوں نہیں کیا؟ اور جب انہیں سپریم کورٹ کا آرڈر تھا اور سپریم کورٹ کا آرڈر آج تو نہیں آیا 30-اکتوبر تک کرنا تھا تو چار دن پہلے اجلاس بلا لیتے یا چار دن پہلے یہ سارا کچھ لے آتے، ایک دن میں ایک rules توڑنے کی اجازت کیا سپریم کورٹ دے رہی ہے؟ کیا سپریم کورٹ نے یہ بھی لکھا تھا کہ جب یہ چیز mature نہیں ہوئی ممبروں کو سمجھ آئے نہ آئے آپ اپنے تمام supremacy یا اپنی discussion کا یا آپ کی اپنی اور ہماری موجودگی کا پھر کیا فائدہ ہے؟ سپریم کورٹ کا آرڈر سر آنکھوں پر لیکن سپریم کورٹ کی تاریخ 30-اکتوبر تو انہوں نے ویسے ہی گزار دی، اپنے منہ سے مان رہے ہیں کہ میں نے 30-اکتوبر گزار دی جب ان لوگوں نے 30-اکتوبر گزار دی اس وقت ان کو یاد نہیں آیا کہ یہ ہمیں ایمرجنسی ہے چلیں ٹھیک ہے آج میں ان کی یہ بات مان لیتی ہوں۔ کیا یہ contempt of court میں آئے گا، مجھے ruling دیجئے اور آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ ایوان کس طرح چل رہا ہے؟ یہی ہماری سمجھ کے مطابق ہو سکتا ہے کہ آپ ہمیں بہتر سمجھا سکیں کہ یہ اگر خود ہی contempt of court کر رہے ہیں اور اس کے بعد آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک

ایک لمحہ پہلے انہوں نے چار مہینے اجلاس نہیں بلایا اتنا لمبا gap دینے کے بعد آج یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے مشکل سے 32 دن مکمل کئے، چلیں مجھ سے غلطی ہوئی۔ یہ طریقہ بہت painful ہے۔ کیا باقی اسمبلیاں نہیں چل رہیں؟ یہ باتیں نہ کریں۔ یہ اگر inconsistency ہے تو مجھے بتائیں اور صرف ایک ruling دیں کہ 30۔اکتوبر کو گزارے ہوئے کتنے دن ہوگئے ہیں، ایک دن اور ہو جائے گا تو کونسی قیامت آجائے گی پھر ایک بات اور کہ اسمبلی کے rules کی بات ہو رہی ہے versus the court اور کورٹ کا آرڈر تو آپ نے پہلے ہی نہیں مانا۔ جب آپ نے پہلے ہی آرڈر نہیں مانا تو مجھے آپ بتائیں کہ یہ پانچ دن کس کھاتے میں جائیں گے؟ اگر rules کے بغیر یہ پنجاب کی حکومت چلا رہے ہیں۔ یہ باتیں بڑی series ہیں، یہ irresponsibilities اور bad governance کی مثال ہے اس لئے میں رانا صاحب کے تجربے کی وجہ سے بہت اعتماد کرتی ہوں کہ یہ پوری پنجاب اسمبلی کو ایک طریقے سے لے کر چلیں لیکن اگر وکیل ہوتے ہوئے بھی انہوں نے اس کو overlook کیا اور چار دن پہلے اجلاس کیوں نہیں بلا لیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ اس میں بار بار قیامت کا ذکر کر رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا مناسب argument نہیں ہے۔ اس ہاؤس کی ہمیشہ سے یہ روایات ہیں کہ ایک بہتر کام کے لئے اور for more working rules relax کئے جاتے ہیں۔ آج ابھی میرا خیال ہے کہ کوئی ایک گھنٹہ پہلے کی بات ہے کہ لغاری صاحب میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ چاول سے متعلقہ جو معاملہ در پیش ہے میں اس پر resolution لانا چاہتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ جمع کروا دیں انہوں نے کہا کہ جمع کروانے سے تو دیر ہو جائے گی آپ اگر rules relax کر دیں تو بہتر ہوگا کیونکہ یہ ایک بہتر کام ہے۔ وہ ایک اچھا کام کرنے جا رہے ہیں تو میں نے ان کے ساتھ agree کیا اور غالباً انہوں نے وہ جمع کروا دی اور آج اس official business کے بعد resolution پاس کرنے کے لئے لغاری صاحب ایوان میں پیش کریں گے اور rules relax کر کے ہی پیش کریں گے۔ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ باقی جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ اس میں کوئی توہین عدالت ہو گئی ہے۔ سپریم کورٹ نے یہ کہا تھا کہ آپ اس کو 90 دن کے اندر اندر اسمبلی میں lay کر دیں ہم نے وہ condition پوری کر دی اور اس کو lay کر دیا۔ اب یہ ہے کہ 90 دن کے بعد جب تک یہ ایکٹ نہیں بنے گا وہ جو gap ہے اس میں اس کا وجود نہیں ہوگا اس دوران جو acts ہونگے

ان کی legal coverage نہیں ہو گی ماسوائے اس کے کہ ہم اس میں کوئی saving clause دیں اس لئے ہم اس gap کو کم از کم کرنا چاہتے ہیں خواہ اس میں ایک دن کی کمی لائیں، چار دن کی کمی لائیں لیکن ہماری good intention یہ ہونی چاہئے کہ جہاں تک possible ہو اس gap کو کم کیا جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: آپ ابھی اور بل بھی لائے ہیں، یہ 2007 کے ہیں۔ آپ کی حکومت ماشاءاللہ 18 ماہ سے چل رہی ہے جیسے بھی چل رہی ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ 18 ماہ میں ان کو ان چیزوں کا خیال نہیں آیا تھا کہ یہ عوام کے لئے کتنے important ہیں اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم زیادہ کام کرنے کے لئے رواج کا سہارا لیں گے۔ اگر ان Bills پر three clear days والی شرط لگتی ہے یا نہیں لگتی ہم بہت اچھے ہیں اور ہم بہت زیادہ کام کرنا چاہتے ہیں، 18 مہینے میں انہیں جلدی اور زیادہ کام کرنے کا خیال نہیں آیا Rules معطل کرنے کا ایک رواج جو کہ انتہائی misuse ہوتا چلا جا رہا ہے بلکہ frequently use ہوتا چلا جارہا ہے اور بغیر کسی وجہ کے for convenience of few people, I Won’t take anybody’s name لیکن یہ طریقہ نہیں ہے۔ اسمبلی کو regular طریقے سے چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بار بار آپ کی طرف سے repetition آ رہی ہے۔ آپ نے اپنے points بتا دیئے ہیں وزیر قانون صاحب نے ان کا جواب دے دیا ہے۔ اب اس پر Chair کی بھی بات سن لیں۔ دیکھیں! جب کوئی بل present کیا جاتا ہے تو اس پر rule 95 بڑا clear ہے جس میں آپ three clear days کی بات کر رہی ہیں۔ انہی rules کے لئے پھر rule 234 ہے اور کل بھی میں نے ایک point of explanation پر explain کیا تھا کہ اس پر precedents بھی موجود ہیں اور قانون بھی موجود ہے اور سارا کچھ ہے اب آپ کا point of view بھی آ گیا ہے۔ اس کا جو طریق کار ہے براہ مہربانی! مجھے adopt کر لینے دیں۔

The motion moved and the question is:

> “That the requirements of rule 95(3)of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule ibid, for consideration and passage of the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009.’’

(The motion was carried.)

مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ2009

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. The first amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Ch. Zahir-ud-Din Khan or any other mover may move it.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I would like to withdraw this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: As this amendment stands withdrawan, therefore the second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the second amendment has also been withdrawn.

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration be taken into consideration at once.''

(The motion was unanimously carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: There is an amendment in it. The amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir

Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Any member may move it. Leghari Sahib!

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEHGARI: Sir, I move:

> "That in clause 6 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (g), for the expression "three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the government,'' the expression "three members of Provincial Assembly of the Punjab, one each to be nominated by the government, the Speaker and Leader of the Opposition,'' be substituted.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 6 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (g), for the expression "three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the government,'' the expression "three members of Provincial Assembly of the Punjab, one each to be nominated by the government, the Speaker and Leader of the Opposition,'' be substituted.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس ترمیم کو لانے کا ہمارا مقصد یہ تھا کہ جو گورنمنٹ ہے وہ تو گورنمنٹ ہے، ہم چاہتے یہ ہیں کہ اس اسمبلی کے پاس powers ہوں۔ اسمبلی کی نمائندگی اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں سے مل کر ہوتی ہے۔ ہماری توقع یہ ہوتی ہے کہ اپوزیشن بھی جمہوریت کے حسن کے اندر اتنی ہی ایک لازمی چیز ہے جتنی کہ گورنمنٹ ہے۔ میرا Chair سے گلہ یہ ہے کہ جب delegation وغیرہ کہیں جاتے ہیں تو اپوزیشن کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ ایک غلط بات ہے۔ جہاں پر بھی پنجاب اسمبلی کی نمائندگی ہو وہاں جناب سپیکر، قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف مل کر اس نمائندگی کے لئے فیصلہ کریں۔ اس ہاؤس اور Chair کی عزت بڑھانے کے لئے اسمبلی کو empower کریں۔ حکومت میں جو بھی حاکم وقت ہو گا جو اس کی مرضی ہو گی وہ کرے گا لیکن جب جمہوری حسن کے مطابق وہاں حکومت اور اپوزیشن کی نمائندگی ہو گی اور ایک ممبر سپیکر کی discretion پر ہو گا تو ہمارے خیال میں اس بورڈ میں زیادہ بہتر نمائندگی ہو گی۔ اس میں صوبائی اسمبلی کے ممبران نے ہی نمائندگی کرنی ہے three members of the Provincial Assembly of the Punjab نے ہی جانا ہے لیکن ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ بجائے اس کے کہ پنجاب اسمبلی کا فیصلہ بھی حکومت کرے، اسمبلی خود کرے۔ حکومت اس بڑے set کا subset ہے۔ ایوان میں جو لوگ اکثریت میں ہوتے ہیں وہ حکومت بناتے ہیں اور جو اقلیت میں ہوتے ہیں وہ اپوزیشن بناتے ہیں۔ لہذا جہاں پنجاب اسمبلی کی نمائندگی ہونی ہے وہاں سب کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے خیال میں تو یہ وجہ تھی اس لئے ہم نے یہ ترمیم دی ہے لیکن اگر آپ کے خیال میں اپوزیشن کی ضرورت نہیں ہے تو پھر جیسے مناسب سمجھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرکاری محکمے جو خدمات اور اشیاء کی خریداری کرتے ہیں اسے regulate کرنے کے لئے یہ بل لایا گیا ہے۔ جس دور میں یہ آرڈیننس کی صورت میں نافذ ہوا اس وقت انہیں اتنی توفیق بھی نہ ہوئی کہ وہ اس میں اسمبلی ممبر کی نامزدگی کر سکتے۔ یہ اس مرتبہ ہوا ہے کہ جب سٹینڈنگ کمیٹی نے اس بل کو consider کیا تو انھوں نے متعلقہ محکموں سے ساری debate کر کے یہ چیز ڈالی کہ اس میں ہاؤس سے تین ممبر نامزد کئے جائیں۔ چونکہ گورنمنٹ نے

خریداری کرنی ہے اور ڈیپارٹمنٹ ہی ذمہ دار ہے اس لئے یہ گورنمنٹ کا ہی اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اس بورڈ کے لئے اسمبلی کے تین ممبران نامزد کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے پرانے دور کی کمیوں کوتاہیوں کی مثال دی لیکن اب تو جمہوری دور ہے اور ہم کہتے ہیں کہ 18۔فروری کو بہت انقلاب اور تبدیلی آئی تو میری استدعا ہے کہ اسی تبدیلی اور انقلاب کے اندر ہم اپوزیشن کو بھی برداشت کرنے اور جمہوریت کے اندر اپوزیشن کا جو due مقام ہے وہ دینے کے لئے ذرا اپنے دل بڑے کریں۔ جو سپیکر کا nominee ہوگا وہ بھی سپیکر کی discretion ہے probably وہ گورنمنٹ کا ہی نامزد کرے گا جیسا کہ ہم باقی روایات میں دیکھ رہے ہیں لیکن ایک ممبر تو اپوزیشن کی طرف سے بھی ہو تا کہ اسمبلی کی نمائندگی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہاؤس کی proceedings نکال کر دیکھ لیں کہ اپوزیشن کو کتنا ٹائم دیا جاتا ہے۔ سپیکر تو custodian of the House ہے آپ اس طرح اس کی loyalty پر شک نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ٹائم دیتے ہیں۔ بہت مہربانی لیکن جہاں اسمبلی کی نمائندگی کرنی ہوتی ہے Common Wealth کے کافی سارے delegations گئے ہیں اور جگہوں پر بھی گئے ہیں، کہیں اپوزیشن سے بھی کسی کو لے کر گئے ہیں؟ اس لئے نہیں لے کر گئے شاید آپ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسی اسمبلی کی روایات traditions اور rules یہ ہیں اسمبلی کی کمیٹی ایک sample ہوتا ہے اس میں ممبران اس ratio کے ساتھ ہوتے ہیں جس ratio کے ساتھ اسمبلی میں سیٹیں ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر جس طرح دس ممبران پر کمیٹی مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پانچ ممبران ہوتے ہیں چونکہ ان کی تعداد زیادہ ہے، پاکستان پیپلز پارٹی سے تین ممبران ہوتے ہیں اور دو ممبر ہماری پاکستان مسلم لیگ سے ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ کمیٹی اسمبلی کا flavour دیتی ہے کہ اسمبلی میں یہ یہ لوگ موجود ہیں۔ اسی طرح جب ہم نے اسمبلی کو کہیں بھی represent کرنا ہے تو جیسے میں بار بار گزارش کر رہا ہوں کہ اپوزیشن بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی حکومت۔ لہذا یہی گزارش ہے کہ اس بورڈ میں اگر قائد حزب اختلاف کی مرضی سے اپوزیشن کا ایک ممبر شامل ہو جائے گا تو میرے خیال میں بہتر working ہوگی اور ہم ایک اچھا اور بہتر precedent set کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ان کا دور حکومت غیر جمہوری تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ کہتے ہیں کہ جمہوری انقلاب آیا۔ جمہوری انقلاب آیا ہے تب ہی تو ہم نے اس معزز ہاؤس کے لوگوں کو اس میں شامل کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ There is a line between government working and between opposition working اب اگر اپوزیشن ان tools کے ذریعے government working شروع کر دے گی تو اپوزیشن کا جو بنیادی role ہے کہ اس نے حکومت کے کاموں پر تنقید کرنی ہے اور اس تنقید کے ذریعے اصلاح کرنی ہے تو پھر وہ کام کون کرے گا؟ یہ purely ڈیپارٹمنٹ کا اختیار ہے اور حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ خدمات اور اشیاء خریدے۔ اب اگر اپوزیشن بھی اس میں شامل ہو جائے گی تو پھر اپوزیشن اس working پر تنقید کس طرح کرے گی؟ اپوزیشن کی اہمیت ہے لیکن اس کی ایک اپنی working ہے اور government working علیحدہ ہے۔ اگر ہم اپوزیشن کو government working میں شامل کر لیں گے تو پھر اپوزیشن کا کردار ادھورا رہ جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دنیا کی developed democracies میں روایت ہے کہ public interest کے watch dog کے لئے اپوزیشن ہوتی ہے چونکہ حکومت نے تو ایک خاص طریقے سے چلنا ہے اور اسی spirit کو لیتے ہوئے Charter of Democracy میں لکھا گیا تھا کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین قائد حزب اختلاف کی recommendation پر ہو گا تاکہ اپوزیشن اسے دیکھے۔ اسی طرح جب اس میں بھی اپوزیشن کا ایک نمائندہ ہو گا تو public at large کی نمائندگی کرے گا اس لئے میرے خیال میں تو ہماری ایک بڑی logical سی ترمیم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلئے، یہ بات دوبارہ ہو گئی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی point out کیا اور جب ہم جمہوری حکومت کی بات کرتے ہیں اور آپ نے بھی Charter of Democracy کی بات کی ہے تو اسی تناظر میں قائد حزب اختلاف کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنایا

گیااور اس کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ اپوزیشن جو point out کرنا چاہتی ہے وہ کرے اور آپ نے جو point of view لے کر آنا تھا وہ لے آئے ہیں۔اب ہم اس کو آگے لے کر چلتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!اس وقت کی ہماری حکومت نے اس رواج کو قائم کرنے کے لئے کہ We trusted Opposition to an extent آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ اپوزیشن کی ایک ممبر کو Chair کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔وہ پینل آف چیئر مین میں تھی She was allowed to sit on the Chair

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دیکھیں کہ ہمیشہ پینل آف چیئر مین میں اپوزیشن کا ایک نمائندہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: لیکن Chair پر کبھی نہیں بٹھایا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Let the time come.

ڈاکٹر سامیہ امجد: شوکت مزاری صاحب اتنے بہادر انسان تھے اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور آپ لوگ تو کہتے ہیں کہ

MR. DEPUTY SPEAKER: Let the time come.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ بخاری): جناب سپیکر!میں ایک وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ میرا نام پینل آف چیئر مین میں تھا
But I was never allowed to sit on this Chair. So that was wrong.

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،یہ clarification ہاؤس میں آگئی ہے:

The amendment moved and the question is:

> "That in clause 6 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (g), for the expression"
>
> Three members of the Provincial Assembly of the Punjab nominated by the government;'' the expression"three members of Provincial Assembly

of the Punjab, one each to be nominated by the government, the Speaker and Leader of the Opposition;'' be substituted.''

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کریں۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2009

(جاری۔۔۔)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi Ch. Zahir-ud-Din Khan or any other mover may it.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I move:

> "That in clause 18 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (3), the full stop at the end shall be omitted and the expression "by 31st December each year.'' be added.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 18 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (3), the full stop at the end shall be omitted and the expression "by 31st December each year.'' be added.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہم نے recommend کیا ہے کہ اس کی رپورٹ 31۔دسمبر تک دی جائے۔ Normally یہ دیکھا گیا ہے اور اس اجلاس میں بھی ایک تحریک استحقاق آئی تھی کہ کئی reports lay ہوتی ہی نہیں ہیں، کئی کئی سال تک reports lay نہیں ہوتیں۔ اگر اس بارے میں پابند کر دیا جائے کہ ہر سال یہ رپورٹ 31۔دسمبر تک lay کی جائے تو بہتر ہوگا۔ آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ اس House کا تقدس تبھی ہوگا کہ جو rules بنائے جاتے ہیں ان پر عمل درآمد بھی ہو۔ لہذا میرا خیال ہے کہ اس کے لئے cut off date دینا ضروری ہے۔ اس amendment کو incorporate کرنے سے اس law میں شاید کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن حکومت اس کی report کو lay کرنے کے لئے پابند ہو جائے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ شق originally تو اس Bill میں موجود ہی نہیں تھی۔ ہماری Standing Committee نے نوٹس لیا اور اس Bill میں یہ شق شامل کی گئی ہے۔ یہ اس طرح سے ہے کہ:

18 (2). The Authority shall, submit to the Government its annual audit report and the annual performance report

(3). The Government shall lay the annual audit report and the annual performance report in the Provincial Assembly of the Punjab.

یعنی پہلے تو یہ شق اس Bill میں موجود ہی نہیں تھی، اس مرتبہ یہ شق ڈالی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے cut off date دینا مناسب نہیں ہے۔ جب رپورٹ گورنمنٹ کو موصول ہو جائے گی، اس میں تھوڑی بہت، دو ہفتے یا ایک ماہ کی تاخیر ہو سکتی ہے لیکن جب رپورٹ گورنمنٹ کو پیش ہوگی تو Government is bound to lay that report in the Provincial Assembly.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اسی ambiguity کو دور کرنے کے لئے cut off date کے لئے کہا جا رہا ہے۔ یہ procurement کی رپورٹ ہے، پنجاب میں جو procurement ہوگی اگر اس کی رپورٹ کئی سالوں تک نہیں آتی تو پھر یہ پنجاب اسمبلی میں بھی lay نہیں ہوگی اور اس ambiguity

کا فائدہ ہمیشہ اٹھایا جاتا رہے گا۔ اگر اس میں cut off date دے دی جائے کہ اس تاریخ تک report lay ہو گی تو پھر متعلقہ محکمہ حکومت کو رپورٹ دینے کا پابند ہوگا اور حکومت بھی پنجاب اسمبلی میں یہ رپورٹ lay کرنے کے لئے پابند ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ کو رپورٹ کرنے کا پابند ہوگا تو اس کے لئے تو اس چیز کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ تو بالکل پابند ہے۔

> "The Authority shall before the end of October, prepare its Annual Performance Report of the preceding financial year, shall include inquiries and investigations made by the authority during the financial year.''

تو اب اس میں inquiries ہوں گی، investigations ہوں گی تو ان سارے معاملات پر actions ہونے ہوں گے تو ان تمام چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کے پاس تھوڑا سا space ہونا چاہئے کہ وہ جب مناسب سمجھے اس رپورٹ کو lay ہونے کے بعد ایوان میں پیش کر دے۔ اس میں صرف cut off date پر ہے، باقی گورنمنٹ کو جونہی رپورٹ ملے گی وہ اسے پیش کر دے گی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 18 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, in sub-clause (3), the full stop at the end shall be omitted and the expression "by 31st December each year,'' be added.''

(The motion was lost.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

> "That clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-25

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-26

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-27

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 27 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-28

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That preamble of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That long title of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill 2009 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill 2009 be passed.''

As there is no opposition to it. The motion moved and the question is:

"That the Punjab Procurement Regulatory Authority Bill, 2009 be passed.''

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 24 of 2009). Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009.''

As there is no amendment, the motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009.''

(The motion was carried).

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفیئر فنڈ مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009, as recommended by

the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. The first amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi Ch. Zahir-ud-Din Khan or any other mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment but with a very heavy heart. Hasty legislation is a very bad legislation and still with a great heart burnt to cooperate with you. We want to talk but we respect the decision. So we have withdrawn.

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. The amendment has been withdrawn. The second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural,

Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Mr. Muhammad Yar Hiraj may move it or any other mover.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I wish to withdraw this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: I thank you for that. As second amendment has also been withdrawn therefore, now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009, recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

> "That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

”That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

”That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

”That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

“That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

“That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009 be passed.'' As there

is no opposition to that, the motion moved and the question is

"That the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

(The Bill is passed)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 25 of 2009). Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے
قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009.''

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! For record, I am opposing it again and I hope that the Chair realizes کہ unripe premature ایک دن پہلے کے یہ Bills valid ہوں گے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے پہلے والے arguments اس میں تصور کر کے اور ان پر جو counter arguments کئے گئے ان کو بھی تصور کر لیتے ہیں۔

The motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules ibid may be dispensed with under Rule 234 ibid, for consideration and passage of the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on

Forestry and Fisheries be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. First amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.

Ch. Zahir-ud-Din Khan or any other mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment. Sir, I wish to withdraw this Bill.

آپ صرف ایک شعر سن لیں۔

خزاں کی دھوپ سے شکوہ فضول ہے محسن
میں آخر پھول تھا یونہی مجھے بکھرنا تھا

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, as first amendment has been withdrawn. The second amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab,

Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer.Shahzad Elahi. Mr. Muhammad Yar Hiraj or any other mover may move it.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I wish to withdraw this amendment.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی کوئی شعر سنا دیں۔

جناب شیر علی خان: میں خود ہی شیر ہوں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment has also been withdrawn. Therefore, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Forestry and Fisheries be taken into consideration at once.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> ”That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

”That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

“That preamble of the Bill do stand part of the Bill.’’

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 2009 be passed.''

(The Bill was passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 26 of 2009). Minister for Law!

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے
قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules *ibid* may

be dispensed with under Rule 234 *ibid*, for consideration and passage of the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion is moved:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules *ibid* may be dispensed with under Rule 234 *ibid*, for consideration and passage of the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009.''

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے پھر وہی arguments ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ایک اور شعر سناؤں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل سنائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے کہنا صرف یہ ہے کہ ہم نے efforts بہت کی ہیں۔

مالی دا کم پانی دینا بھر بھر مشقاں پاوے
مالک دا کم پھل بُھل لانا، لاوے یا نہ لاوے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کے جواب میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ اب مالک کا کوئی ارادہ نہیں ہے، ان کے لئے پَھل اور پُھول لانے کا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and other relevant provisions of rules *ibid* may

be dispensed with under Rule 234 *ibid*, for consideration and passage of the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, be taken into consideration at once.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion is moved:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, be taken into consideration at once.''

There are two amendments in this motion. The first amendment is from:

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra

Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi.Ch. Zahir-ud- Din Khan or any other mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I wish to withdraw this amendment.

آواز: شعر بھی ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شعر سمجھنے کی بات ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے شعر اپنی تقریر کو مختلف کرنے کے لئے I oppose کے ساتھ لگایا تھا تاکہ آپ کو پتا ہو کہ ہر مرتبہ میرا احتجاج on record ہے کہ یہ قانون سازی unwrite ہے اور اس کی validity اور ذمہ داری آنے والے وقتوں میں Chair کی ہوگی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talks please. As first amendment has been withdrawn therefore the second amendment is from:-

Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mst. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Ayesha Javed, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Ms. Zobia Rubab Malik, Mrs. Qamar Aamir Ch, Ms. Amna Jehangir, Engineer Shahzad Elahi. Mr. Muhammad Yar Hiraj or any other mover may move it.

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I wish to withdraw this amendment.

MR. DEPUTY SPEAKER: Thank you. As the second amendment has also been withdrawn therefore now the motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Excise & Taxation, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009 be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009 be passed.''

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2009 be passed.''

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مجھے بالکل پتا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! قرارداد کے حوالے سے کوئی بات ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری لغاری صاحب سے بات ہوئی ہے۔ وہ rules کو suspend کر کے قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میری ایک ہی condition ہے اور وہ یہ کہ اگر ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ یہ تحریک پیش کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں ہمیشہ سے رانا ثناء اللہ صاحب کو بہادر سمجھتی ہوں۔ میں اپنی بات پر ابھی بھی قائم ہوں کہ judiciary اور اسمبلی کے rules کو powers at لاکر کہیں یہ نہ ہوا ہو [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں دھان کی فصل کی خرید کے مراکز کے قیام کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ نے جو الفاظ کہے ہیں یہ اپنے الفاظ پر معذرت کریں اور ان الفاظ کو حذف بھی کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

MR.DEPUTY SPEAKER: Order please, order please, order in the House.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کی بات آ گئی ہے، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)
محترمہ نے اپنے الفاظ واپس لے لئے اور یہ الفاظ کارروائی سے بھی حذف کئے جاتے ہیں۔ اب میں محرک سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> ”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں دھان کی فصل کی خرید کے مراکز کے قیام کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ لغاری صاحب اس میں سے جنوبی پنجاب کا لفظ نکال لیں یہ پورے پنجاب کی بات کریں۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ جب بھی یہ بات کرتے ہیں جنوبی پنجاب، جنوبی پنجاب، یہ زیادتی ہے۔ سارے پنجاب کی بات کریں ورنہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ یہ معاملہ سارے پنجاب کا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! appose کرنے کا وقت آئے گا تو آپ اس کو oppose کریں۔ آپ تشریف تو رکھیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں دھان کی فصل کی خرید کے مراکز کے قیام کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اب یہاں پر اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو کر لے۔

(اس مرحلہ پر بہت سے معزز اراکین اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ اس طرح سے ہے اور میں معزز ممبران کی خدمت میں بھی یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رولز کو معطل کر کے ایسا بزنس جو کہ اس ہاؤس، اس صوبے اور ملک کے عوام کی بہتری کے لئے ہو، وہ ہمیشہ سے لیا جاتا رہا ہے اور لیا جاتا ہے۔ آج بھی جو انہوں نے باتیں کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہیں شاید یہ معلوم نہیں ہے کہ ان میں کچھ ایسے بل بھی تھے جیسا کہ ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کا بل تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک ایک لمحہ بھی cover کیا جاتا یا کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اس پورے صوبے میں ریٹائرڈ ملازمین جن کی انشورنس کے مسئلے ہیں، ان کی خدمت کی ہے۔

جناب سپیکر! یہ معاملہ کیونکہ پورے صوبے کے کسانوں سے متعلق ہے اس لئے ہم out of turn انہیں پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن جب یہ قرار داد پڑھیں گے تو اس میں سے جن الفاظ پر

محترم شیخ صاحب نے بھی یا دوسرے لوگوں نے اعتراض کیا ہے وہ قرارداد کو oppose کریں گے اور اگر اس میں سے یہ ان الفاظ کو منہا کر دیں گے تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اور طریقے سے اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہمارے اضلاع خوشاب، میانوالی، بھکر جنوبی پنجاب میں consider ہوتے ہیں ، اور نہ ہی وسطی پنجاب میں consider ہوتے ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ اس بات کو issue بنانے کی بجائے پورے پنجاب کا لفظ عائد کریں تو اس میں ہم بھی cover ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر شیر علی صاحب کدھر جائیں گے۔(قہقہے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے جنوبی پنجاب کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اخباری خبروں کے مطابق پاسکو والے ایک سو خریداری کے مراکز قائم کر رہے ہیں جن میں 60 گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور نارووال جیسے rice growing areas میں قائم کر رہے ہیں اور 40 سنٹرز سندھ میں قائم کر رہے ہیں اس طرح ہمارے علاقہ کو ignore ہو رہا ہے اس لئے اس کو highlight کر رہا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! مجھے آئین کے اندر جنوبی پنجاب کا لفظ دکھادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جب محترم لغاری صاحب قرارداد پیش کریں گے تو اس حوالے سے جو کام ہوا ہے، جو پنجاب حکومت نے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس بارے میں جس طرح سے توجہ دی ہے اور انہوں نے جو آج سے دو تین دن پہلے جو کچھ کیا ہے اور آج وہ اس مسئلے کو اٹھانے کے لئے اسلام آباد میں موجود ہیں۔ میں وہ ساری تفصیل بیان کروں گا۔ میری اپنے بھائی لغاری صاحب سے گزارش ہے کہ آپ پنجاب کا نام لیں، پنجاب میں جنوبی پنجاب بھی شامل ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس طرح سے ہم نے آپ کو allow کیا۔ آپ جنوبی پنجاب کے بجائے پنجاب کا کر لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پاسکو والے already یہاں پر 60 مراکز قائم کر رہے ہیں۔ ہمارے علاقے کو inquire کر رہے ہیں اس لئے وہ ان کی نظر میں لانا ہے کہ جس علاقے کو تم چھوڑ رہے ہو اس علاقے کے اندر بھی قائم کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ اگر آپ آئین کو بھی پڑھیں تو یہ introductory ہے۔ اس کے آرٹیکل 1 میں ہے کہ:

(1) Pakistan shall be the Federal Republic to be known as the Islamic Republic of Pakistan, hereinafter referred to as Pakistan.

(2) The territories of Pakistan shall comprise-

(a) the Provinces of Baluchistan, the North-West Frontier, the Punjab and the Sind;

اب اگر یہاں پر جو مسئلہ آ رہا ہے اس میں آپ ضلعوں کا یا ڈویژنوں کا نام لے لیں تو بہتر ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ یہ amendments کر لیں تو ان کے مطابق یہ لے کر آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس مسئلہ پر خواہ مخواہ اتنی زیادہ high stivity ہو رہی ہے ورنہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ جنوبی پنجاب ایک الگ صوبہ ہے اور اس کا یہاں پر ریفرنس ہونا چاہئے تھا۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کے دھان اگانے والے وہ اضلاع جو geographically نیچے آ جاتے ہیں ان میں بھی دھان کی خریداری کے لئے مراکز قائم کرنے چاہئیں۔ آپ نے سب کا کرنا ہے تو سب کا کریں کیونکہ یہ مسئلہ سب کا ہے اوپر والے اضلاع کے لئے تو پہلے سے ہی 60 مراکز قائم کئے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں ہیں۔ اس میں ایک ہی فقرہ ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تک جنوبی پنجاب میں پاسکو کی طرف سے اور نہ ہی حکومت پنجاب کی طرف سے خریداری شروع ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! قرارداد پر تو تب آئیں گے جب وہ پڑھی جائے گی۔ابھی تحریک کے اندر تبدیلی کرکے اس کو لے آئیں اور جب قرارداد آئے گی تب اس میں بھی تبدیلی کرلیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس پر agree کرتے ہیں تو ہم ان کو allow کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس میں یہ دونوں چیزیں ہیں، ایک تو یہ کہ پورے پنجاب میں پاسکو کی طرف سے خریداری شروع نہیں ہوئی اس لئے یہاں پر جنوبی پنجاب، سنٹرل پنجاب یا شمالی پنجاب کی بات نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ نہ ہی حکومت پنجاب کی طرف سے یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ شاید میرے بھائی کو اس چیز کا علم نہیں ہے کہ پنجاب حکومت کبھی بھی دھان یا چاول کی فصل نہیں خریدتی۔یہ ساری ذمہ داری پاسکو کی ہے۔اس سے پہلے پچھلے سالوں میں پانچ سال آپ کی حکومت رہی ہے۔کبھی بھی حکومت پنجاب یہ نہیں خریدتی اس لئے اس مرتبہ بھی حکومت پنجاب پاسکو کو یا وفاقی حکومت کو ہی کہہ رہی ہے کہ آپ خریداری کے ٹارگٹ کو ڈبل کردیں اس لئے یہ دونوں لفظ جنوبی پنجاب اور حکومت پنجاب کے منہا کردیں تو یہ بڑی comprehensive resolution ہے اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں جنوبی پنجاب کو ہٹا کر اس طرح کر دیتے ہیں کہ دھان اگانے والے ہر ضلع میں،

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): آپ پورا پنجاب رہنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پورے پنجاب کے تمام اضلاع میں، اس طرح کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): آپ یہ لکھ دیں کہ ابھی تک پنجاب میں پاسکو کی طرف سے خریداری شروع نہ ہوئی ہے، That's all

جناب محمد محسن خان لغاری: چلیں، ٹھیک ہے۔اس طرح کر دیتے ہیں کہ پنجاب میں پاسکو کی طرف سے خریداری شروع نہ ہوئی ہے اور قیمت وغیرہ کا جو difference ہے وہ رکھ دیتے ہیں اور جنوبی پنجاب سے اگر لوگوں کی hurt sensitivities ہو رہی ہیں تو ہر چاول اگانے والے ضلع کے اندر چاہے وہ جنوبی ہے، وسطی ہے یا کوئی اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہاں پر پنجاب کر دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر یہ سنٹرز شیخوپورہ میں ہیں تو مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور رحیم یار خان والے تو یہاں آ کر نہیں فروخت نہیں کریں گے۔ ڈیرہ غازی خان میں بھی مرکز خریداری ہونا چاہیئے، راجن پور میں بھی ہونا چاہیئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب! اپنے arguments میں اپنے علاقے کو stress کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں! آپ اپنے arguments میں بات کر لیں یہاں پر صرف پنجاب کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! دھان اگانے والے ہر ضلع میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ان کا یہ کہنا ہے کہ پنجاب کے ہر دھان اگانے والے ضلع میں،

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ جناب! اس طرح confusion create ہو گا۔ آپ صرف پنجاب کا نام لیں اور میں آج آپ کو ایک اور بات بتاتا ہوں۔ بہت سے ایسے اضلاع ہیں جن کے اندر کم دھان اگایا جاتا ہے لیکن وہاں بھی کسان تنگ ہیں۔ میرے حلقہ کے اندر دھان کا بہت بڑا علاقہ ہے۔ آپ صرف پنجاب کا نام لیں کیونکہ میں آپ کو اس کی وجہ بتاتا ہوں کہ جب یہ جنوبی پنجاب یا کوئی ایسی بات کرتے ہیں تو اس سے ایک یہ جو gist نکالنا اور محرومیوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو کہ ایک لمبی بات ہے کہ محرومی ہے یا نہیں؟ اگر میں ذکر کرنے لگوں کہ میرے حلقے میں یہ نہیں ہے تو پھر بات لمبی ہو جائے گی۔ یہ پورے پنجاب کی بات کیوں نہیں کرتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد میں یہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب کے ہر دھان اگانے والے ضلع کے اندر جو جہاں جہاں پر اگتا ہے وہ تو automatic آ جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ صرف پنجاب کا نام لیں کیونکہ پورے پنجاب میں کہیں کم اور کہیں زیادہ دھان اگ رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ تو بحث ہی نہیں جو ہم نے چھیڑ دی ہے۔ بے شک پورے پاکستان کا کر لیں۔ اس وقت بحث کی ضرورت ہے کہ پنجاب میں کسان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ہم وہ بات نہیں کر رہے بلکہ پاکستان پنجاب اور جنوبی پنجاب کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ تو clerical mistake ہو سکتی ہے یا دانستہ انہوں نے کی ہو اور وہ دس دفعہ کہہ بھی چکے ہیں کہ میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ ہمیں بحث تو کرنی چاہئے کہ ہمیں کرنا کیا ہے، اس کا حل کیا ہے؟ ادھر لوگوں کی دھان پڑی ہے اور اسے کوئی خرید نہیں رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! بہتر یہ ہے کہ اس میں پنجاب کر لیں تو سارا ہی cover ہو جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دھان والا ضلع کر لیں کیونکہ اخباری خبروں کے مطابق انہیں وفاقی حکومت کی طرف سے ہدایت ہے کہ پنجاب میں 60 خریداری سنٹر بنائیں اور وہ اس علاقے میں تو بنا رہے ہیں لیکن ہمارے علاقے میں نہیں بنا رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ سنٹر ہمارے علاقے میں بھی ہوں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں پرسوں بھی اس کے بارے میں بحث ہوئی تھی اور اس کے بعد میں نے وفاقی وزیر زراعت نذر محمد گوندل صاحب سے بات کی۔ وزیراعظم صاحب سے آج اسی سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب وہاں میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں۔ نذر محمد گوندل صاحب نے مجھے کہا تھا کہ آپ ایوان میں یہ کہیں کہ ہر ضلع میں پاسکو کے دفاتر میں رابطہ کریں اور ہر ضلع میں خریداری شروع ہو گئی ہے (نعرہ ہائے تحسین)

ممبران یہاں پر بات general کر دیتے ہیں، مجھے کوئی دوست بتائے کہ انہوں نے پاسکو سے رابطہ کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنٹر نہیں بنانا۔ اس کے بعد میرے علم میں یہ لائیں۔ ہر ضلع میں سنٹر ضرور بنے گا اور اگر کہیں نہیں بنایا جاتا تو میرے علم میں لائیں میں انشاءاللہ تعالیٰ بنوا کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کے بعد قرارداد لانے کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے ایک سینئر وزیر یہ commitment کر رہے ہیں کہ ہر ضلع میں خریداری سنٹر بنے گا تو پھر اس قرارداد کو لانے کی بالکل ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر یہ اپنی اس commitment پر قائم رہیں گے تو میں withdraw کر لوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ کہ لغاری صاحب نے سینئر وزیر صاحب کی یقین دہانی کو کافی سمجھا تو میں آپ کو یہ بھی inform کر دوں کہ آج سے تین چار روز قبل وزیر اعلیٰ صاحب فیصل آباد تشریف لے گئے تھے اور وہاں پر زرعی یونیورسٹی میں تمام کسان اور خاص طور پر وہاں نمائندے موجود تھے اور تقریباً ایک گھنٹہ ان کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب نے session کیا اور انہوں نے بڑی detail میں جس طرح سے آپ نے جو باتیں کی ہیں، انہوں نے اس سے بھی زیادہ detail میں جا کر انہیں بتایا اور انہوں نے اسی دن ان سے یہ کہا تھا کہ ابھی میں واپس جا کر وزیر اعظم صاحب سے وقت لے کر اس بارے میں بات کروں گا کہ پاسکو خریداری کے ہدف کو دگنا یا تین گنا کر دیں جب تک کہ کسان کا سارا دھان اٹھا نہیں لیا جاتا۔ اس کے بعد انہوں نے باقاعدہ کہا کہ ان نمائندوں کو ہم ساتھ لے کر جائیں گے تو چاول کے کاشتکاروں نے اپنے دو نمائندوں کو نامزد کیا تھا جنہیں آج وزیر اعلیٰ صاحب ساتھ لے کر اسلام آباد گئے ہیں اور اس مسئلے کا انشا اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی بہتر حل نکل آئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ لغاری صاحب نے بڑی grace کا مظاہرہ کیا ہے اور سینئر وزیر نے on the floor of the House یہاں پر assurance دی ہے، اس کی بنیاد پر کہا ہے کہ میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ House کی sanctity جس کی ہم بات کرتے ہیں اور اس کی بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ سینئر وزیر صاحب نے کہا ہے کہ جو ممبران آپ کے سامنے لے کر آئیں گے تو وہ اس کو ensure کروائیں گے اور آپ اسے دیکھیں گے اور اس کا حل بھی نکالیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں لغاری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری اس assurance پر اپنی قرارداد واپس لی اور میں ایک بار پھر انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر چاول نہ ہونے والے اضلاع مثلاً چکوال یا اٹک میں بھی کہیں گے تو ہم وہاں بھی سنٹر بنا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا تعلق چونکہ دیہاتی علاقے سے ہے اور ایک کاشت کار ہونے کے ناتے یہ بات بخوبی ہمارے علم میں ہے کہ ابھی تک 65 فیصد دھان کی فصل، میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جان بوجھ کر آپ کی توجہ نہیں لے رہا کیونکہ آپ اس سیٹ پر بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے اور یہ سیٹیں مخصوص ہیں اور جب rules کی بات کرتے ہیں تو پچھلی نشست پر آ جائیں کیونکہ یہ وزراء کی سیٹیں ہیں اور اگر آپ نے بات کرنی ہے تو پچھلی سیٹ پر آ جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ) وزراء کے نشستوں سے اٹھ کر پچھلی نشست پر چلے گئے)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت 50 فیصد سے زیادہ دھان کی فصل کی کٹائی ہو چکی ہے بلکہ 65 فیصد سے بھی زیادہ کی کٹائی ہو چکی ہے اور ابھی تک ہمیں پنجاب میں ایک بھی پاسکو کا خریداری سنٹر نظر نہیں آیا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ کی بات میں نے بالکل نہیں سننی کیونکہ سینئر وزیر نے on the floor of the House یقین دہانی کروائی ہے اور اپوزیشن نے بھی اپنی قرارداد واپس لے لی ہے تو یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! Rule 223 ہے کہ Rules to be observed while the Member present in Assembly اور اس کی clause ہے کہ "shall keep to his usual seat while addressing the Assembly" تو آپ usual seat پر آ جائیں۔اس سیٹ سے آپ بات نہیں کر سکتے۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ خواتین کے لئے مخصوص نشستوں سے اٹھ کر اگلی سیٹوں پر تشریف لے آئے)

پوائنٹ آف آرڈر
محکمہ تعلیم کا ایجوکیٹرز کی بھرتی میں 5 فیصد مختص اقلیتی کوٹا پر عملدرآمد نہ کرنا
(---جاری)

محترمہ نجمی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نجمی سلیم: شکریہ۔جناب سپیکر! میں نے جناب سپیکر سے وقت لے کر باقاعدہ رانا صاحب سے گزارش کی تھی کہ جس طرح سے 5 فیصد کوٹا minorities کے لئے مخصوص کیا گیا ہے تو 23۔اکتوبر کو ایجوکیٹرز کی ہونے والی بھرتیوں پر عملدرآمد ہونا چاہئے تھا لیکن افسوس کہ 30 اور 31۔اکتوبر تک بھرتیاں کی گئیں جس میں اس نوٹیفکیشن یا order پر کوئی implementation نہیں کی گئی۔ میرے پاس یہ عدالتی حکم بھی ہے۔لا منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں اس کا باقاعدہ طور پر جواب دوں گا تو میں ان سے جواب لینا چاہتی ہوں کہ پنجاب حکومت کے order کی negation کیوں کی اور اس کے ساتھ ساتھ عدالتی حکم کی بھی کیوں negation کی گئی کیونکہ میرے پاس یہ دونوں orders اس لئے میں لاء منسٹر صاحب سے یہ request کروں گی کہ آپ kindly اس کا جواب دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے جوان کے expressions ہیں آپ کو جواب ہی لگ رہا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملے کا جائزہ گورنمنٹ level پر لیا جا رہا ہے۔ اس میں دراصل complication یہ ہے کہ 41 ہزار Educators کی merit base پر بھرتی کی گئی ہے۔ اس بھرتی کو میرٹ پر ensure کرنے کے لئے تیسری مرتبہ اس پوری لسٹ کو different agencies کے حساب سے چیک کروایا جا رہا ہے۔ اب اگر اس مرحلے پر ہم دوبارہ zero سے start کریں تو میرا خیال ہے کہ another one year require ہوگا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ 5 فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے اس level پر insert کیا جائے تو اس میں legal lacuna یہ آتا ہے کہ جب آپ کسی post کے لئے advertise کرتے ہیں تو at the time of advertisement آپ کو دینا پڑتا ہے کہ اس میں کتنا کتنا کوٹا کس کس کا ہے۔ یعنی معذوروں کا ہے، اقلیتوں وغیرہ کا ہے۔ ہم اس وقت legal معاملے کا جائزہ لے رہے ہیں اور ہماری کوشش تو یہ ہے کہ ہم ان کو accommodate کریں۔ اگر اس میں دوبارہ نئی exercise کرنی پڑے تو پھر اس صورت میں ہم اپنے minority کے جو members ہیں ان کو اور ڈیپارٹمنٹ کو ساتھ بٹھا کر ان سے request کریں گے کہ اس معاملے کو دیکھ لیں۔ ہماری تجویز یہ ہوگی کہ اس کو اتنا lengthy نہ کیا جائے۔ اس بارے میں جو بھی فیصلہ ہوگا اور ایک دو دنوں میں چیف منسٹر صاحب بھی اس معاملے کو اپنے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ پھر جو بھی فیصلہ ہوگا ان تمام معزز ممبران کو بٹھا کر ان کو اعتماد میں لے کر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں نے بھی اسی سے متعلق بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں۔ ان کے بعد محترمہ طیبہ ضمیر کو میں floor دوں گا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے فرمایا کہ 41 ہزار Educators کے میرٹ کو یقینی بنانے کے لئے تیسرے مرحلے پر جانچ پڑتال کی جا رہی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ چونکہ حکومت پنجاب نے minorities کے حوالے سے ایک احسن قدم اٹھایا ہے اور میں نے کل بھی یہ گزارش کی تھی اور ہم شکریہ ادا کرتے ہیں قائد محترم میاں شہباز شریف صاحب کا کہ جنہوں نے پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ jobs میں minorities کے لئے 5 فیصد کوٹا مقرر کیا۔ چونکہ میری بہن نے specific Educators کے حوالے سے یہاں پر بات کی تھی اور ہائی کورٹ کا ایک آرڈر بھی اس سلسلے میں آیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ بقول لاء منسٹر صاحب کے جیسا انہوں نے فرمایا ہے کہ

ابھی educators کے مراحل چل رہے ہیں۔ اگر میرٹ کو ہی بنیاد بنا کر minorities کے جتنے candidates ہیں ان کو وہاں scrutinized کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ جتنے بھی minorities سے تعلق رکھنے والے candidates ہیں ان کو adjust کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! یہ very important matter on a very important curtail issue ہے۔

تیرے صوفے ہیں فرنگی تیرے قالین ہیں ایرانی
لہو مجھے رلاتی ہے یہ جوانوں کی تن آسانی
سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے

آج دو چھٹیوں کی بات ہو رہی ہے کہ Saturday اور Sunday کو چھٹی کر دی جائے۔ یہ ہماری تن آسانی پچھلے دس سالوں سے جس طریقے سے کاہلی اور سست روی کا شکار ہے، دفتروں میں لوگ بیٹھنا پسند نہیں کرتے اور چند ایک لوگ 24 گھنٹے کام کرتے ہیں، میں مثال دوں گی کہ ہمارے وزیر اعلیٰ شہباز شریف کی جو ٹیم ہے اس میں لاء منسٹر آپ خود اور دوسرے چند لوگ کتنا کام کرتے ہیں۔ اگر دو دن کی چھٹی ہو جاتی ہے being a Muslim Friday ہمارا مقدس دن ہے۔ صبح 9 بجے سے ہی تیاری کر لی جاتی ہے کہ آج جمعہ پڑھنا ہے اور مسجد کی طرف جانا ہے۔ یہ تین دن ہو گئے اور Thursday کو لوگ کہیں گے کہ بھاگو، اس طرح سے چار چھٹیاں ہو گئیں۔ یہ قوم کہاں جائے گی؟ ادھر کہا جاتا ہے کہ ہم international level پر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سعودی عریبیہ میں کام کیسے ہوتا ہے؟ وہ بھی تو international level پر اپنا business کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جمعہ کو ہی چھٹی کی جائے اور باقی دو دن کی چھٹی نہیں ہونی چاہئے بلکہ چار بجے تک دفتروں میں break time ہو، سکولوں میں اور ہر جگہ پر۔ ہم لوگ جمعہ والے دن، بلکہ مخصوص کریں نماز توبہ کے دو نفل ادا کریں۔ جو قوم سے دس سال جھوٹ بولے گئے، بناوٹ کی گئی، بددیانتی کی گئی اور قوم کا پیسہ لوٹا گیا۔ اللہ ہماری توبہ قبول کرلے otherwise یہ زلزلے اور یہ دہشت گردی عذاب بن کر قوم پر آئیں گے۔

شوگر ملوں کی کرشنگ شروع نہ کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں گزارش کروں گا کہ اقلیتوں کا مسئلہ ختم ہونا چاہئے۔ ہر جگہ پر ان کو احساس محرومی کا۔۔۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! راجہ صاحب کا بڑا non serious attitude ہے میں اتنی serious گفتگو کر رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ ان کا مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ ہمیشہ یہاں پر یہ لوگ کھڑے ہو کر اعتراض کرتے ہیں کہ ہمیں ہماری نوکریوں میں بڑا خراب کیا جاتا ہے۔ ایک تو ان کے لئے مخصوص قسم کی نوکریاں رکھ دی جاتی ہیں۔ اگر ان کا کوئی آدمی پڑھ لکھ جاتا ہے تو اسے بالکل مسلمانوں کی طرح treat کیا جانا چاہئے۔ جیسے مسلمانوں کو treat کیا جاتا ہے ان کے برابر ان کا کوٹا بھی ہونا چاہئے۔ دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جیسے راجہ صاحب نے بات کی ہے تو انہوں نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے اور ان کی بڑی جامع بات تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے تو اسی طرح گنے کے بارے میں بھی کچھ سوچ لیا جائے اور اس پر بھی بات کر لی جائے کیونکہ ملیں اب late ہوتی جا رہی ہیں جن کی وجہ سے ہماری گندم کی کاشت پر بہت اثر پڑے گا۔ ایک گندم ہی ایسی ہے جس میں غریب زمیندار اور کسان کو کچھ بچتا ہے۔ یہ مل مالکان اور شوگر مافیا باقاعدہ planning کے ساتھ کسان کو crush کرتا ہے۔ اس وقت ہمارا sugarcane mature ہو چکا ہے وہ جان بوجھ کر نہیں خریدا جا رہا ہے، جان بوجھ کر ملیں نہیں چلائی جا رہی ہیں۔ جب ہمارا بیجائی کا وقت آئے گا تو اس وقت sugarcane کو store کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کہیں رکھ سکتے ہیں مجبوراً ہمیں اونے پونے داموں اس مل مالک کو دینا پڑے گا۔ سب سے بڑی زیادتی جو پنجاب کے کسان کے ساتھ ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری product کی قیمت بھی مل مالک لگاتا ہے، raw material کی قیمت بھی وہی تعین کرتا ہے اور اپنی product کی قیمت کا تعین بھی وہی کرتا ہے جس پر میں شدید احتجاج کرتا ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ جب بھی کوئی ایسی کمیٹی بنے تو اس میں پنجاب کے کسان کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ کسان ہی اپنی مشکلات بتا سکتا ہے کہ وہ کن حالات سے گزر رہا ہے۔ ان لمبی راتوں میں جاگ کر وہ کس طرح پانی لگاتا ہے، وہ کس طرح اپنی فصل کو چوروں سے بچاتا ہے، وہ کس طرح اپنی فصل کے لئے اپنے بچوں سے اپنے گھر سے دور ہو کر رات کے اندھیروں میں پنجاب کی معیشت کو مضبوط کرنے کے لئے کام کرتا ہے اور اس کو اس کا

معاوضہ نہیں مل رہا ہے۔ ہمارا یہ بہت اہم issue ہے، یہ اس legislation سے بھی اہم ہے جو اس سے پہلے ہو رہی تھی۔ kindly اس پر ہمیں ٹائم دیا جائے، اس پر بحث کرائی جائے اور فی الفور بغیر کسی نوٹس کے ملوں کو چلایا جائے۔ جو مالک اپنی مل نہیں چلاتا اس کی مل ضبط کی جائے اور حکومت اپنی نگرانی میں چلوائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ وفاقی حکومت نے گندم کا جتنا ریٹ بڑھایا ہے پاکستان کی تاریخ میں اتنا ریٹ کبھی نہیں بڑھا گیا۔ گندم کا ریٹ -/950روپے مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد کسان کے لئے پچھلی جو گندم کی خریداری تھی اس کے لئے پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت نے جتنی گندم تھی ایک ایک دانہ خریدا اور اس کے بعد چاول کے لئے بھی حکومت پوری طرح سے اس میں working کر رہی ہے میں نے پہلے بھی بات کی ہے اور اسی طرح گنے کے لئے بھی انشاء اللہ ہو گی۔ یہ زمیندار ہمارے بھائی ہیں اور ہم میں سے 90 فیصد لوگ زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ہم خود سارے زمیندار ہیں تو یہ ہمارے بھائی بڑی جائز بات کر رہے ہیں کہ وہ بڑی محنت سے کام کرتے ہیں اور ان کا اس سارے زراعت سسٹم میں حصہ ہے اور زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں ہونے دی جائے گی اگر کسی نے کوشش کی تو ہم ہرگز ایسا نہیں ہونے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری بات یہ ہے کہ جو محترمہ نے minorities کے کوٹا کی بات کی ہے تو میں اور رانا ثناء اللہ صاحب وزیر اعلیٰ صاحب سے اس سلسلے میں بات کریں گے اور انشاء اللہ کوشش کریں گے اور یہ بالکل انہوں نے جائز بات کی ہے کیونکہ یہ minorities والے ہمارے بھائی ہیں اور جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت بھی یہ کہا گیا تھا کہ ان کے ساتھ برابر کا سلوک ہو گا اور آج بھی ہمارا یہ وعدہ ہے کہ ان کے ساتھ برابر کا سلوک ہو گا اور انشاء اللہ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات کر کے ان کو کوٹا لے کر دیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! میں سب کو ٹائم دوں گا اور میں نے کافی دیر سے چودھری جاوید صاحب کو کہا ہوا ہے۔ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ please آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری جاوید صاحب!۔۔۔دس منٹ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شاہ صاحب نے جو زراعت کے بارے میں فرمایا ہے اور راجہ صاحب نے بھی ابھی فرمایا ہے کہ ہماری اسمبلی کے more than 80 percent زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ میں یہ آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ زراعت کے لئے ایک پورا ہفتہ مختص کیا جائے، جس میں تمام پالیسیوں کو discuss کر کے پھر اپنی گورنمنٹ کی رہنمائی کی جائے (نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو دھان کے کسانوں کے ساتھ ہو رہا ہے تو راجہ صاحب نے ابھی جو assurance دی ہے کہ بن جائیں گے۔ ہمارے علاقوں سے more than 50 percent crop کسانوں کے ہاتھ سے جا چکی ہے۔ جب تک وہ بنیں گے تو سوائے آڑھتی کے کسی کے پاس کچھ نہیں ہو گا تو میرا یہ مطالبہ ہے کہ ہم ہر چیز وفاقی گورنمنٹ پر کیوں چھوڑتے ہیں اگر گندم ہماری پنجاب حکومت اور پاسکو بھی خریدتی ہے تو چاول کیوں نہیں خریدا جا سکتا؟

تیسری بات جو میں سب سے اہم کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی وہ آپ سے ملے تھے اور کمیٹی کو مضبوط کرنے کے لئے آپ سے درخواست کی تھی کمیٹی کو مضبوط کرنا اس پارلیمنٹ کو مضبوط کرنا ہے اور اس کی مضبوطی عوام اور آپ کی مضبوطی ہو گی لیکن بدقسمتی سے پچھلی حکومت نے اور نہ ابھی تک ہمارے اس دور میں ان چیزوں کو مضبوط کیا، اختیارات نہیں دیئے، ان کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا اور کوئی پالیسی ان سٹینڈنگ کمیٹیز کے پاس نہیں جا رہی جو کہ ان سے thrash out ہو کر اس ہاؤس میں پیش ہو گی اس ہاؤس کے ہر ممبر کی رائے لے کر اس کو آگے پھر implement کیا جائے گا تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کو expedite کیا جائے اور ہمارے وزیراعلیٰ بڑے genius ہیں وہ ضرور اس سلسلے میں ہماری رہنمائی بھی کریں گے اور مدد بھی کریں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب! سب دوستوں کو میں باری باری ٹائم دوں گا، میاں صاحب میں آپ کی طرف بھی آؤں گا، بے فکر رہیں۔ اصل میں، میں نے یہاں بیٹھ کر سب کو adjust کرنا ہے اور میں کر لوں گا، آپ لوگ بے فکر رہیں۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کی سب باتوں سے اتفاق کرتا ہوا ایک بات کہوں گا کہ ایک تو انہوں نے کہا ہے کہ راجہ صاحب نے آج اس بات کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ چاول تھے جو راجہ صاحب نے کوزے میں بند کر دیئے، اب گنے کو وہ کوزے میں کیسے بند کریں گے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب minorities کے لئے پانچ فیصد کوٹا منظور کر رہے ہیں اور اب یہ in process ہے اور یہ انشاء اللہ ہو جائے گا۔ minorities والے ہمارے بھائی ہیں اور ان کے حقوق کے ہم ذمہ دار ہیں اور انشاء اللہ آج بھی ہیں اور کل بھی ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو آپ کا وعدہ یاد کرانا چاہتا ہوں۔ آپ نے جناح باغ کے بارے میں وعدہ کیا تھا اور لاء منسٹر صاحب کو کہا تھا۔ آپ نے ایک بہت بڑی مہربانی کی تھی جس کو آپ نے دیکھا ہو کہ وہ کلب جو ختم ہو گیا تھا اور اب وہاں کیا صورتحال ہے؟ لیکن آج تک اس پر further کچھ نہیں ہو سکا تو میں نے آپ کو آخری ٹائم بھی گزارش کی تھی اور آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس کے اوپر ان سے ایک میٹنگ کروا دیں گے تاکہ مسئلہ کو حل کیا جائے۔ آج میں منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر British time کا ایک لیڈیز کلب بھی ہے اور وہ لیڈیز کلب بھی جس بری طرح استعمال ہو رہا ہے وہاں کچھ نہیں ہو رہا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس ایوان کی تین چار خواتین کو اس کا رکن بنوائیں اور وہاں خواتین کی کوئی activities ہوں آپ حیران ہوں گے کہ آج کل اس کو پارکنگ بنا دیا گیا ہے اور جناح باغ کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ یہ ہمارا اور آپ کا ایک اثاثہ ہے میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی تھی اور آپ نے بڑی مہربانی فرمائی تھی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر اب بغیر وقت ضائع کئے آپ ایک میٹنگ بلائیں، خود بھی اس میں بیٹھیں اور لاء منسٹر صاحب بھی اس میں بیٹھیں اور ان لوگوں کو بلائیں اور جناح باغ کے معاملے پر آپ فوری طور پر کچھ کر لیں کیونکہ اس پر کافی دفعہ بات ہوئی ہے لیکن پچھلی دفعہ بھی لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں ان کو بلاتا ہوں لیکن ابھی تک وہ لوگ نہیں آئے تو یہ کچھ دو چار اس کے burning issues ہیں، یہ ایک قومی اثاثہ ہے اگر آپ لوگ اس کو بچا لیں تو آپ لوگوں کی مہربانی ہو گی۔ آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ لیں پھر میں شروع کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ بات کافی عرصے سے چل رہی ہے۔ جناح باغ ہمارا قومی ورثہ بھی ہے اور لاہور کے شہریوں کے لئے بڑی اہم جگہ ہے اس کے اندر جس طرح پارکنگ بڑھتی جا رہی ہے اور

جس طرح شیخ صاحب بتا رہے ہیں اور ایک وہ جو health club issue تھا میرے خیال میں اب تک اس کو ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ kindly اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کروں کہ آپ بھی بچپن سے دیکھ رہے ہیں۔ پہلے آپ کو یاد ہے کہ کنکریٹ کے بیرئیرز لگے ہوتے تھے۔ آج یقین کریں کہ جب صبح میں وہاں جاتا ہوں تو اندر ایگریکلچر کی گاڑیاں پھر رہی ہوتی ہیں اور دھواں دار رکشے اور موٹر سائیکل اندر پھر رہے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گاڑیوں کی باغ کے اندر پابندی ہونی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صبح روز دیکھتا ہوں۔ میری صرف آپ سے گزارش یہ ہے کہ دیکھیں کسی نے تو یہ باغ بنایا تھا اور وہاں پر اینٹوں کے بھٹے تھے اور اینٹوں کے ٹیلے تھے اور جس نے یہ باغ بنایا وہ پوری دنیا سے درخت لایا۔ جب صرف کھوتا ریڑھا ہوتا تھا۔ آج ہم صرف اس کو بچا بھی نہیں رہے۔ وہاں لیڈیز کلب اتنا خوبصورت بنا ہوا ہے کہ ہماری کسی خاتون رکن نے آج تک یہ take up نہیں کیا کہ وہاں ایک gymnasium بنا دیں اور وہاں ladies کی activities بنا دیں۔ وہاں کیا ہو رہا ہے ؟ وہ میں آپ سے علیحدگی میں عرض کروں گا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے لئے specially کچھ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ علیحدگی میں آپ رانا ثناء اللہ صاحب سے عرض کر لیجئے گا؟ (قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا بھی یہ پرزور مطالبہ ہے کہ جب تک علیحدگی میں میرے ساتھ عرض نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کے ساتھ یہ نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! اس معاملے کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی یہ اہم معاملہ ہے کیونکہ اگر یہ اہم معاملہ ہوتا تو شیخ صاحب اس پر Adjournment Motion لے کر آتے کیونکہ ہر معاملے پر وہ Adjournment Motion لے کر آتے ہیں اور اگر یہ اہم معاملہ ہے تو اس پر وہ Adjournment Motion لے کر آئیں، اس کا جواب بھی ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کریں گے اور اس مسئلہ کو حل بھی کریں گے۔ یہ تو صرف انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے پچھلے سیشن میں بھی مہربانی کی اور وہ صرف خالی فیصل آباد سے نہ پیار کریں ان کا لاہور میں بھی بہت کچھ ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد سے کوئی پیار نہیں کرتا۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: تسیں بدل لو، تسیں لاء منسٹر سانوں دے دیو۔ (قہقہے)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہاں تو صرف یہ کچھ ہوتا ہے، وہاں پر تو دھوبی گھاٹ گراؤنڈ میں مری بلیاں پھینکی جاتی ہیں اور جب وزیراعلیٰ وہاں پر آتے ہیں، بڑے بڑے جلسے کرتے ہیں ایک گراؤنڈ کے حصہ کو صاف کر دیا جاتا ہے اور باقی میں بلیاں پھینک دی جاتی ہیں۔ ہم لوگ صبح کو walk کرتے ہیں اور بڑی مشکل سے walk کرتے ہیں اور بیمار ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلیاں مارتا کون ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پتا نہیں کون سے لوگ مارتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے معاملے کی gravities کو سمجھا ہے۔ آپ لاء منسٹر صاحب کو کہہ دیں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کو بتاتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! اس پر already بھی کمیٹی کی بات ہوئی تھی اور جو ذمہ داران ہیں ان کو بلا کر ان کے ساتھ meeting رکھوائیں جس میں شیخ صاحب بھی ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایک چیز اگر documented ہو جائے تو اس میں بڑی سہولت رہتی ہے۔ محترم شیخ صاحب نے کئی aspects کے متعلق بات کی ہے۔ اس کو تحریری طور پر صبح لے آئیں اور اس کو out of turn لے کر، اس پر ڈیپارٹمنٹ باقاعدہ طور پر جواب دے گا اور پھر اس جواب کا کل کو پابند بھی ہو گا۔ اس سے پہلے ان کو یہاں پر بلایا تھا اور بات بھی ہوئی لیکن زبانی کلامی بات تھی اس کا آج میرے پاس یا ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے اس وقت بھی مہربانی کی تھی اور ایک Assurance committee کے اندر یہ کیس چلا گیا۔ Assurance Committee میں، میں نے move کیا سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں پوچھ لیجئے۔ لاء منسٹر صاحب کو دو تین لیٹرز جا چکے ہیں، copies مجھے آئی ہیں کہ اس کو آپ Assurance Committee میں لے آئیں۔ اگر لاء منسٹر صاحب اس کو

Assurance Committee میں ڈال دیں تو میں سارے issues وہاں دیکھ لوں گا مگر وہ تو already فائل پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر جناح ہسپتال کے متعلق کوئی Assurance Motion چل رہی ہے تو ٹھیک ہے اس کو accept کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ سیکرٹری صاحب! آپ اس کو فوری طور پر Assurance Committee میں شامل کریں اور take up کروائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری دوسری بات سن لیں۔ میں ایک اہم بات آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ ایک حافظ ایاز صاحب ہیں وہ اپنے آپ کو پرائم منسٹر کے سیکرٹری بتاتے ہیں اور انہوں نے میرے حلقے کا کام پکڑا ہے اور پورے پنجاب میں پچیس، پچیس ہزار روپے لے کر امن کمیٹیوں کے چیئرمین بنا دیئے ہیں۔ ایک شخص جو اقبال سکندر نامی ہے اس کو ڈسٹرکٹ قصور کا چیئرمین بنایا اُس نے آگے اور لوگ چیئرمین بنا دیئے اور آپ حیران ہوں گے کہ اس نے گورنمنٹ آف پاکستان کے بورڈ issue کئے، گورنمنٹ آف پاکستان کے INSIGNIA والے بورڈ اور گورنمنٹ آف پاکستان کے letter head issue کئے اس کے خلاف پرنسپل گرلز کالج چونیاں نے پرچہ درج کروایا۔ آج سے دس دن پہلے اس کے خلاف تھانہ چونیاں میں پرچہ درج ہوا اس نے لوگوں سے پچیس ہزار، تیس ہزار، اٹھارہ ہزار لے کر ان کو چیئرمین بنا دیا اور وہ امن کمیٹیاں کیا کر رہی ہیں؟ وہ جا کر تھانوں کے اندر tout کا کام کر رہی ہیں اور لوگوں کو لوٹ رہی ہیں۔ آپ یقین کریں کہ لوگ بھینسیں فروخت کر کے ان کو پیسے دے رہے ہیں۔ اب ایک شخص پکڑا گیا ہے۔ مجھے علامہ ایاز کا فون آیا کہ میں اسلام آباد سے بول رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ کہنے لگا کہ میں یہ ہوں، آپ نے اقبال سکندر کو پکڑوا دیا، ہاں مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دیں تو میں یہ بات ایوان اور آپ کی گورنمنٹ کے علم میں لانا چاہ رہا ہوں کہ میرے حلقے میں بے شمار گورنمنٹ آف پاکستان کے INSIGNIA والے بورڈ لگ گئے ہیں اور وہ صرف لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ اس پر گورنمنٹ آف پنجاب کو فوری ایکشن لینا چاہئے کہ یہ علامہ ایاز کون ہے، یہ کیسے بندے بنا رہا ہے؟ اور یہ چیئرمین صرف tout کا کام کر رہے ہیں اور سارا دن لوگوں کو لوٹ رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، کلو صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب کو مل لیں، بے شک ابھی مل لیں۔ لاء منسٹر صاحب! یہ ابھی آپ سے مل لیتے ہیں آپ حافظ ایاز والا جو issue ہے اس کو دیکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ زیادہ مناسب ہو گا کہ سینئر منسٹر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے پرائم منسٹر کے حوالے سے بات کی ہے تو ہم ان سے پہلے یہ بات discuss کرتے ہیں تاکہ وہ دیکھ لیں کہ اس کا کیا کرنا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے صوبہ میں زراعت کی جو اہمیت ہے اس پر یہاں جو لوگ بیٹھے ہیں ان میں سے کسی کی دورائے نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کی کارروائی کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں زراعت کے حوالے سے کچھ چیزیں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم کس طرح چل رہے ہیں؟ میرے دوست رفیق صاحب بیٹھے ہیں پچھلی wheat sowing پر انہوں نے اسی ہاؤس میں یہ کہا تھا کہ آنے والے season میں آپ کو گندم کے لئے کھاد میسر نہیں ہو گی اس کے لئے کوئی بندوبست کر دینا چاہئے۔ اس پر بحث بھی ہوئی تھی لیکن well in time arrangement نہ ہو سکا اور well in time arrangement نہ ہونے کی وجہ سے جتنے زمیندار لوگ بیٹھے ہیں سب کو پتا ہے کہ پچھلی wheat sowing پر کسانوں کو ایک بوری کھاد خریدنے کے لئے کتنی ذلالت اٹھانا پڑی اور جہاں چار بوری کی requirement تھی وہاں دو بوری ملی اور وہ دو بوری ڈال کر اس نے wheat sowing کی۔ یہ صرف decision کی بات تھی، decision late ہونے کی وجہ سے mismanagement ہوئی۔

جناب سپیکر! دوسری بات آپ paddy کی لے لیں، ماشاء اللہ ابھی سینئر منسٹر صاحب نے وعدہ فرما لیا ہے۔ اللہ کرے کہ وعدہ وفا ہو جائے۔ لغاری صاحب چونکہ mover تھے اور انہوں نے accept کر لیا ہے۔ میں اس پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اب جو original کسان ہے وہ بے چارہ تو

فصل کے سہارے جی رہا ہوتا ہے اس میں سے تقریباً نصف سے زیادہ middleman لے جائے گا اور یہ جو ہے عراق سے تریاق آنے تک وہ جو مار گزیدہ ہے وہ اگلے جہاں چلا جائے گا۔ جب تک پاسکو اپنے ادارے کو establish کرے گا اس وقت تک یہ حشر ہو گا کہ middleman منافع کما تا رہے گا۔ پاسکو اور middleman پہلے بھی ملے ہوئے ہیں وہ جس چیز پر آتے ہیں دونوں کی آپس میں منافع کے لئے بندر بانٹ ہوتی ہے اور وہ بندر بانٹ ہوگی۔ میں یہ چاہ رہا تھا کہ اس میں کوئی time frame ہونا چاہئے تھا آپ نے اس وقت مجھے بولنے نہیں دیا۔ کوئی time frame ہو یہ نذر محمد گوندل صاحب کی بات تو انہوں نے کر دی لیکن اس میں time frame کوئی نہیں ہے کہ کب ہو گا، کیسے ہو گا؟ ابھی تک فیلڈ میں کوئی نہیں گیا جتنے زمیندار بیٹھے ہیں مجھے بتادیں کسی جگہ پر پاسکو والے گئے ہوں۔ انہوں نے جواب دے رکھا ہے کہ ہم نے paddy نہیں خریدنی جبکہ لوگ اپنی فصلوں کو آگ لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہاں شاہ صاحب کی کروں گا کہ اب حال یہ ہے کہ شوگر مافیا اتنا توانا ہو چکا ہے کہ انہوں نے ملیں نہیں چلائیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ سٹیٹ نے ان لوگوں سے ملیں بنوائی ہیں۔ ریاست نے ان کو پوری طرح سپورٹ کیا ہے اور جتنی ایلیٹ کلاس تھی انہوں نے اپنی ملیں بنائیں، ایک مافیا create ہو گیا ہے اور وہ مافیا جو ہے اب وہ گورنمنٹ کو، چاہے وہ پنجاب گورنمنٹ ہو، چاہے وہ مرکزی گورنمنٹ ہو، دونوں کو exploit کر رہا ہے تو اب اس سلسلے میں چینی کا جو حشر اس مافیا نے کر رکھا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ چینی نہیں ہے لیکن manage کر کے شوگر مافیا پورے تسلط کے ساتھ وہ شوگر نہیں آنے دیتے اسی طرح اب آگے آنے والے وقت کو دیکھیں آج نومبر ہے اور نومبر تک کوئی مل نہیں چلی۔ بتائیں شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: کوئی مل نہیں چلی۔

ملک محمد وارث کلو: لوگ بے چارے مارے مارے پھر رہے ہیں کئی جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں پر لوگوں نے اب گنا ہٹا کر گندم لگائی ہے تو شوگر مل مافیا گورنمنٹ کی neck کے اردگرد tight rope کر کے گورنمنٹ کو flop کرنے کے موڈ میں ہے تو اس سلسلے میں، میں صرف یہ عرض کروں گا کہ مرکزی گورنمنٹ یا پنجاب گورنمنٹ دونوں مل کر جس طرح coalition میں ہیں تو اس میں مرکزی گورنمنٹ اپنا role ادا کرے اور پنجاب گورنمنٹ اپنا role ادا کرے اور کسانوں کے بارے میں ملز کو چلوانے کے لئے کوئی modus operandi جاری کریں یا پھر ساری ملیں nationalize کر لیں یہ ان کے پیسے نہیں ہیں جن سے یہ ملیں بنی ہیں۔ میں آج آپ کو prove کر سکتا ہوں کہ یہ سٹیٹ کا پیسا ہے جس سے

یہ ساری شوگر ملز establish ہوئی ہیں۔اگر یہ immediately ملز نہیں چلاتے تو یہ nationalize کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بہت بات ہو گئی ہے۔بہت مہربانی، شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میں کوشش کروں گا کہ میں بھی ایسی باتیں کروں کہ آپ کو پسند آجائیں تاکہ آپ اتنا وقت ہمیں بھی دے دیں۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ سینئر منسٹر صاحب چلے گئے ہیں میں ان کی موجودگی میں کہنا چاہتا تھا کہ انہوں نے assurance دی ہے کہ ہم کاشتکاروں کو ان کا حق دلوائیں گے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی۔ زیادتی تو ہمارے ساتھ ہو رہی ہے کیونکہ شوگر کے net کے مطابق ملیں اکتوبر کے آخری ہفتے میں چلنی چاہئیں وہ ابھی تک نہیں چلیں۔ اس پر بات بہت ہو چکی۔ میری گزارش یہ ہے کہ کیا یہ ہاؤس آج کوئی قرارداد پاس کرے گا یا لاء منسٹر صاحب ملوں کے لئے کوئی date دیتے ہیں کہ وہ اس تاریخ تک چلائیں کیونکہ قانون کی تو already خلاف ورزی ہو چکی ہے اب ہم کیا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ اکتوبر تک شوگر ملیں چلنی تھیں جواب تک نہیں چلی ہیں تو اس وقت گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شوگر کا جو crises ہے اگر اس کا پورا پس منظر نہ لیا جائے تو یہ بات مناسب نہیں ہو گی۔ بات یہ ہے کہ جو مارکیٹ فورسز ہیں ان کی intervention اور ان کے consensus سے ہی معاملات طے ہوتے ہیں اگر ہم یہاں بیٹھ کر ایک Resolution پاس کر دیں کہ فلاں چیز کو اس طرح کر دیں یا کسی اور جگہ سے فیصلہ ہو جائے تو اس پر مارکیٹ میں اس طرح سے عمل درآمد نہیں ہوتا۔ اب ہوا یہ ہے کہ جب شوگر کا crisis آیا اور انہوں نے قیمتیں -/38 روپے سے بڑھانی شروع کیں اور -/55، -/60 روپے تک لے گئے تو اس کے بعد گورنمنٹ نے اس بنیاد پر intervention کی تھی کہ جو ہمارا consumer ہے وہ representative نہیں ہے باقی دنیا میں یہ ہے کہ consumer societies بنی ہوئی ہیں اور کوئی کسی commodity کی ایک روپیہ قیمت بھی نہیں بڑھا سکتا اور اگر کوئی بڑھائے تو وہ اسی وقت بائیکاٹ کر دیتی ہیں پھر اسے

اپنے level پر آنا پڑتا ہے لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ یہاں پر consumer societies نہیں ہیں اور اگر کہیں ہیں بھی تو وہ پوری طرح سے active نہیں-گورنمنٹ نے intervention کی پھر تمام stake holders کا بیٹھ کر ایک consensus ہو گیا اور طے ہوا کہ مل سے چینی -/45 روپے میں لی جائے گی اور بازار سے -/47 روپے فی کلو ملے گی-میں پورے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہم نے پورے پنجاب میں دس دن اس بات کو ensure کیا -/45 روپے کلو ex-mill rate اور -/47 روپے فی کلو retail میں فراہم کی گئی-اس کے بعد عدلیہ کی طرف سے فیصلہ آیا کہ مل سے -/36 روپے میں لیں اور بازار میں -/40 روپے میں فروخت کریں-جب ہم نے اس فیصلہ کو implement کرنا چاہا تو سب سے بڑا problem یہ آیا کہ بڑے ڈیلروں نے کہا کہ حکومت نے معاہدہ کیا ہے، حکومت نے ہی طے کیا اور ہم نے تو -/45 روپے کے حساب سے مل والوں سے چینی خریدی ہے-اس وقت دو سے اڑھائی لاکھ ٹن چینی pipeline میں تھی انھوں نے کہا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم حکومت کے معاہدے کے مطابق چینی -/45 روپے میں خریدیں لیکن آپ کہیں کہ ہم اسے -/40 روپے میں فروخت کریں؟ ہم نے ان سے کہا کہ آپ عدالت میں جا کر اس پر وضاحت لیں لیکن وہ وضاحت نہ ہو سکی تو انھوں نے چینی روک لی اور کہا کہ چونکہ ہم نے -/45 روپے میں خریدی ہے اس لئے -/40 روپے میں نہیں بیچیں گے-یہ معاملہ اس بات کا سبب بنا کہ وہ لوگ جن کے سالہا سال سے ملوں کے ساتھ، ٹرانسپورٹروں کے ساتھ، retailers کے ساتھ اور اس سے پہلے جو subdealer کے ساتھ chain بنا ہوا تھا وہ پورے کا پورا chain غائب ہو گیا-اس کے بعد ہم نے عدلیہ کے احترام اور اس کے فیصلہ پر عملدرآمد کے لئے کوشش کی کہ ہم ایک نیا chain develop کریں جب ہم نے develop کرنے کی کوشش کی پھر وہ dealers and subdealers آڑے آئے اور اس وجہ سے مشکلات پیدا ہوئیں-پھر ہم انتظامیہ کو آگے لائے کہ وہ مل سے چینی اٹھا کر سیدھی مارکیٹ میں لائے اور دکاندار فروخت کریں-یہاں مجھے یہ بات تسلیم کرنے میں کوعار نہیں ہے چونکہ جو حقیقت ہے وہ حقیقت ہے اور تمام دنیا کو پتا ہے اور ہم صرف اس لئے اس بات کو تسلیم نہ کریں We are in government تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا-آپ یقین جانیں کہ پورے پنجاب میں 6 ہزار ٹن روزانہ کی requirement تھی ہم نے اسے پوری capacity میں اٹھایا اور کہا کہ ہر شہر میں دکانداروں کو دیں-اب دکاندار جو پانچ توڑے لے کر گیا اس نے دو توڑے تو -/40 روپے کے حساب سے بیچ دیئے اور تین پیچھے رکھ لئے اور دوسرے ریٹ پر دینا شروع کر دیئے-جب بہت detail میں جا کر ان معاملات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی تو اس

میں بھی مشکلات آئیں۔ابھی فوری طور پر ڈپو نہیں بنائے جا سکتے کہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے دکاندار جو پانچ دس بوریاں لے کر جائیں اور پوری دیانتداری سے دیں۔اس میں ایک اور بہت بڑا معاملہ تھا کہ پہلے یکم تاریخ تھی پھر 16 ہو گئی اور سب کو یہ پتا تھا کہ 16 تاریخ کو ریٹ مختلف ہو جائے گا اور پھر 16 کے بعد 22 ہو گئی۔جب لوگوں کو یہ نظر آ رہا ہو کہ دس دن بعد یہ فیصلہ تبدیل ہو جائے گا۔آپ دیکھیں کہ ایک کلو پر 15/- سے 20/- روپے منافع ہے اور یہ ایک ٹرک پر کم از کم چھ سات لاکھ روپے بنتا ہے پھر لوگ اتنے heavy profit کے لئے انتظار کرنے لگتے ہیں کہ 16 تاریخ کو مسئلہ حل ہو جائے گا اور ہمارے پیسے double ہو جائیں گے 16 کے بعد 22 تاریخ ہو گئی اور پھر 29 تاریخ ہو گئی اور اس میں certainty نہیں تھی تو اس چیز نے بھی اسے بڑا feed کیا اسے بہت strengthen کیا جو ہمارے لئے manage کرنا مشکل ہوا۔اب ultimate یہ فیصلہ ہوا ہے کہ 6 ہزار ٹن میں سے one third گھریلو کچن کی ضرورت ہے اور two third بیوریج، بڑے ہوٹلوں اور دوسروں کی ضرورت ہے۔اب یہ کہا گیا ہے کہ 70 فیصد چینی مارکیٹ ریٹ پر فروخت کی جائے اور 30 فیصد 40/- روپے فی کلو کے حساب سے فروخت کی جائے۔

جناب سپیکر! آپ ایک ہی مارکیٹ میں وہی چیز رکھ کر کہیں کہ اس کا ریٹ 40/- روپے ہے اور ساتھ ہی رکھ کر کہیں کہ اس کا ریٹ 50/-، 55/- اور 60/- روپے بھی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ پوری دنیا میں کسی جگہ بھی اس قسم کی مارکیٹ کو manage کیا جا سکے لیکن چونکہ عدلیہ کا فیصلہ ہے اور ہمیں اس کا احترام ہے اس لئے ہم اپنے طور پر کوشش کر رہے ہیں کہ اس معاملے کو کسی نہ کسی طرح سے حل کیا جائے۔اب اس میں یہ معاملہ آیا کہ جب ہم نے مل مالکان کا مال زبردستی اٹھایا اور forcedly ان کا مال روکا تو یقیناً ان کے ساتھ ہمارے تعلقات کشیدہ ہوئے اور وہ dispossess ہو گئے۔یہ مہینے ڈیڑھ مہینے کا جو عرصہ بنتا ہے یہ بات درست ہے کہ عدالت کے حکم کی تعمیل کی پاداش میں انتظامیہ وہاں بیٹھی رہی اور ان کا جو overhaul کے لئے مہینے کا پیریڈ ہوتا ہے کہ انھوں نے overhaul کر کے 15۔ نومبر سے crushing season شروع کرنا تھا چونکہ وہ اس صورتحال میں نہیں رہے اس لئے وہ شروع نہیں ہو سکا۔اب ہم نے ان سے بات کی ہے اور اس وقت ان کی ملوں کی overhauling کا کام چل رہا ہے۔یہ ایک یا دو ہفتے لیٹ تو ہو گا لیکن ہماری یہ کوشش ہے کہ اگر 15۔نومبر کو نہیں تو within November یہ کام شروع ہو جائے۔یہ وہ سارا پس منظر ہے، یہ وہ ساری مشکلات ہیں جن کی وجہ سے یہ حالات پیدا ہوئے۔آپ اس میں صرف یہ کہیں کہ حکومت کی ذمہ داری ہے تو یہ بھی مناسب نہیں ہے

بلکہ میں تو کہوں گا کہ اگر آپ صرف یہ کہیں کہ مل مالکان کی غلطی ہے تو جو ساری صورتحال میں نے بیان کی ہے اس sense میں ان کی بھی غلطی نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سبھی کا تھوڑا تھوڑا fault ہے۔ مل مالکان نے بھی out of the way جا کر منافع کمانے کی کوشش کی۔ اگر وہ تھوڑے سے ہوش کے ناخن لیتے اور -/38 سے آگے -/42 یا -/45 روپے پر رک جاتے تو شاید ان کے خلاف یہ فیصلہ نہ آتا اور اگر یہ فیصلہ اس طرح سے نہ آتا تو شاید اس طرح سے mismanage نہ ہوتا۔ میں کسی کو blame نہیں دینا چاہتا لیکن میں کہتا ہوں کہ اس میں جو mismanagement ہوئی ہے اس میں سب کا تھوڑا تھوڑا fault بنتا ہے لیکن ہم کوشش کریں گے کہ کسان پر کم سے کم impact ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ان کا موقف تو آگیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھ کر یہی کہوں گا کہ میں نالائق ہوں کہ میں اپنی بات نہیں سمجھا سکا کیونکہ جب میں بات کر رہا تھا تو اس وقت وزیر موصوف کسی سے باتیں کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا ٹائم مزید 20 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! بات چینی یا کسی اور کی نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مل والوں کی mismanagement ہو گئی یا ہم نے انہیں dispossess کر دیا۔ سندھ میں تو کسی نے چینی نہیں اٹھائی۔ سندھ میں ہم سے ایک ماہ پہلے ملیں چلاتے تھے لیکن ابھی تک نہیں چلائیں اس لئے وہی cartelization یہاں بھی چل رہی ہے۔ اس سال تو یہ ہو گیا کہ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا اور حکومت نے چینی اٹھائی اس لئے ملیں لیٹ ہو گئیں لیکن پہلے سالوں میں کیا ہوتا رہا ہے؟ پہلے وہ ہمیشہ 20 یا 26 نومبر کو ملیں چلاتے تھے۔ وزیر موصوف نے مل والوں کی بہت اچھی وکالت کی اور کہا کہ وہ ستم زدہ ہیں، ان پر ظلم ہو گیا ہے۔ ہمیں تو تاریخ چاہئے چاہے دسمبر کی دے دیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ ہم نے گنے کو آگ لگانی ہے یا کیا کرنا ہے، بیلنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم نے تو کہا تھا کہ ہمیں صرف تاریخ دے دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاید آپ نے سنا نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر 15۔ نومبر نہیں تو اسی نومبر کے مہینے میں شوگر ملیں چل جائیں گی۔ بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسانوں وی موقع دے دیو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی طرف سے ہو کر ہی ادھر جاؤں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے علاقے میں شوگر کین ہماری major crop ہے اور ٹوبہ والے تو پانی بھی ہمارا لگاتے ہیں ان کی تو زمین بھی اس قابل نہیں کہ وہاں شوگر کین اگایا جائے۔ ہمارے بزرگ رفیق صاحب ایسے ہی پریشان ہو رہے ہیں۔ رانا صاحب نے بڑا تفصیلاً جواب دیا ہے اور انھوں نے حکومت میں ہوتے ہوئے ایک بڑی مثبت بات کی ہے لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اگر پالیسیاں بھی عدلیہ نے بنانی ہیں تو کیا اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہم لوگوں کی ضرورت نہیں ہے؟ ہمیں criticize کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارا پورا press ہم پر تنقید کرتا ہے۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ وہ ہماری کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آپ بے شک رات کو ٹیلیویژن چلا لیں تو وہاں پر ہر اینکر بیٹھا ہوا اُچھال رہا ہو گا کہ فلاں کے یہ گوشوارے ہیں، فلاں کی یہ جائیدادیں ہیں اور فلاں کے یہ کاروبار ہیں۔ ہمیں تو چوبیس گھنٹے check اور watch کیا جاتا ہے۔ عدلیہ بھی ہمیں ہی دیکھ رہی ہے اور عدلیہ پالیسیاں بھی خود بنا رہی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہماری بھنڈی اور ٹینڈے کے rates بھی عدلیہ fix کر رہی ہے۔ اگر یہ سب کچھ عدلیہ نے کرنا ہے تو پھر ہمارے یہاں بیٹھنے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک کسان ہونے کے ناتے اپنی عدلیہ سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ میں اپنا گنا کہاں اور کس rate پر فروخت کروں؟ عدلیہ کو چاہئے کہ وہ اس کا بھی تعین کرے۔ اگر وہ شوگر مافیا کو چھیڑتے ہیں، بڑی اچھی بات ہے یہ check and balance ہونا چاہئے، وہ انھیں ضرور check کریں لیکن میرا sugarcane بھی تو فروخت کروائیں۔ میری paddy پڑی ہوئی ہے، عدلیہ کہاں ہے؟ وہ میری paddy بھی اٹھا کر لے جائیں، ہائی کورٹ کے باہر رکھیں اور اس کی بولی لگوائیں۔ منڈیاں بند کر دیں اور ہائی کورٹ watch کرے، ہمیں خوشی ہے لیکن جناب! کریں تو سہی۔

جناب سپیکر! اگر آج شوگر ملیں نہیں چلیں گی تو ہم اپنا شوگر کین کہاں لے کر جائیں گے؟ ہمارے پاس اس کی storage کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ہماری paddy middle man خرید رہا ہے۔ اس طرح تو ساری کمائی middle man لے جائے گا۔ یہاں ہاؤس میں تشریف رکھنے والے ممبران صرف نام کے زمیندار ہیں، حقیقت میں یہ کسان ہیں۔ اب وہ پہلے والی holdings نہیں رہیں

کہ 200,200 مربعوں کے مالک ہوں گے۔ان کی اب تھوڑی تھوڑی،چھوٹی چھوٹی holdings ہیں۔جن زمینداروں کا کوئی side business یا کاروبار نہیں تو وہ اپنا چولھا گرم نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر!میں پوچھتا ہوں کہ ہم زمیندار آج اپنے بچوں کے سکولوں کی فیسیں کہاں سے دیں،کیا ہمارے بچوں کا حق نہیں ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں؟میں حلفاً کہتا ہوں کہ ہم کسانوں میں اگر اب کوئی بیمار ہو جائے تو ہمارے پاس فوری طور پر اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم اپنا کا علاج کروا سکیں۔ان سردیوں میں ہم غریبوں کے پاس کپڑے خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔جن 80 فیصد لوگوں کی ہم نمائندگی کرتے ہیں آپ ان کے حالات جا کر دیکھیں،آج بھی ان کے بچے ننگے پاؤں ہیں،ان کے سکولوں پر آج بھی چھت نہیں ہے۔آپ جا کر دیکھیں کہ ہماری بیٹیاں جہیز کے لئے ترس رہی ہیں کیونکہ جہیز نہ ہونے کی وجہ سے ان کے رشتے نہیں آ رہے۔

جناب سپیکر!صرف چار یا پانچ خاندان ہیں جن کو promote کرنے کے لئے، جن کے کاروبار کو ترقی دینے کے لئے یہ سارے mafias بنے ہوئے ہیں،یہی لوگ پیسے لوٹ رہے ہیں۔میں بڑی معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ہماری عدلیہ بھی انہی لوگوں کو تحفظ دے رہی ہے،ہماری عدلیہ بھی ان ہی لوگوں کا ساتھ دے رہی ہے جو کہ ہمارا خون نچوڑ رہے ہیں۔اگر عدلیہ شوگر کی قیمت مقرر کر سکتی ہے تو میرے شوگر کین کی قیمت کیوں نہیں مقرر کرتی؟میں potato grower ہوں، میرے potatoes کا اس کو کیا پتا کہ میں کہاں پر store کرتا ہوں اور ایک bag کی کتنی storage دیتا ہوں، میں بجلی کا بل کہاں سے ادا کرتا ہوں، میں آبیانہ کہاں سے دیتا ہوں، میں زرعی ٹیکس کہاں سے دیتا ہوں؟ہماری کتنی دہری پالیسیاں ہیں کہ ہم زمین کاشت کریں یا نہ کریں لیکن ہمارے اوپر پٹواری نے فی ایکڑ کے حساب سے زرعی ٹیکس لگا دینا ہے کہ یہ تو نے pay کرنا ہے۔ایک کاروباری آدمی اپنے assets declare کرتا ہے،چاہے غلط کرے یا صحیح کرے۔اس کی assessment میں وہ partner ہوتا ہے اور وہ جو کہتا ہے اس کی مانی جاتی ہے۔اس کو کوئی بندہ نہیں پکڑتا جبکہ سو مربعے کے مالک کو تحصیلدار کان سے پکڑتا ہے اور حوالات میں بند کر دیتا ہے۔ان mills والوں کو،اربوں روپے کے defaulters کو کوئی نہیں پکڑتا،ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔وہ sick unit چھوڑ کر آرام سے باہر جا کر اپنی موجیں کرتا ہے۔

جناب سپیکر!اگر آج وانا اور باجوڑ میں فسادات ہو رہے ہیں،دہشت گرد پیدا ہو رہے ہیں تو وہ صرف اس لئے ہو رہے ہیں کہ انہیں 62 سالوں کی محرومیاں یاد آ رہی ہیں۔ادھر کوئی

development نہیں ہوئی، ادھر کوئی سکول یا کالج نہیں ہیں۔ وہاں معیشت تباہ ہو چکی ہے، وہاں کوئی صنعت نہیں ہے، کوئی نوکری نہیں ہے۔ اگر ہمارے ساتھ بھی یہی ہوا تو پھر میں کہتا ہوں کہ ہر گاؤں میں دہشت گرد پیدا ہوں گے کیونکہ کوئی بندہ یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کا بچہ علاج کے بغیر مر جائے۔ اس کے بیٹے کو تعلیم میسر نہ ہو۔ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھیں۔ ہمیں آج ایک deadline دیں کہ فلاں تاریخ تک شوگر ملیں چلیں گی۔ یہ ہماری حکومت ہے اس لئے یہ ہمارا احساس کرے۔ یہ تاریخ دیں اگر مالکان ملیں نہیں چلائیں گے تو پھر French revolution کو یاد رکھیں۔ جب ان امیروں کے منہ سے لوگوں نے نوالے چھین لئے تھے۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ ہماری حکومت تاریخ دے، اگر ملیں نہیں چلیں گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایم۔پی۔اے جا کر خود وہ ملیں چلائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، یاسین سوہل صاحب!

جناب محمد یاسین سوہل: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب چینی کی بات چلی ہے تو میں بھی اپنے حلقے کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا حلقہ کنٹونمنٹ بورڈ میں آتا ہے۔ لاہور میں 9 ٹاؤنز ہیں۔ ڈی۔سی۔او صاحب نے ان تمام ٹاؤنز کے ٹی۔ایم۔او کو کہا ہے کہ آپ اپنے اپنے علاقے میں چینی کی supply دیں۔ میرا حلقہ کسی ٹاؤن میں نہیں آتا اور میرے حلقے کے لوگ چینی کو ترس رہے ہیں، وہاں پر کسی کو بھی چینی نہیں مل رہی۔ جب ہم ذمہ دار لوگوں سے بات کرتے ہیں تو وہ آگے سے کہتے ہیں کہ یہ علاقہ ٹاؤن میں نہیں آتا، یہ کنٹونمنٹ بورڈ کا ایریا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم لاہور میں رہنے والے نہیں ہیں، کیا ہم لاہور کا حصہ نہیں ہیں، ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیوں کیا جاتا ہے اور ہمارے اوپر ہمیشہ مارشل لاء کیوں مسلط رہتا ہے؟ حکومت کی طرف سے جب بھی کوئی facility مہیا کی جاتی ہے تو وہ ہمیں نہیں ملتی۔ میری آپ اور وزیر قانون سے گزارش ہے کہ D.C.O اور کمشنر لاہور کو ہدایت فرمائی جائے کہ کنٹونمنٹ بورڈ ایریا کے لوگوں کے لئے بھی چینی کا بندوبست کیا جائے کیونکہ وہاں بسنے والے لوگوں کو بھی چینی کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point بڑا valid ہے۔ وزیر قانون صاحب! یاسین سوہل صاحب آپ سے مل لیں گے اور آپ ذرا اس معاملے کو دیکھ لیجئے گا۔

جناب قیصر اقبال سندھو: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قیصر سندھو صاحب!

مونجی کی خریداری کے لئے ایک خاص معیار مقرر کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

جناب قیصر اقبال سندھو: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پاسکو جو paddy خرید رہی ہے اس میں انہوں نے پنجاب حکومت کو involve کیا ہے۔ پنجاب حکومت نے جو criteria fix کیا ہے اس حوالے سے میرے پاس ایک لیٹر ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ five acres or less زمین رکھنے والے زمینداروں سے یہ paddy خریدی جائے گی۔ میں پوچھتا ہوں کہ زمینداروں کو اس سے کس طرح فائدہ پہنچے گا؟ پچاس یا چالیس ایکڑ تک کا criteria fix ہونا چاہئے۔ اگر پانچ ایکڑ کا criteria رکھنا ہے تو پھر میرے خیال میں پنجاب حکومت یہ چاہتی ہے کہ وفاقی حکومت کسانوں سے یہ paddy نہ خریدے۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے پیارے وزیر اعلیٰ صاحب نے پورے پنجاب میں اربوں روپے کا آٹا تقسیم کیا ہے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب حکومت بھی paddy کی خریداری کرے۔ یہ اتنا سخت criteria مناسب نہیں ہے، یہ تو ناممکن نظر آتا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس criteria کو revise کیا جائے اور کم از کم پچاس ایکڑ کا criteria fix کیا جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ہمارے وفاقی وزراء کا تعلق ہے تو ان بے چاروں کے پاس تو time ہی نہیں ہے۔ ان وزیروں نے تو اپنی خوراک کا بھی بندوبست کرنا ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی چینی کا بھی بندوبست کرنا ہے۔ وہ عوام کے لئے چینی یا خوراک کا کیا بندوبست کریں گے؟۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت 20 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! لغاری صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں، میں چاہتا تھا کہ وہ یہاں پر بیٹھے ہوتے اور میں یہ کہتا کہ کسان جنوبی پنجاب کا ہو، وسطی پنجاب کا ہو یا شمالی پنجاب کا ہو یہ ایک ہی طبقہ ہے، اس کا ایک ہی خون ہے، اس کے خون کا ایک ہی رنگ ہے اور اس کے خون کا ایک ہی group "لٹ جانے والا، استحصال زدہ کسان" ہے۔ پنجاب اور دوسرے صوبوں کے کسان سب استحصال زدہ ہیں۔ کسان کھیت مزدور ہے۔ اور 75/80 فیصد وہ لوگ ہیں کہ جن کی زندگی کی ڈور چند

ایکڑوں سے بندھی ہوئی ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس استحصال زدہ طبقے کا استحصال کون کرتا ہے ؟یہاں پر کہا گیا کہ مل والے مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت کو exploit کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ exploit نہیں کرتے بلکہ یہ تو مرکزی حکومت کے اندر بیٹھے ہیں، صوبائی حکومت کے اندر بیٹھے ہیں۔یہ استحصال کرنے والے لوگ دونوں حکومتوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی پہچان کرنا ہو گی۔ یہ کمیشن مافیا اور استحصال کرنے والا مافیا ہے۔ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ 80 فیصد لوگوں، کسانوں اور مزدوروں کے نمائندے ہوں۔ استحصال سب لوگوں کا ہوتا ہے، چاہے وہ صارفین ہیں چاہے وہ پیدا کرنے والے ہیں۔آپ دیکھیں کہ grower اپنی فصل کا خالق ہے لیکن وہ اپنی مرضی سے اپنی فصل کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔اس کے بچے، بیوی اور بہنیں، تمام لوگ کھیتوں میں کام کرتے ہیں لیکن ان کی مزدوری بھی انہیں نہیں ملتی۔ استحصال کرنے والے لوگ مرضی کی قیمت پر اس کی فصلیں خریدتے ہیں۔جب وہ اپنی فصل فروخت کر دیتا ہے تو اسے اپنی وہی چیز کئی گنا مہنگے داموں ملتی ہے یعنی وہ روئی کس بھاؤ فروخت کرتا ہے اور کپڑے کس بھاؤ خریدتا ہے، گنا کس بھاؤ فروخت کرتا ہے اور چینی کس بھاؤ خریدتا ہے ؟

جناب سپیکر !اب میں inputs کی بات کرتا ہوں۔یہ حکومتیں اور خاص طور پر مرکزی حکومت اس میں ملوث ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ وقت پر decision نہیں کئے جاتے، وقت پر decision نہ ہونے کی وجہ سے اس استحصال زدہ طبقے کو پانی، کھادیں، سپرے وغیرہ وقت پر نہیں ملتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت بہت شکریہ، ٹائم ختم ہو رہا ہے، آپ نے بڑی اچھی input دی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت ضروری بات کرنے والی ہے، آپ مجھے تھوڑا سا موقع اور دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں point of order پر اس سے زیادہ کیا ٹائم دوں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہاں پر لوگ دو دو بار تقریریں کر کے چلے گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب اور press کے نوٹس میں inputs کے حوالے سے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کھادیں وقت پر کیوں نہیں ملتیں ؟ کھادیں وقت پر اس لئے نہیں ملتیں کہ کھادیں import کرنے والا کمیشن مافیا بھی دونوں حکومتوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ import کرتا ہے، وقت پر مارکیٹ میں نہیں لاتا، بلیک فروخت کر کے کسان کا خون چوستا ہے۔ میں آپ کو انڈیا کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ وہاں پر 6 ایکڑ والے کسان پر تمام ٹیکس معاف ہیں، اسے پانی، بجلی، آبیانہ معاف ہے اور کھادیں سستی ملتی ہیں جس کی وجہ سے وہاں چینی -/32 روپے کلو ہے۔ ہندوستان میں اگر کوئی ملٹی نیشنل کمپنی سپرے یا زرعی inputs کی

فیکٹری لگاتی ہے تو اس پر یہ پابندی لگائی جاتی ہے کہ وہ تین سال تک اپنی production ہندوستان میں کرے گا جبکہ پاکستان میں ان پر اس طرح کی کوئی پابندی نہیں لگائی جاتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان سے کمیشن لیتے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں لیکن انسانی ادویات اور زرعی inputs کے ریٹ پاکستان کے مقابلے میں ہندوستان میں 10 گنا کم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر استحصال کرنے والا مافیا ہے۔ مجھے دکھ کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت میں ان کے 80 فیصد نمائندے نہیں آتے، جب وہ حکومت میں نہیں آ سکتے تو ظاہر ہے ان کا استحصال ہی ہوگا۔ اگر اس طبقے سے میرے جیسا ایک آدھ ممبر آئے گا تو اس کی صدا بہ صحرا ثابت ہوگی اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ:

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے
انجامِ گلستاں کیا ہوگا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ اور میاں صاحب کا بھی بہت بہت شکریہ۔ میں کچھ گزارشات کرنا چاہتی ہوں۔ جب بھی اجلاس ہوتا ہے تو بہت سے بحرانوں کی بات ہوتی ہے۔ کبھی گندم کا دانہ دانہ خریدنے کی بات ہوتی ہے، کبھی ٹیلوں تک پانی پہنچانے کی بات ہوتی ہے۔ On the other hand ہو یہ رہا ہے کہ بارانی علاقوں میں چونکہ بارشیں نہیں ہوئیں اس لئے گندم کی کاشت بہت زیادہ affect ہوئی ہے۔ نہری علاقوں میں نہر کا پانی دوبارہ بند کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے پھر گندم affect ہو رہی ہے۔ ہم کچھ عرصے کے بعد پھر یہی بات کریں گے کہ اِس نے کر دیا، اُس نے کر دیا۔ سب جانتے اور سوچتے ہوئے ہم آج بھی اُسی ڈگر پر چل رہے ہیں اور عدلیہ کے ایک اور فیصلے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جس طرح چینی کے بحرانوں کی بات ہو رہی ہے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ شوگر مافیا نے cartel بنا کر جو بحران پیدا کیا ہے اس میں بھی اگر ہم کہیں کہ ہمارے اس مقدس ایوان کی supremacy کہاں جاتی ہے؟ جب ہم ہر چیز کو bureaucracy پر ڈال دیتے ہیں، ہم کسی بھی issue کے بارے میں پہلے سے نہیں سوچتے، ہمیں ہمیشہ after thoughts آتی ہیں اور پھر جب عدلیہ intervene کرتی ہے تو ہمیں وہ چیز بھی اچھی نہیں لگتی تو ہم عدلیہ کو اس نہج پر کیوں آنے دیتے ہیں کہ وہ ہمارے معاملات میں مداخلت کریں۔

جناب سپیکر! مجھے آج یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی، جب میرے بھائی حسن مرتضیٰ نے فرمایا کہ میں دو دن سے اجلاس اس لئے attend نہیں کر سکا کہ میں اپنے گھر والوں اور بچوں کے لئے چینی ڈھونڈ رہا تھا۔ پرسوں ایک اخبار پڑھ کر بھی مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ پورا پنجاب چینی کے لئے شور مچا رہا ہے لیکن اسی پنجاب میں ایک علاقہ ایسا بھی ہے جہاں پر چینی اتنی وافر مقدار میں موجود ہے کہ وہاں پر اگر محلے میں لڑائی ہوتی ہے تو صلح کرانے کے لئے چینی سے منہ میٹھا کرایا جا رہا ہے۔ پنجاب بلکہ اس پورے ملک سے discrimination کو ختم کر کے چینی اور چین سب کے لئے ہونا چاہئے۔ اس طرح سے ہم ان بحرانوں کو تو address نہیں کر سکے یعنی کوئی precaution نہیں لے سکے، اسی طرح سے اب پولٹری کا بحران جنم لینے والا ہے۔ اس وقت کہیں سات روپے، کہیں آٹھ روپے اور کہیں دس روپے کا انڈا available ہے اور ہیچری والے -/70 روپے سے -/85 روپے کا چوزہ فروخت کر رہے ہیں جس کی وجہ سے برائلر کا ریٹ -/70 روپے سے -/110 روپے تک پہنچ گیا ہے۔ اس مسئلے کو seriously take up کرنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ یہ wedding season ہے، مہنگائی نے پہلے ہی لوگوں کی کمر توڑ دی ہے اور اب برائلر کے ریٹ میں اتنا اضافہ ہو گیا ہے۔ میں ایک آرٹیکل پڑھ رہی تھی اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہیچری مالکان ایک مہینے میں 70 سے 80 لاکھ روپے کا profit کما رہے ہیں، وہ 50 فیصد سے زیادہ profit لے رہے ہیں اس issue کو کیوں نہیں address کیا جا رہا۔ ہم عدلیہ کے ایک اور فیصلے کا کیوں انتظار کر رہے ہیں؟ گورنمنٹ کوئی ایسے adopt measures کرے کہ ہیچری مالکان جو از خود قیمتیں مقرر کر رہے ہیں ان کو روکا جائے۔ ہماری اس supreme parliament اور اس کے منسٹرز کو use کریں۔ کل کو ایک نئی ٹاسک فورس بن جائے گی جو چوزوں کی قیمتیں مقرر کرے گی اور جب وہ بحران پیدا ہو جائے گا، پھر عدلیہ ایک اور فیصلہ سنائے گی اور ہم پھر احتجاج کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ جی۔ جی، شیر علی خان۔ 4 بجے تک ٹائم بڑھایا جاتا ہے اور اس کے بعد ٹائم بالکل نہیں بڑھایا جائے گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ میں مختصراً عرض کروں گا۔ آپ نے اُس ٹائم مجھے point of order دیا نہیں جب شیخ علاؤالدین صاحب لارنس گارڈن کا ذکر کر رہے تھے، آپ کہیں گے یہ چینی سے پھر لارنس گارڈن پر چلا گیا۔ میں نے بجٹ کی بحث میں یہ اعتراض کیا تھا کہ Agriculture department میں گورنمنٹ گارڈن کیوں رکھے گئے ہیں اور Agriculture کی مد کے پیسے گارڈن اور specially لاہور کے باغات پر لگائے جا رہے ہیں۔ اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے چیف منسٹر پنجاب نے

لارنس گارڈن کو Parks and Horticulture Authority کو دے دیا، یہ اتھارٹی بنائی ہی parks کے لئے گئی ہے۔ میں نے بھی اپنے سکول کے زمانے میں لارنس گارڈن کی بہت سیر کی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ہمارا national heritage ہے، اس کو save کرنا ہم سب لوگوں کا فرض ہے۔ رانا صاحب نے صحیح کہا ہے کہ وہ اس پر Resolution لائیں، شیخ صاحب کہیں اس پر دوبارہ نہ بضد ہوں کہ یہ دوبارہ Agricultural department کو دے دیا جائے۔ اس میں میری گزارش صرف اتنی ہے کہ Parks and Horticulture Authority کے پاس رہتے ہوئے بہتر management کی جائے۔ یہاں زمینداروں کا بہت اچھا موقف حسن مرتضیٰ صاحب نے پیش کر دیا ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ جہاں تک گندم کا تعلق ہے تو بارانی علاقوں میں تو شاید گندم کاشت ہی نہ ہو۔ ہماری دعا ہے کہ بارش ہو جائے، پچھلے تین مہینے سے بارش نہیں ہوئی اور وہاں پر وتر ہی نہیں ہے۔ اس لئے شاید گندم کی کاشت نہ ہو سکے۔ میری تمام لوگوں سے درخواست ہے کہ نماز استسقاء ادا کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ رحمت کی بارش نازل کرے اور ہم بارانی علاقوں کے زمیندار بھی دوسرے زمینداروں کی طرح فصل کاشت کر کے بہتر perform کر سکیں۔

جناب سپیکر! چینی کے متعلق رانا صاحب نے حکومت کا موقف بہت اچھے طریقے سے پیش کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے میجر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کو اعتراض ہے کہ ملیں وقت پر نہیں چل رہیں، میرا گنے کے علاقے سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میری بطور عام زمینداران سے یہ گزارش ہو گی کہ یہ بھی سپریم کورٹ میں ایک writ کر دیں کہ وہاں سے ان کو بھی relief ملے اور وہ ملیں چلوادیں۔ شکریہ

اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو فعال بنانے کا مطالبہ

جناب آصف بشیر بھاگٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج جو burning issue چل رہا تھا میں اس سے ہٹ کر تھوڑی سی گزارش کرنا چاہوں گا کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر گزارشات نہیں کی جا سکتیں۔

جناب سپیکر! ہمارے دوست حسن مرتضیٰ صاحب نے ایک بات کی ہے۔ اگر اس وقت ہاؤس میں تعداد زیادہ نہیں بھی ہے لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے 371 ممبران کے لئے یہ لمحہ

فکر یہ ہے کہ انھوں نے یہ بات کی ہے۔اگر بھنڈی، ٹینڈے یا چینی کا جتنا بھی rate ہے اور اس کے rate کو balance کرنا یا مقرر کرنا عدلیہ کا کام ہے تو پھر یہ ہاؤس کس لئے ہے اور یہ گورنمنٹ کس لئے ہے اور یہ سارے معاملات کس لئے ہیں؟

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے سے پچھلے اجلاس میں جتنے بھی چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی تھے وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ ہم سب نے آپ سے گزارش کی تھی اور مجھے یہ بات کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی کہ پچھلے ڈیڑھ پونے دو سال سے ہمارے انتہائی محنتی چیف منسٹر اور ان کی بڑی اچھی ٹیم، کابینہ اور ہم سب مل کر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اس پنجاب کو وہ good governance دیں اور اس کو بہتر طریقے سے چلائیں۔ پنجاب کی پسی ہوئی عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دے سکیں کہ جو کبھی دہشت گردی کے بحران میں ہے، کبھی paddy کے بحران میں ہے کبھی یوریا کے بحران میں ہے اور کبھی وہ کسی مسئلے میں پھنسی ہوئی ہے تو میرے خیال میں مجھے یہ کہنے میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہو گی کہ ہم اس طریقے سے اس پنجاب کے عوام کو deliver نہیں کر پا رہے کہ جس طریقے سے ہم سے توقع کی جا رہی تھی۔آج سے دو اڑھائی سال پہلے پورے پنجاب کی عوام یہ راہ دیکھ رہی تھی کہ یہاں پر خالصتاً کوئی ایسی جمہوری حکومت آئے گی، یہاں پر خالصتاً ایسے جمہوری لوگ آئیں گے جو اس پنجاب کو جمہوری طریقے سے چلائیں گے۔یہاں پر بات کی جاتی ہے، ہمارا کوئی بھی پارلیمانی لیڈر جب بات کرتا ہے تو بات Charter of Democracy کی ہوتی ہے۔یہاں پر بات پارلیمنٹ کو supreme کرنے کی ہوتی ہے۔یہاں پر بات اس ہاؤس کو supreme کرنے کی ہوتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی شرمناک بات ہے۔ مجھے چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی سپورٹس بنے ہوئے تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ ہماری کمیٹی کا پہلا اجلاس ہوا تھا جس میں مجھے منتخب کیا گیا تھا۔اس کے بعد سے آج تک ہمارا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ ہمارے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں ہے کہ ہم public کی کوئی petition لے سکیں، کم از کم جو questions اسمبلی میں آتے ہیں، ایک سال پہلے جو question آتا ہے اس کا چھ مہینے کے بعد جواب تیار ہوتا ہے اور یہاں پر پہنچتا ہے۔ ہمیں کم از کم کوئی ایسا بزنس دے دیا جائے کہ ہم اپنی کمیٹیوں کو فعال کر سکیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ان کمیٹیوں کو ایک طرف رکھ کر میں ہاؤس کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ سپورٹس کے ڈیپارٹمنٹ میں چار ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں۔ یہ بات میرے علم میں اس وقت آئی جب ایک ہفتہ پہلے میں پہلی دفعہ اور شاید آخری دفعہ اپنے سیکرٹری سپورٹس کے پاس

گیا تو وہاں سے میں نے کچھ information لیں کہ چار ٹاسک فورسز سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہی ہیں۔ میں سٹینڈنگ کمیٹی سپورٹس کا چیئرمین ہوں۔ مجھے نہ آج تک کوئی petition دی گئی ہے اور نہ ہی مجھے کوئی بزنس دیا گیا ہے۔ جب اس طرح کے معاملات ہوں گے کہ جس صوبے میں کابینہ کی میٹنگ پونے دو سال میں چار یا پانچ ہوں گی، جس صوبے میں آٹے کی سبسڈی 10۔ارب یا 15۔ارب روپے دینے کے لئے کابینہ سے منظوری نہیں لی جائے گی، جس صوبے میں اس قسم کے جتنے اہم معاملات ہیں ان پر اس ہاؤس کے ممبران کو on board نہیں لیا جائے گا تو وہاں پر یہ شکوہ ہر بندہ کرے گا کہ ہم اپنا ہر مسئلہ لے کر عدلیہ کے پاس چلے جائیں گے اور ہم اپنا ہر مسئلہ لے کر ہائیکورٹ میں چلے جائیں گے۔ میں بھی یہ سوچ رہا ہوں کہ میں بھی اس مسئلے کو لے کر being a Chairman Standing Committee ہائیکورٹ میں چلا جاؤں کہ کم از کم ہمارے چیف منسٹر صاحب کو یہ آرڈر کیا جائے کہ وہ ہمیں ہمارے اختیارات واپس کریں۔ وہ چار بندے جو چیئرمین ٹاسک فورسز بن کے بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ شاید آپ کو پتا نہیں ہو گا کہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں ایک خاتون چیئرپرسن ٹاسک فورس ہیں۔ ان کا privilege ہے کہ ان کو گاڑی دی گئی ہے، دفتر دیا گیا ہے اور وہ منسٹر کے برابر مراعات لے رہی ہیں۔ چلیں ایک ٹاسک فورس کافی تھی۔ وہ خاتون زندگی میں کونسلر بھی نہیں بنی، ان کا سیاست سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ وہاں پر ایک بودی پہلوان صاحب ہیں جن کا میں نے نام سنا۔ میں نے پوچھا کہ یہ بودی پہلوان کون ہیں اور یہ کس ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں تو انھوں نے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ انھیں 30/25 ہزار روپے بھی دینے ہیں، انھیں گاڑی بھی دینی ہے اور بودی پہلوان نے اپنے دفتر کو سجانے کے لئے 10 لاکھ روپے کی demand کی کہ میرے دفتر کو اس طریقے سے سجایا جائے۔ اس کے بعد ایک اعجاز گل صاحب ہیں۔ یہ کس ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ چیف منسٹر صاحب کی اس ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں جو شہری علاقوں سے متعلقہ ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمارے ایک ریٹائرڈ آئی جی چودھری یعقوب صاحب ہیں وہ چوتھی ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں تو انھوں نے بتایا کہ یہ دیہاتی علاقوں کی ٹاسک فورس سپورٹس کے چیئرمین ہیں۔ آپ اندازہ لگالیں اس کفایت شعاری کا کہ جس میں ان چار ٹاسک فورسز کے دفاتر کے اخراجات، گاڑیوں کے اخراجات ہیں۔ میں چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی ہوں میرے پاس گاڑی نہیں ہے۔ میرے پاس دفتر نہیں

ہے۔ ہم آپ سے بارہا یہ کہہ چکے ہیں کہ کم از کم ہمیں گاڑیاں ہی دے دی جائیں، چلیں گاڑیاں نہ دی جائیں ہمیں اختیار دے دیا جائے۔ ان 4 ٹاسک فورسز پر جو ماہانہ اخراجات اٹھ رہے ہیں وہ کم از کم 30/35لاکھ روپے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں سپورٹس سے متعلقہ ہوں تو مجھے پتا ہے، لگتا ہے کہ جتنے بھی departments ہیں ان سب میں چار چار اور non elected بندے ہیں۔ اب ایک ریٹائرڈ آئی جی کا کیا مطلب ہے، ایک ریٹائرڈ آئی جی کو کیا پتا ہو سکتا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا point of view آ گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے چونکہ 4 بجے کا کہا تھا۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب اس پر کچھ نہ کچھ assurance دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! میں نے آج چھ مہینے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے اور آج بھی آپ کی وجہ سے مجھے موقع مل سکا ہے۔ اگر سپیکر صاحب یہاں پر ہوتے تو شاید یہ موقع نہ مل سکتا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یقین کریں کہ یہاں پر کسی پارٹی کے فورم سے ہٹ کر گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے یا گورنمنٹ میں نہ ہوتے ہوئے اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی، سارے ہاؤس کی یہ ذمہ داری بنتی ہے۔ میں وزیر قانون سے لے کر چودھری ظہیر الدین صاحب تک سب سے یہ گزارش کروں گا کہ خدارا! سارے اٹھ کر اس ہاؤس کو مضبوط کرنے کے لئے کام کریں۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ ہماری تذلیل کی جاتی ہے، ہماری سرکاری دفاتر میں تذلیل کی جاتی ہے، ہماری DPO,DCO سے تذلیل کروائی جاتی ہے۔ ہم اس ساری تذلیل کو برداشت کر رہے ہیں اور پونے دو سال سے برداشت کر رہے ہیں لیکن خدارا! کم از کم ہم پانچ سال بعد بھی انہی مسائل میں رہیں گے کہ ہم اپنی عدلیہ کے پاس مسئلے لے کر جائیں گے۔ اگر آپ نے اس پنجاب میں deliver کرنا ہے، اس پنجاب کو بہتر طریقے سے چلانا ہے اور اگر چیف منسٹر صاحب نے یہ reward لینا ہے کہ پنجاب اچھے طریقے سے چل رہا ہے تو 30/25۔ارب روپے تندوروں میں یا آٹے میں سبسڈی دینے سے reward کبھی نہیں ملے گا، reward اسی وجہ سے ملے گا جب یہ ہاؤس مضبوط ہوگا، اس ہاؤس کا ہر ممبر مضبوط ہوگا، یہاں کی سٹینڈنگ کمیٹیاں مضبوط ہوں گی اور یہاں پر منسٹر مضبوط ہوں گے۔ یہاں پر تو لمحہ فکریہ یہ ہے کہ منسٹرز بے چارے اپنے اختیارات کے لئے بھاگے پھر رہے ہیں۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہم سب کو چاہئے کہ ہم نہ ڈریں اور خوف میں نہ آئیں اور سارے اس کام کے لئے اٹھیں۔ اس پر آپ کوئی رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں اور مجھے بھی بات کرنے دیں۔ لاء منسٹر صاحب! انھوں نے جو بات کی ہے اس میں سٹینڈنگ کمیٹیوں کے حوالے سے already amendments بھی آ رہی ہیں، اس حوالے سے یہ empowerment کی بات کر رہے ہیں۔ اس پر ہاؤس کو تھوڑا سا apprise کر دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! آپ نے پچھلی دفعہ وعدہ کیا تھا کہ کمیٹی بنے گی اور اس کی ہم announcement کر دیں گے۔ اب اُس کا notification ہو جائے تاکہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کون سی کمیٹی کی بات کر رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ جو amendments کے حوالے سے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ already amendment move کی ہوئی ہے۔ منسٹر صاحب اسی کے متعلق بتانے لگے ہیں، آپ ذرا ان کی بات سن لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جی، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے allegations یا اپنا جو مؤقف بیان کیا ہے میں اس سے بالکل اتفاق نہیں کرتا لیکن یہ اس معاملے کو کسی بھی انداز میں تحریک التوائے کار، قرارداد یا سوال کے ذریعے بے شک ابھی لے آئیں، task forces دس، پندرہ، چالیس یا جتنی بھی ہیں ان کے متعلق یہ سوال لے آئیں اس کا پورا جواب دیا جائے گا۔ شاید ایک صاحب کا سوال بھی ہے جس کا جواب میرے خیال میں اگر اجلاس جاری رہا تو اگلے ہفتے میں آ جائے گا۔ جتنا پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور محسوس ایسے کیا جا رہا ہے کہ جیسے سارا بجٹ ٹاسک فورسوں پر لگ گیا ہے۔ اُس سوال کا جواب جب اس ہاؤس میں پیش ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ ٹھیک ہے کہ ایک elected member کا اپنا role ہوتا ہے لیکن جن لوگوں نے دس دس، گیارہ گیارہ سال ماریں کھائی ہیں، جن workers نے ہمارے ساتھ سڑکوں پر جدوجہد کی ہے، اگر انہیں ایک political government کسی نہ کسی dispensation کے ساتھ accommodate نہیں کرے گی تو اُن کے ساتھ بھی زیادتی ہو گی۔ اُن لوگوں کے لئے بھی تو جمہوریت آئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اُن لوگوں کو بھی اس میں خدمت کرنے اور حصہ لینے کا موقع ملنا چاہئے۔ اس بات سے پہلے انہوں نے فرمایا کہ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دیں تو اگر انہوں نے زبانی طور پر بھی مجھے اس بات سے آگاہ کیا ہوتا کہ میرے محکمے کی طرف سے اِن کے ساتھ اس قسم کا سلوک روا رکھا جا رہا ہے تو میں ضرور

action لیتا۔ مجھے تو صرف اتنا پتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کا اپنا کوئی مسئلہ پیدا ہوا تھا تو آپ کو پتا ہے کہ انہوں نے یہاں آ کر کس طرح سے پورے ہاؤس کو pressurize کیا تھا۔ بعد میں ان کی وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات ہوئی تو وہاں پر جس طرح سے انہوں نے کہا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کی satisfaction کے مطابق there and then عمل کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم ہر جگہ پر چٹیں لے کر جائیں اور وہاں پر چار پانچ چٹیں تھما کر اپنا کام کروالیں لیکن وہ policy matters جن سے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس اور اراکین کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے اُن کے اوپر بات کرنے کے لئے ہم کوئی اور جگہ تلاش کریں۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو کوئی role ملنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ بالکل ملنا چاہئے۔ غالباً پرائیویٹ ممبر زڈے پر ایک motion آئی تھی جس کو میں نے accept کر کے کہا کہ اسے آپ Law and Parliamentary Affairs کی کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ کمیٹی میں اگر کوئی اور دوست بھی amendment لانا چاہے گا تو میں اسے بھی accept کرکے بھیجنے کے لئے تیار ہوں۔ کمیٹی میں سارے دوست بیٹھیں اور legislation کے طریق کار کے مطابق جو بھی وہ line draw کریں گے میں انہیں اس بات سے پوری طرح یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم انہیں accept کریں گے۔ ہم خود یہ چاہتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں empowered ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! سٹینڈنگ کمیٹیاں حکومت کی help کرنے کے لئے نہیں بنائی جاتیں۔ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے rules بعد میں تبدیل ہو جائیں اُس کا میں نہیں کہتا البتہ اس وقت موجودہ rules کے مطابق سٹینڈنگ کمیٹیاں اس ہاؤس کے work کو آگے چلانے کے لئے ہیں لیکن گورنمنٹ کا نظام چلانے کے لئے نہیں ہیں۔ اگر کل آپ اِن کو executive role دیں تو علیحدہ بات ہے لیکن وہ کمیٹیاں اس وقت صرف ہاؤس کے بزنس کو چلانے کے لئے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ ہاؤس جب کسی بھی سٹینڈنگ کمیٹی کو کوئی بزنس refer کرے گا تو اُس پر سٹینڈنگ کمیٹی اپنا اجلاس بلائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام محکموں میں ایسے بے شمار مسئلے ہیں جن میں ہاؤس کی intervention ہو سکتی ہے لیکن یہ تب ہو سکتی ہے جب ایک رکن کوئی تحریک وغیرہ لائے اور اسے متعلقہ کمیٹی کو refer کیا جائے۔ جتنی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اجلاس ہوئے ہیں، میں نے وہاں پر چیئر مین کے انتخاب کے بعد تمام ممبران سے مؤدبانہ request کی کہ آپ اب بھی اپنی سٹینڈنگ کمیٹی کو functional کر سکتے ہیں لیکن اُس کے لئے آپ فلاں فلاں طریقے سے ہاؤس میں Bill لے کر آئیں۔ اب تمام محکموں کے جتنے بھی fines ہیں اُن کی رقم

بھی ابھی 1906 والی ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ فلاں طریقے سے تحاریک التوائے کار، پرائیویٹ ممبرز بل یا کوئی قرار داد لائیں اور اپنے معاملات کو سامنے لائیں، ہاؤس ان معاملات کو جب آپ کی کمیٹی کو refer کرے گا تب آپ کی کمیٹی کو کام بھی سونپ دیا جائے گا اور ہو functional بھی ہو جائے گی۔ میں یہ بھی بتادوں کہ بالفرض میں ایک کمیٹی کا ممبر ہوں تو اُس کمیٹی کے لئے اگر میں ہاؤس میں کوئی چیز لانا چاہتا ہوں تو rules میں ایسی کوئی قدغن نہیں ہے کہ میں اس کمیٹی کے لئے کوئی چیز نہیں لا سکتا۔ میں کوئی بھی معاملہ ہاؤس میں لا سکتا ہوں اور اگر وہ معاملہ کمیٹی کو refer ہو جائے گا تو کمیٹی اُس پر غور کرے گی۔ کمیٹیوں کو بالکل functional ہونا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ rules کے اندر رہ کر بھی ہمیں کام کرنا چاہئے۔ باقی جہاں تک اِس میں amendments کی بات ہے تو میں اس مطالبے اور understanding سے پوری طرح سے committed ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو کوئی role سونپا جائے۔ اس کے لئے یہ جو بھی amendments لائیں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ حکومت سے agree کروا کر اس ہاؤس سے approve کروائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 5-نومبر 2009 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔